ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (القرآن)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (الحدیث)

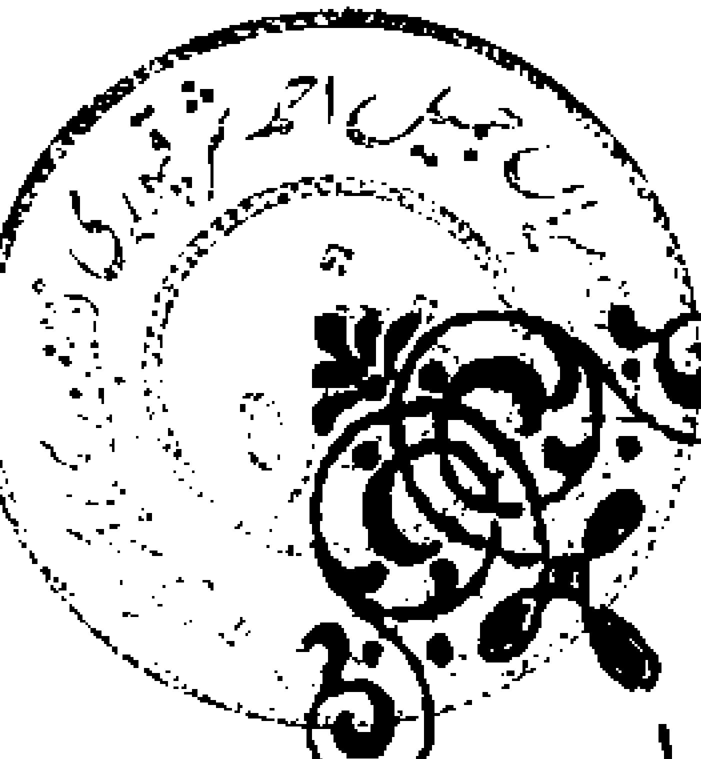
قصر سے تابوت

عقیدۂ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی حقیقت پر نایاب تحریر

مصنف

محمد اختر رضا القادری





بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک سیدی یارسول اللہ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

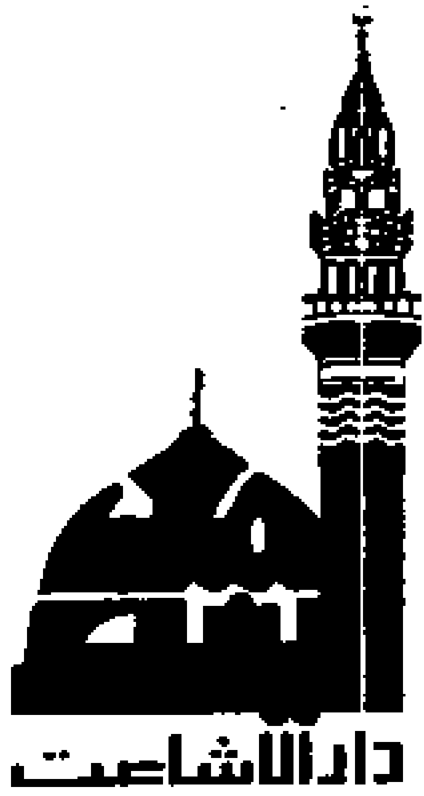
قصر سے تابوت

مصنف

محمد اختر رضا القادری

المدینہ دار الاشاعت (پرائیویٹ) لمیٹڈ
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اردو بازار لاہور 042-7312801-7320682

اہتمام



محمد ابرار حنیف مغل

مدیر ماہنامہ کاروان نعت

کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قصر سے تابوت

مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محمد اختر رضا القادری

پروف ریڈنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قاری عبدالخالق سعیدی

کمپوزنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اجالا کمپیوٹرز عارفوالہ

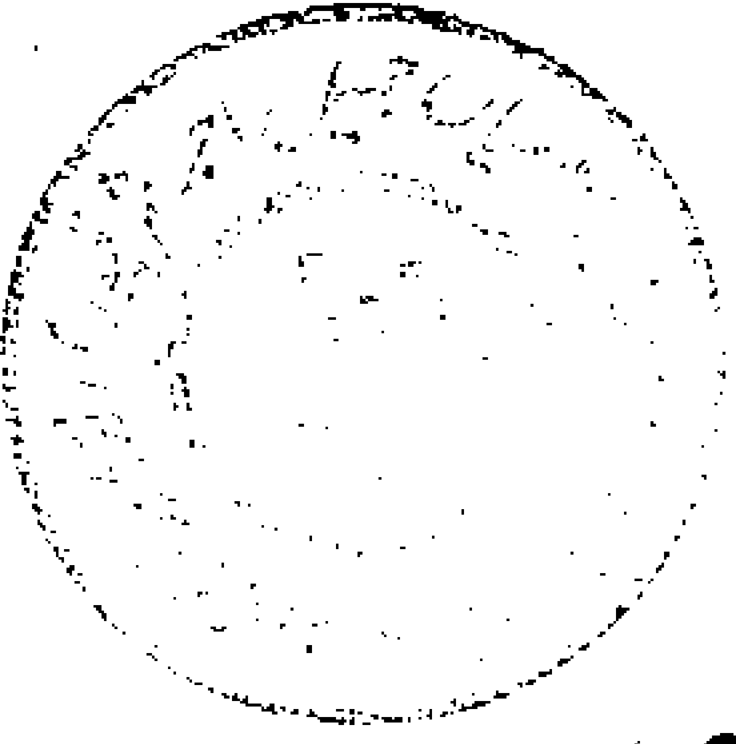
اشاعت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جنوری 2007

تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 500

ہدیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ [redacted] روپے

ناشر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ المدینہ دارالاشاعت

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اُردو بازار لاہور 042-7312801-7320682




فہرست


مشمولات

انتساب

سب سے پہلے مدعی نبوت

مسیلمہ کذاب کو کیفر کردار

تک پہنچانے والی ہستی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور

مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد

قادیانی کے تابوت میں آخری

کیل ٹھونکنے والے قائد ملت

اسلامیہ شاہ احمد نورانی صدیقی

کے نام کرنے کی سعادت

حاصل کرتا ہوں۔

محمد اختر رضا القادری



دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی خاتم الانبیاء و المرسلین و علی آلہ الطیبین الطاہرین وعلی اصحابہ المتقین و بارک و سلم۔ اما بعد!

اللہ رب العزت کا صد بار شکر و احسان ہے کہ اُس نے بصدقہ نعلین مصطفیٰ ﷺ ہمیں اپنی بندگی اور مصطفیٰ ﷺ کی غلامی و نسبت کا کنز ثمین عطا فرمایا۔ یہ نسبتِ غلامی متقاضی ہے کہ جب ناموس و حرمت رسالت ﷺ پر کوئی شاتم اپنی زبان دراز کرنے کی جسارت مذموم کرے تو مؤمن اس گستاخ کو جہنم رسید کر کے دم لے۔ اس دورِ پرفتن میں اسلام جہاں بیرونی سطح پر خطرات سے دوچار ہے وہیں اس کی اندرونی سطح اعتقادی فتنوں کے سازشی حملوں کی زد میں ہے۔ آج! اُمت مسلمہ کے جن عقائد پر حملے کیے جارہے ان میں سب سے بڑا حملہ "عقیدۂ ختم نبوت ﷺ" پر ہے۔ دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر عصر حاضر تک امت مسلمہ کا ہر فرد اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے میدان عمل میں اپنی غیرت ایمانی و نسبت غلامی مصطفیٰ ﷺ کا یوں عملاً ثبوت پیش کرتے ہیں کہ:

نماز اچھی ، حج اچھا ، روزہ اچھا ، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا ﷺ کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

اللہ تعالیٰ نے پیارے آقا ﷺ کو قرآن پاک میں تاج خاتم النبیین عطا فرمایا اور اعلان فرمادیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین و کان اللہ بکل شی علیما (الاحزاب، ۳۳:۴۵)

ترجمہ: "محمد (ﷺ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔"

حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات گرامی سے بھی لانبی بعدی کا اعلان یوں ہوا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان الرسالۃ و النبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی بعدی.

(امام ترمذی، جامع ترمذی، جلد دوم، ابواب الرؤیا، ص: ۵۱)

ترجمہ: "بے شک رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔"

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی. (جامع ترمذی، جلد دوم، ابواب الفتن، ص: ۴۵)

ترجمہ: "میری امت میں تیس جھوٹے شخص پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

درج بالا آیت اور احادیث سے یہ بات اظہر من الشمس ہوتی ہے حضور علیہ السلام خاتم النبیین ہیں لہذا امت محمدیہ علیہ السلام یہ جان لے کہ اب خاتم النبیین علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں تیس کذاب آئیں گے ان میں سے ہر کوئی یہ دعویٰ نبوت کرے گا وہ کذاب و دجال ہوگا۔ امتی کا حق یہی ہے کہ جو حضور نبی اکرم علیہ السلام نے فرمادیا اس پر سر تسلیم خم کردے اس پر نہ تو شرح کی ضرورت ہے اور نہ ہی توجیہات تلاش کرنے کی گنجائش۔

مدعی نبوت کافر! اکابرین امت نے مدعی نبوت کو کافر اور اس پر شک و شبہ کے احتمال کو کفر قرار دیا۔

امام الائمہ فی الحدیث والفقہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا "جو شخص حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ بھی کافر اور جو اس سے دلیل طلب کرے وہ بھی کافر ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" (مناقب الاعظم ابی حنیفہ باب: من طلب علامہ من المتنبی فقد کفر ۱:۱۶۱)

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی: "ضروریات دین کا جس طرح انکار کفر ہے یوں ہی ان میں شک و شبہ اور احتمال ماننا بھی کفر ہے۔ یوں ہی ان کے منکر یا ان میں شاک کو مسلمان کہنا یا اسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، کتاب السیر رسالۃ المبین ختم النبیین، ۶:۵۷)

تاریخ اسلام کی ورق گردانی سے عیاں ہوتا ہے دور رسالتمآب علیہ السلام سے ہی کذاب و دجال مدعیان نبوت کا ٹولہ نمودار ہو چکا تھا اور خود خاتم النبیین علیہ السلام نے اس فتنہ کے خاتمہ کے لئے صحابہ کرام کو بھیجا۔ بعدازاں خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے جماعت صحابہ کو بھیجا۔ عرب و عجم میں جتنے کذاب و دجال نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا ان میں سب سے بڑا کاذب غلام احمد قادیانی لعنۃ اللہ علیہ جس نے اپنی جھوٹی نبوت کا قصر باطل برصغیر پاک و ہند میں "فتنہ قادیانیت"

کے نام سے تعمیر کرنے کی ناپاک جسارت کی۔اس کاذب نے اپنی جھوٹی نبوت کے ثابت کرنے میں سابقہ مدعیان نبوت سے بڑھ کر کفر وارتداد کی داستان لغو کہی۔

برصغیر میں اس ناسور کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ہر دور میں من جانب اللہ عشق ومحبت رسول ﷺ سے سرشار جلیل القدر ہستیاں اس مقدس فریضہ کو ادا کرنے پر مامور ہوئیں ان میں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان بریلویؒ، شہنشاہ گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ، پیر سید جماعت علی شاہؒ، خواجہ قمرالدین سیالوی، سید ابوالحسنات قادریؒ جیسے مجاہدین ختم نبوت ہوئے۔علاوہ ازیں عصر حاضر میں مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازیؒ جنہوں نے تحفظ ختم نبوت کے لئے جیلیں کاٹیں اور جن کو پھانسی کی سزا تک سنائی گئی جو بعدازاں عمر قید میں تبدیل ہوگئی وہ لحہ بہ لحہ مرتبہ شہادت پر فائز ہونے کیلئے تڑپتے رہے۔امیر اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانیؒ پارلیمنٹ کے فلور پر اس فتنہ کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن گئے اور کذاب قادیانی کے پیروکاروں کو بھاگ جانے پر مجبور کیا۔نابغہ عصر شخصیت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ نے وفاقی شرعی عدالت میں ختم نبوت کی حقانیت پر سیر حاصل بحث کرکے ثابت کیا کہ قادیانی کافر اور اقلیت ہیں۔نیز گستاخ رسول ﷺ کو واجب القتل قرار دلوایا۔

علمائے اہلسنت نے ہر دور میں ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کی۔اُن کے پرتاثیر خطابات نے امت کو نیا جوش وولولہ عطا کیا اور ساتھ ہی ان کی پرمغز مدلل تحریروں نے ان کے مذموم عزائم کی نقاب کشائی کی۔محترم اختر رضا القادری صاحب کی کتاب ”قصر سے تابوت“ نے علمائے اہل سنت کی اس سنت کا احیاء کیا۔جس پر وہ صد با مبارکباد کے مستحق ہیں۔انشاءاللہ یہ کتاب فتنہ قادیانیت کے تابوت میں ایک اور کیل ٹھونک دے گی۔یہ علمی کاوش امت مسلمہ کے ہر طبقہ کو بالعموم اور نوجوانان ملت کو بالخصوص فتنہ قادیانیت کے ناسور کے بارے میں آگاہی فراہم کرے گی۔اللہ کریم کی بارگاہ میں استدعا ہے کہ وہ ہمیں پیارے آقا ﷺ کی خاطر مرمٹنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔اللھم آمین! بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لکھتا ہوں خونِ دل سے یہ الفاظ احمریں   بعد از رسول ﷺ ہاشمی کوئی نبی نہیں

محمد عمران انیس طاہری

۸ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۷ جنوری ۲۰۰۷ء

تقریظ

جامع معقول ومنقول تاج العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی غلام نبی سیالوی دامت برکاتہم العالیہ

تخصص فی العلوم الاسلامیہ شیخ الحدیث دار العلوم رضویہ حنفیہ عارف والہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہ رب کریم کا بے حساب وشمار شکر ہے کہ اس نے امت نبی آخر الزماں ﷺ میں ایسے علمائے ذی وقار پیدا فرمائے جو دین اسلام کی آبیاری کے لئے وہ فرائض سرانجام دیتے ہیں جو کہ انبیاء بنی اسرائیل سرانجام دیتے رہے۔ نبی آخر الزماں ﷺ کا فرمان ذیشان برحق اور سچا ہے کہ علماء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل اور العلماء ورثۃ الانبیاء۔ دنیائے اسلام پر جب بھی کوئی آفت نمودار ہوئی جس سے اسلام کا تقدس مجروح ہونے کے خدشات ظاہر ہوئے تو خدا کے فضل وکرم سے اس وقت کے علمائے حق نے تحریر وتقریر کے ذریعے اس فتنے کی سرکوبی کی اوران طاغوتی حملوں کا نہایت جرات وشجاعت سے مردانہ وار مقابلہ کر کے اپنے فرائض دینی ومنصبی نہایت احسن طریقہ سے سرانجام دے کر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کیا۔

دنیائے اسلام کے فتنوں میں سب سے زیادہ بھیانک اور بدترین فتنہ منکرین ختم نبوت کا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی اسی گروہ سے ہے بلکہ یہ اس قبیلے میں سب سے زیادہ کذاب اور خطرناک ثابت ہوا۔ الحمد للہ اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے مشائخ اہلسنت اور علمائے اہلسنت نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ خدا کے فضل وکرم سے حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا القادری دامت برکاتہم العالیہ کا شمار بھی ان علمائے کرام میں ہے جو کہ اپنے دل میں مسلک کا درد رکھتے ہیں اور آبیاری اسلام کیلئے اپنی مساعی جمیلہ کو بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں رکھتے۔ مولانا نہایت فاضل شخصیت ہیں جو کہ صاحب تقریر ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب قلم وتحریر بھی ہیں۔ فتنہ مرزائیت کی سرکوبی اور عوام کو مرزائیت کی حقیقت سے

آگاہ کرنے کیلئے موصوف کی تالیف قصر سے تابوت بہترین کاوش ہے اور ان کی شب و روز کی انتھک و بے لوث محنت کا ثمرہ عظیمہ ہے۔

انشاء اللہ العزیز صاحب علم موصوف کو اس تالیف کی سعادت حاصل کرنے پر خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور ہوں گے دلی دعا ہے کہ رب کریم ایسے علمائے حق اہلسنت کو دین متین کی خدمت کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے اور انہیں عمر طویل سے مشرف اور حوادث زمانہ سے محفوظ فرمائے۔

خادم العلماء

ابو سعید مفتی غلام نبی سیالوی

وجہ تالیف

ہر وہ شخص جو خاتم المرسلین ﷺ پر صدق دل سے ایمان لایا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ **وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یذعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی** یعنی میری امت میں تیس جھوٹے نمودار ہوں گے جن میں ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، سن یا پڑھ کر کسی بھی مفتری کی چرب زبانی اور مکروفریب میں آ کر عقیدہ ختم نبوت کا انکار نہیں کر سکتا۔ میرے آقا ومولا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب فرمادیا کہ تیس کذاب نبوت کا دعویٰ کریں گے تو یہ ممکن نہ تھا کہ ایسا نہ ہوتا۔ چنانچہ دجال وکذاب مدعیان نبوت کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کے دور سے ہی شروع ہو گیا اور وقفہ وقفہ سے جاری رہا یہاں تک کہ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے سامراج کے ایماپر اپنے پیش رووں کی تعلیمات سے متفرق چیزوں کو لے کر خود ساختہ نبوت کی دکان سجا کر مسلمہ عقیدہ ختم نبوت پر ڈنک مارا۔ قرآنی آیات میں تحریفات معنوی کے ساتھ ساتھ لفظی تحریف کے بھی ریکارڈ قائم کئے۔ جہاد کا منکر ہوا، انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم، امہات المومنین رضی اللہ عنھن، اہل بیت نبوت رضی اللہ عنھم اور علماء واولیاء کرام کی شان میں بے ادبی و گستاخی کا مرتکب ہوا اور ایسی ایسی لغویات ومغلظات بکیں کہ کسی بھی مسلمان کا ایمان برداشت نہیں کر سکتا۔ وطن عزیز کو دولخت کرنے میں بھی اسی کی ذریت کا ہاتھ نظر آیا اور بلوچستان کو قادیانی سٹیٹ بنانے کے خواب دیکھنے والے بھی اسی کے پیروکار نظر آتے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں قادیانی کے دعویٰ نبوت کی ابتداء سے کافر قرار دیئے جانے تک کے سفر کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور نہایت ہی آسان اور سلیس زبان استعمال کی ہے تاکہ آج کا نوجوان سانپوں کی اس دنیا سے آگاہی حاصل کر سکے۔ بہت سی شخصیات جنہوں نے اس تحریک میں بہت کام کیا ان کا تذکرہ اختصار کی وجہ سے نہ کیا جا سکا۔ انشاء اللہ العزیز ان کا ذکر ''مجاہدین ختم نبوت'' میں انکے کارناموں کے ساتھ کیا جائیگا جن میں مولانا ظفر علی خاں اور

مولانا عبدالعلیم میرٹھی والد علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی جیسی شخصیات شامل ہیں۔

سلام پیش کرتا ہوں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی صاحب کی زبان مبارک سے نکلنے والے اک اک حرف کو کہ جنہوں نے مجھ جیسے کم علم کو اس قابل بنایا کہ قادیانی قصر کی کہانی سنا رہا ہوں۔

میں ممنون ہوں مولانا قاری محمد جمال قادری صاحب خطیب جامع مسجد انوار مدینہ گلشن اقبال کالونی عارف والا کا کہ انہوں نے میری توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ اس موضوع پر کتاب لکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ قادیانیت سے آگاہی وقت کی نہایت ہی اہم ضرورت ہے۔ اور مشکور ہوں مولانا قاری عبدالخالق سعیدی صاحب کا جنہوں نے استفادہ کے لئے کتب فراہم کرنے کی ذمہ داری قبول فرمائی۔

عقیدہ ختم نبوت کے متعلق لکھنے کا سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔ لیکن اسے آپ کے تعاون سے ہی جاری رکھا جاسکے گا کیونکہ اس مقدس مشن سے منافع کمانا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا آیئے! اور مجاہدین ختم نبوت میں شریک ہو کر اپنے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں۔

محمد اختر رضا القادری

ستمبر 2006

باب ا

نقشہ قصر کی تیاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انگلستان کی حکومت نے 1869ء کے شروع میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبران، بعض انگلستانی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا۔ وفد کا مقصد یہ تھا کہ وہ پتہ چلائے کہ ہندوستانی عوام میں وفاداری کیونکر پیدا کی جا سکتی ہے۔ اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو سلب کر کے انہیں کس طرح رام کیا جا سکتا ہے۔

(ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد، بحوالہ تحریک ختم نبوت)

ان میں سے چند مخصوص نمائندوں نے اپنی تاثراتی یادداشتیں قلمبند کیں جنہیں The Arrival of British Empire in India کا نام دیا گیا۔ جس میں انہوں نے لکھا "ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو Apostolic Prophet (حواری نبی) ہونے کا دعوئی کرے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے لئے مفید کیا جا سکتا ہے۔

(ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد، بحوالہ تحریک ختم نبوت)

1870ءمیں لندن میں مذکورہ وفد کے اراکین نے ایک کانفرنس بلائی جس میں ہندوستان کے نمائندہ مشیروں کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ برطانوی کمیشن اور مشنریوں کے طرف سے ہندوستان میں مذہبی تخریب کاری کے پروگرام کی دو الگ الگ رپورٹیں تیار ہوئیں۔ جن کو یکجا کر کے "ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا دور" کے نام سے مرتب کیا گیا۔ اس میں علاوہ دیگر امور کے سامراجی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایک ایسی مذہبی نبوت کی ضرورت بیان کی گئی جو مسلمانوں میں سے اٹھا کر پروان چڑھائی جائے اور ان کی ہدایت پر کام کرے۔

(قادیان سے اسرائیل تک صفحہ 24)

رپورٹ کا ایک مختصر اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

REPORT OF MISSIONARY FATHERS

Majority of the population of the country blindly follow their "Peers" Their spiritual leaders if at this stage, we succeed in finding out some who would be readly to declare himself a Zilli Nabi (Apostolic Prophit) The large number of people shall rally round him. But for this purpose, it is very difficult to persuade some one from the Muslim masses. If this problem is solved, the Prophethood of such a person can flourish under the patronage of the Government. We have already overpowered the native Government mainly perusing a policy of seeking help from the traitors. That was a different stage, for at that time The traitors were from the military point of view. But now when we have sway over every nook of the country and there is peace and order every when we ought to undertake measures which might create internal unrest

amoung the country (Extract from the printed report, india office library, London)

(سازشوں کا دیباچہ صفحہ نمبر 69 تا 70)

ترجمہ: ''ملک ''ہندوستان'' کی بکثرت آبادی اپنے روحانی پیشواؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس مرحلے پر ہم ایسا آدمی تلاش کر سکیں جو اپنے تئیں ظلی نبوت کا دعویدار ہو تو لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد بہک سکتی ہے۔ لیکن اس مقصد کے لئے مسلمان عوام سے کسی شخص کو ترغیب دینا امر محال ہے۔ اگر یہ الجھن حل ہو جائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم نے قبل ازیں بھی مفید (غدار) لوگوں کی مدد سے ہندوستانی لوگوں کو زیر نگیں کیا۔ لیکن وہ مختلف مرحلہ تھا۔ اس وقت فوجی نقطہ نگاہ سے فروختگی مال درکار تھا۔ لیکن اب جبکہ ہم نے ملک کے کونے کونے پر قبضہ جما لیا ہے اور ہر طرف امن اور آرڈر ہے، ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہو سکے۔''

یہ عبارت ایک نامکمل ٹکڑا ہے مگر مزاج تحریر واضح کر رہا ہے کہ وہ لوگ کس طرح مسلمانوں کا رشتہ ان کے نبی کریم ﷺ سے کمزور کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد انگریزوں نے ایک گھناؤنا منصوبہ بنایا اور عقیدہ ختم نبوت کی مضبوط دیوار میں ڈنک مارنے والے کی تلاش شروع کر دی۔ یہ ایک طویل داستان ہے اور خاصی پریشان کن بھی۔ اس باب میں بڑے بڑے نام سامنے آتے ہیں اور کئی قد آور شخصیات بھی۔ رائے محمد کمال نے اپنی کتاب ''سازشوں کا دیباچہ'' صفحہ نمبر 74 پر لکھا ہے کہ ہندوستان میں ایک بہت بڑا مدرسہ انگریز کے تعاون سے جاری ہوا اور اسے طویل مدت تک باقاعدہ امداد ملتی رہی۔ اور ایک مذہبی جماعت کی بھی ماہوار امداد کی جاتی رہی۔ پنجاب کے چند پیرزادوں نے ایک وقت میں اپنے بزرگوں کی شان استغناء سے منہ موڑتے ہوئے سر مائیکل ایڈوائر کو سپاسنامہ پیش کیا۔ ادھر مردم شناس قوم نے خوب تلاش بسیار کی اور ایک شخص کو ڈھونڈ ہی نکالا جو برطانوی عمل داری کے تحفظات میں الہام کا ڈھونگ رچا سکے۔ جن کے نزدیک لندن کے مراسلہ جات وحی کا درجہ رکھتے ہوں اور جو ملکہ معظمہ کو قبلہ حاجات مانے۔

ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ایک معمولی تنخواہ کے ملازم پر نظر انتخاب پڑی۔ اس نے دوران ملازمت سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم سے رابطہ کیا، وہ اس کے پاس عموماً آتا اور دونوں اندر خانے بات چیت کرتے۔ بٹلر نے وطن جانے سے پہلے اس سے تخلیہ میں ایک طویل ملاقات کی۔ پھر اپنے ہم وطن ڈپٹی کمشنر کے ہاں گیا، اس سے کچھ کہا اور انگلستان چلا گیا۔ ادھر موصوف استعفیٰ دے کر قادیاں آ گئے۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد مذکورہ وفد ہندوستان پہنچا اور لوٹ کر محولہ رپورٹیں مرتب کیں۔ ان رپورٹوں کے فوراً بعد ہی موصوف نے اپنا سلسلہ شروع کر دیا۔ برطانوی ہند کی سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لئے طلب کیا۔ ان میں سے مرزا صاحب نامزد کئے گئے۔

(بحوالہ سازشوں کا دیباچہ، ص 71)

(قصر نبوت کی دیوار میں ارتداد کا ڈنک مار کر قادیانی نبوت کی دکان چلانے والے کذاب مرزا غلام احمد قادیانی منتخب ہوئے تھے۔)

مرزا محمود احمد قادیانی لکھتا ہے کہ ریورنڈ بٹلر ایم اے جو سیالکوٹ مشن میں کام کرتے تھے اور جن سے حضرت صاحب (مرزا) کے بہت مباحثات ہوتے رہتے تھے۔ جب ولایت واپس جانے لگے تو خود کچہری میں آپ کے پاس ملنے کے لئے چلے آئے۔ اور جب ڈپٹی کمشنر صاحب نے

پوچھا "کس طرح تشریف لائے" تو ریورنڈ مذکور نے کہا کہ صرف مرزا صاحب سے ملاقات کے لئے اور آپ جہاں بیٹھے تھے وہیں سیدھے چلے گئے۔ اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس چلے گئے۔
(سیرت مسیح موعود ربوہ ص 15)

یہی مرزا صاحب ایک خطبے میں بیان کرتے ہیں کہ اس وقت پادریوں کا بہت رعب تھا۔ لیکن جب سیالکوٹ کا انچارج مشنری ولایت جانے لگا تو حضرت صاحب سے ملنے کے لئے خود کچہری آیا۔ ڈپٹی کمشنر اسے دیکھ کر اس کے استقبال کے لئے آیا اور دریافت کیا کہ آپ کس

طرح تشریف لائے ہیں، کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں۔ مگر اس نے کہا کہ میں صرف آپ کے اس منشی سے ملنے آیا ہوں۔ یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ کے مخالف بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابل قدر ہے۔

(اخبار الفضل قادیان 24 اپریل 1935)

اسی سال یعنی 1868ء میں مرزا صاحب بغیر کسی معقول عذر کے نوکری چھوڑ کر قادیان چلے گئے اور تصانیف و تالیف کے کام میں لگ گئے۔

(سیرت المہدی بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک، ص 27)

مرزا قادیانی جب ملازمت چھوڑ کر قادیاں پہنچ گیا تو باپ نے کہا کہ نوکری کی فکر کرو! جواب دیا کہ میں نوکر ہو گیا ہوں اور پھر بغیر مرسل کے پتہ کے منی آرڈر ملنے شروع ہو گئے۔

(مقدمہ، مقدمہ بہاولپور ص ۲۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندانی پس منظر:

مرزا غلام احمد قادیانی کسی گمنام خاندان سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ اس کے آباؤ اجداد کا تذکرہ تاریخ کے صفحات پر محفوظ ہے۔ سر لیپل گریفن نے اپنی کتاب تاریخ رئیساں پنجاب میں مرزا کے خاندان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ خاندان سکھوں کے دور اقتدار میں بھی سکھوں کے ساتھ مل کر پنجاب میں مسلمانوں سے لڑتا تھا۔ جب انگریزوں نے قبضہ کیا اور سکھوں کے دور حکومت کو زوال آیا تو مرزا کے اسلاف انگریزوں کے ساتھ مل گئے۔

مرزا عطاء محمد اور ان کے والد مرزا گل محمد، مرزا غلام احمد کے دادا اور پردادا سکھوں کے دو گروہوں میں سے ایک کے ساتھ مل کر دوسرے گروہ کے ساتھ لڑتے تھے۔ جب مذکورین کے گروہ کو شکست ہوئی تو سکھ سردار فتح سنگھ اہلووالیا کے ہمراہ مرزا کے آباؤ اجداد کو بھی نقل مکانی کر کے قادیاں کی بجائے بیگووال جانا پڑا۔ جو کہ 12 سال کا عرصہ بنتا ہے۔ بعد میں جب راجہ رنجیت

سنگھ نے اکال گڑھ فتح کر لیا تو اہلو والیا خاندان کے ساتھ صلح کر لی جس کے نتیجہ میں مرزا عطاء محمد اور اس کا خاندان واپس قادیاں چلا آیا۔ مرزا عطاء محمد کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مرزا غلام مرتضٰی راجہ رنجیت کی فوج میں بھرتی ہو گیا۔ چنانچہ جب رنجیت سنگھ کی فوجوں نے فتح سنگھ اہلو والیا کی مدد سے ڈسکہ کو فتح کر کے قصور پر چڑھائی کی اور خان افتخار حسین خان والی مملوٹ کے مورث اعلیٰ نظام الدین خاں کو شکست دی تو راجہ رنجیت سنگھ نے مرزا غلام مرتضٰی کی فوجی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے قادیاں کی جاگیر کا ایک حصہ اسے واپس کر دیا۔ اور یوں یہ خاندان ایک مرتبہ پھر حکمرانوں کی نظر میں وفادار بن کر بڑے آرام کی زندگی بسر کرنے لگا۔ مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضٰی اور بھائی مرزا غلام قادر سکھ فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں سے برسر پیکار رہے۔ مغلیہ سلطنت کے زوال پر یہ خاندان سکھوں کے ساتھ منسلک ہو گیا تھا۔ اور جب سکھوں پر زوال آیا تو انگریزوں کی حمایت کرنے لگا۔ گویا اس خاندان میں موقع شناسی اور موقع پرستی کا جوہر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

1857ء کی جنگ آزادی میں بھی مرزا کے والد نے انگریزوں کے حق میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ مرزا غلام مرتضٰی بوڑھا ہونے کی وجہ سے فوجی خدمات کے قابل نہ رہا تھا۔ لہٰذا اس نے 50 گھوڑے معہ سوار انگریزوں کی خدمت میں پیش کیئے اور اپنے بیٹے مرزا غلام قادر کو فوج میں بھرتی کروایا۔ فوجی خدمات کے اعتراف میں جنرل نکلسن نے مرزا غلام قادر کو ایک سند بھی عطاء کی جس پر لکھا تھا کہ ''اس کا خاندان قادیاں ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔ (ماخوذ از تاریخ محاسبہ قادیانیت)

خود مرزا صاحب اپنی کتاب براھین احمدیہ (روحانی خزائن جلد اول ص ۸۲۔۸۳) میں لکھتے ہیں کہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش خیر خواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی بہم پہنچا کر

سرکار میں بطور مدد کے نذر کی اور اپنی غریبانہ حالت سے بڑھ کر خیر خواہی دکھلائی۔

مرزا صاحب کی نمک حلالی کے چند اقتباسات

اے بابرکت قیصرہ ہند (ملکہ وکٹوریہ) تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ پرہیزگاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔

(ستارہ قیصرہ ص ۱۵) سازشوں کا دیباچہ۔

یہ التماس ہے سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نیت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ (برطانیہ) کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے انگریز سرکار کے خیر خواہ اور خدمت گذار ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط سے اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائیے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھے۔

(تبلیغ رسالت ج 7 ص 19 بحوالہ سازشوں کا دیباچہ)

پس حقیقت میں خداوند کریم ورحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے۔ جس سے پودہ اسلام کا اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے۔

(براھین احمدیہ ص 83 خزائن معارف اسلامیہ)

اس طرح خدا نے مجھے اس گورنمنٹ کے اونچے ٹیلے پر جہاں مفسدین کا ہاتھ نہیں پہنچ

سکتا جگہ دی جو آرام کی جگہ ہے اور اس ملک میں سچے علوم کے چشمے جاری ہیں اور مفسدوں کے حملوں سے امن اور قرار ہے۔ پھر کیا واجب نہ تھا کہ ہم اس گورنمنٹ کے احسانات کا شکر ادا کرتے۔ (حاشیہ کشتی نوح ص 100، مرزا قادیانی)

اس (خدا) نے اپنے قدیم وعدے کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کے موافق تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا تا کہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ (وکٹوریہ) کے نیک اور بابرکت مقاصد کی امانت میں مشغول ہوں۔ اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا کہ وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔ (ستارہ قیصرہ ص ١٠)

سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کریں اور دوسرا اس سلطنت کی جس نے ظالموں کے ہاتھوں اپنے سائے میں ہمیں پناہ دی۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ (شہادۃ القرآن ص 86)

اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ (ستارہ قیصرہ)

اور انہوں (والد صاحب) نے میرے بھائی کو صرف گورنمنٹ کی خدمت گذاری کے لئے بعض لڑائیوں پر بھیجا اور ہر ایک باب میں گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی اور اپنی تمام عمر نیک نامی کے ساتھ بسر کر کے اس ناپائیدار دنیا سے گذر گئے۔ (شہادۃ القرآن ص 86)

خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت (برطانیہ) کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے۔ نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے اور نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔

(تریاق القلوب ص 26)

اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔ (تحفہ قیصرہ ص 47)

اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گذار رہیں۔ (ازالہ اوہام ص 57)

ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر ادا نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گذار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی ہرگز نہیں پا سکتے۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 373 روحانی خزائن)

اور ابر رحمت کی طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو دور سے لایا اور تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آ کر ہم سب بھول گئے اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گذار رہیں۔

انگریزی سلطنت میں تین گاؤں تعلقداری اور ملکیت قادیان کا حصہ جدی والد صاحب مرحوم کو ملے جواب تک ہیں اور حراث کے لفظ کے مصداق کے لئے کافی ہیں۔ والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممیز زمینداروں میں شمار کئے گئے تھے۔ گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے سچے شکر گذار اور خیر خواہ تھے۔ 1857ء کے غدر کے ایام میں پچاس گھوڑے انہوں نے اپنے پاس سے خرید کر اور اچھے اچھے جوان مہیا کر کے پچاس سوار بطور مدد کے سرکار کو دیئے۔ اس وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں بہت ہر دلعزیز تھے اور گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام دلجوئی کے ساتھ ان

کو ملتے تھے۔ بلکہ بسا اوقات صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر مکان پر آکر ان کی ملاقات کرتے تھے۔ اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ یہ خاندان ایک معزز خاندان زمینداری ہے جو شاہان سلف کے زمانے سے آج تک آثار عزت کس قدر موجود رکھتا ہے۔

(حاشیہ ازالہ اوہام ص 166-167 روحانی خزائن)

سو تھوڑا غور کرو اگر تم اس حکومت کے ساتھ کو چھوڑ دو گے تو روئے زمین پر کون سی جگہ تمہیں پناہ ملے گی؟ کسی ایک حکومت کا نام بتاؤ جو تمہیں اپنی حفاظت میں لینا قبول کرے۔ اسلامی حکومتوں میں سے ہر ایک تمہارے وجود پر سخت غضبناک ہے۔ تمہارے خاتمہ کے لئے منصوبہ بنا رہا ہے اور بے خبری میں حملہ کرنے کے لئے منتظر ہے۔ کیونکہ ان کی نظر میں تم کافر و مرتد ہو گئے ہو۔ لہٰذا اس نعمت الٰہیہ (حکومت برطانیہ کا قیام) کو قبول کرو اور اس کی قدر کرو۔۔۔۔ لیکن انگریزی حکومت اللہ کی رحمت اور برکت کا ایک پہلو ہے۔ یہ ایک ایسا قلعہ ہے جو خدا نے تمہاری حفاظت کے لئے تعمیر کیا ہے۔۔۔۔ انگریز تمہارے لئے ان مسلمانوں کے مقابلے میں ہزار درجہ بہتر ہیں۔ جو تم سے اختلاف رکھتے ہیں۔ کیونکہ انگریز تمہیں ذلیل کرنا نہیں چاہتے اور نہ ہی تمہیں قتل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

(تبلیغ رسالت ج 1 ص 123 مرزا قادیانی)

میں اپنا یہ کام مکہ یا مدینہ میں ٹھیک طور سے نہیں کر سکتا نہ ہی یونان، شام، ایران یا کابل میں۔ لیکن یہ میں اس حکومت کے تحت کر سکتا ہوں جس کی عظمت و نصرت کے لئے ہمیشہ دعا کرتا ہوں

(تبلیغ رسالت ج 4 ص 69 مرزا قادیانی)

عرصہ بیس سال سے میں نے دلی سرگرمی کے ساتھ فارسی، عربی، اردو اور انگریزی میں کتابیں شائع کرنا کبھی ترک نہیں کیا جن میں میں نے بار بار دہرایا ہے کہ مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ خدا کی نظروں میں گنہگار بننے کے خوف سے اس حکومت کی تابعدار اور وفادار رعایا

بنیں۔۔۔۔تو کم از کم یہ تو ان کا فرض ہے کہ اس حکومت کے ناشکر گذار نہ بنیں کیونکہ اس حکومت سے غداری کر کے خدا کی نظروں میں گنہگار نہ بننا ان کا فرض ہے۔

(تریاق القلوب ص 307 بحوالہ سازشوں کا دیباچہ)

اب اپنی فیاض طبع حکومت سے پوری جرأت مندی کے ساتھ یہ کہنے کا وقت آ گیا ہے کہ گذشتہ بیس سالوں میں میں نے یہ خدمات انجام دی ہیں اور ان کا مقابلہ انگریزی ہندوستان میں کسی بھی مسلم خاندان کی خدمات سے نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ لوگوں کو بیس سال جتنی طویل مدت تک سبق پڑھانے میں ایسا استقلال کسی منافق یا خودغرض انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ایسے انسان کا کام ہے جس کا دل اس حکومت کی سچی وفاداری سے معمور ہے۔۔۔۔ میں حقیقت میں کہتا ہوں اور اس کا دعویٰ کرتا ہوں کہ میں مسلمانوں میں سرکار انگریزی کی رعایا میں سب سے زیادہ تابعدار اور وفادار ہوں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جنھوں نے انگریز حکومت کے تئیں میری وفاداری کو اس درجہ بلندی تک پہنچانے میں میری رہبری کی ہے۔

۱۔ میرے والد مرحوم کا اثر

۲۔ اس فیاض حکومت کی مہربانیاں

۳۔ خدائی الہام

(ضمیمہ ۳ عنوان حکومت عالیہ کے حضور میں ایک عاجزانہ التماس۔ بحوالہ سازشوں کا دیباچہ)

درحقیقت انگریزی حکومت ہمارے لئے ایک جنت ہے اور احمدی فرقہ اس کی سرپرستی میں مسلسل ترقی کر رہا ہے۔ اگر تم اس جنت کو کچھ عرصہ کے لئے الگ کر دو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے سروں پر زہریلے تیروں کی کیسی زبردست بارش ہوتی ہے۔ ہم اس حکومت کے کیوں نہ مشکور ہوں جس کے ساتھ ہمارے مفاد مشترک ہیں۔ جس کی بربادی کا مطلب ہماری بربادی ہے۔ اور جس کی ترقی سے ہمارے مقصد کی ترقی میں مدد ملتی ہے۔ اس لئے جب کبھی حکومت کا دائرہ اثر وسیع ہوتا ہے، ہمارے لئے اپنی دعوت کی تبلیغ کا ایک نیا میدان ظاہر ہوتا ہے۔

11/323

(الفضل قادیاں مورخہ 19 اکتوبر 1915)

حضرت موعود علیہ السلام نے فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں سے یہ کہتے سنا ہے، میں انہیں احمدی ہی کہوں گا کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے، انہیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لئے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔ (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں مندرجہ اخبار الفضل قادیاں ج 20 نمبر 3, 7 جولائی 1932 بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر۔

ہمارے مخالفوں کا یہ ایک پرانا اعتراض ہے کہ جو وہ حضرت مسیح موعود کے خلاف پیش کرتے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ گورنمنٹ کے خوشامدی تھے اور اس وقت ہم سے جدا ہونے والا احمدیوں کا گروہ بھی ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ تم گورنمنٹ برطانیہ کے خوشامدی ہو۔۔۔۔اسی طرح غیر احمدی بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے نہ ان اعتراضوں کی پرواہ کی اور نہ ہم پرواہ کرتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیاں 19 اکتوبر 1931ء بحوالہ قومی ڈائجسٹ)

پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ وامن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر 17 سال تک پورے جوش سے، پوری استقامت سے کام کیا کہ اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میری مخالفت ہے کوئی نظیر ہے؟ کوئی نہیں۔

(کتاب البریہ اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ص 7 مرزا قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب تریاق القلوب کے صفحہ 15 ب پر لکھتا ہے کہ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریز کی تائید وحمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں کہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر

سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر اور شام و کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔

(بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)

اپنی کتاب ''کشتی نوح'' صفحہ نمبر 7 پر مرزا موصوف لکھتا ہے کہ یہ طریق جس پر خدا نے مجھے چلایا ہے۔ اس گورنمنٹ عالیہ کے برخلاف نہیں۔

گورنمنٹ برطانیہ کے ایجنٹ اور خیر خواہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے دھرم کے پجاریوں کی کتب جو کہ لاکھوں صفحات پر محیط ہیں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ہر چند صفحات کے بعد گورنمنٹ کا قصیدہ یا تابعداری کا واقعہ غیور مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتا نظر آئے گا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرزا غلام احمد گورنمنٹ کا ایجنٹ تھا تو اس نے عیسائیت کے خلاف کتب کیوں لکھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تنقیص کیوں کی؟

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب آنجہانی 1899ء کی ایک تحریر میں لکھتے ہیں کہ:

'' مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تا کہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بالمقابل ایسی کتابوں کے (جو عیسائی پادریوں نے سخت الفاظ میں لکھی تھیں) جن میں کمال سختی سے بدگمانی کی گئی تھی۔ چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کانشنس نے مجھے قطعی طور پر فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش رکھنے والے آدمی موجود ہیں ان کے غیض وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔ اور ان کتابوں کا یہ اثر

ہوا کہ ہزار ہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آ چکے تھے ایک دفعہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ سخت الفاظ کے مقابل ان کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بایں ہمہ میری تحریریں پادریوں کے مقابلے میں بہت نرم تھیں گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے۔ کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت ﷺ سے پہلے ہو چکے ہیں ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت کرتے ہیں جس کی تفصیل کے لئے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنا دیا ہے۔ اول والد محترم کے اثر نے، دوم اس گورنمنٹ کے احسانوں نے، تیسرا خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔

(تبلیغ رسالت ج 8 ص 51 مطبوعہ قادیاں بحوالہ عبقات)

یہ کیسے ممکن ہے کہ انگریز ایک پودا لگائیں اسے مال و زر کی فراوانی کا پانی دیں، سرکاری اہلکار اسے بیٹھنے کے لئے کرسی دیں اور اس کے مقابل مسلمانوں کو رسوا کرنے کی کوشش کریں اور وہ پودا تناور درخت بن کر دوسروں کو چھاؤں مہیا کرے۔

آیئے اب آخر میں سرکاری تصدیق نامہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

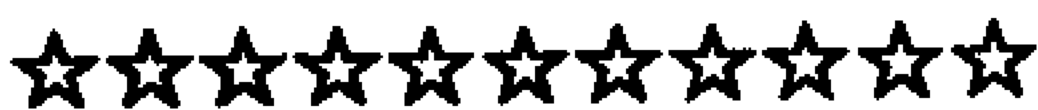
صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی سیرۃ المہدی حصہ اول میں لکھتا ہے کہ:

خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب PUNJAB CHEIFS یعنی تذکرہ رؤساء پنجاب میں جسے اولاً سرلیپل گریفن نے زیر ہدایت پنجاب گورنمنٹ تالیف کرنا شروع کیا اور بعد میں مسٹر میسی اور مسٹر کریک نے علی الترتیب گورنمنٹ پنجاب کے حکم سے اسے مکمل کیا اور اس پر نظر ثانی کی ہمارے خاندان کے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ درج ہے۔

اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مرزا غلام احمد جو غلام مرتضٰی کا چھوٹا بیٹا تھا، مسلمانوں کے ایک مشہور مذہبی سلسلہ کا بانی ہوا جو احمدیہ سلسلہ کے نام سے مشہور ہے۔ مرزا غلام احمد 1839ء میں پیدا ہوا اور اس کو بہت اچھی تعلیم ملی۔ 1891ء میں اس نے بموجب مذہب اسلام مہدی یا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ چونکہ مرزا ایک قابل مذہبی عالم اور مناظر تھا اس لئے جلد ہی بہت سے لوگوں کو اس نے اپنا معتقد بنا لیا اور اب احمدیہ جماعت کی تعداد پنجاب میں اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں تین لاکھ کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ مرزا عربی، فارسی اور اردو کی بہت سے کتابوں کا مصنف تھا۔ جس میں اس نے مسئلہ جہاد کی تردید کی اور یقین کیا جاتا ہے کہ ان کتابوں نے مسلمانوں پر معتدبہ اثر کیا۔

پروفیسر الیاس برنی لکھتے ہیں کہ "حالانکہ مدتوں بعد 1930ء کی تازہ ترین مردم شماری میں خاص اپنے مرکز پنجاب میں قادیانیوں کی تعداد 55 ہزار نکلی اور خود قادیانی صاحبان بقیہ ہندوستان میں اپنی تعداد 20 ہزار تخمینہ کرتے ہیں۔ اس طرح مجموعی تعداد کل ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ 75 ہزار بنتی ہے۔ اور پچاس برس کی کوشش کا ماحصل ہے۔

(بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)



باب ۲

حیاتِ مرزا کے چند دلچسپ پہلو

مرزا غلام احمد کی پیدائش سکھوں کے عہد حکومت کے آخری دور میں ضلع گورداسپور پنجاب کے ایک قصبے قادیان میں ہوئی۔ مرزا غلام احمد کی تاریخ پیدائش کا تذکرہ ان کی کتابوں میں موجود ہے۔ کتاب البریہ ص 135-134 میں مرزا موصوف لکھتے ہیں کہ "اب میری ذاتی سوانح یہ ہے کہ میری پیدائش 1839 یا 1840ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں 1857ء میں 16 برس، سترہویں برس میں تھا اور ابھی ریش و برودت کا آغاز نہیں تھا۔ مشہور انگریز سر لیپل گریفن نے PUNJAB CHIEFS میں لکھا ہے کہ "غلام احمد جو غلام مرتضٰی کا چھوٹا بیٹا تھا۔ مسلمانوں کے ایک مشہور مذہبی فرقہ احمدیہ کا بانی ہوا۔ یہ شخص 1839ء میں پیدا ہوا۔

قادیانی سلسلہ کے خلیفہ اول حکیم نورالدین نے مرزا موصوف کی پیدائش 1839ء لکھی ہے۔ (نورالدین ص 170)

مرزا بشیر الدین محمود نے سیرت مسیح موعود رسالہ لکھا جو متعدد بار ربوہ سے شائع ہوا جس میں سر لیپل گریفن کی کتاب PUNJAB CHIEFS سے مرزا کا سن پیدائش نقل کرنے میں کھلم کھلا خیانت کی اور رسالہ کے صفحہ 5 پر لکھا کہ غلام احمد جو غلام مرتضٰی کا چھوٹا بیٹا تھا مسلمانوں کے ایک مشہور مذہبی فرقہ احمدیہ کا بانی ہوا۔ یہ شخص 1837ء میں پیدا ہوا۔

یہ تحریف وخیانت مرزا صاحب کی عمر کو لمبا کرنے کے لئے کی گئی، تا کہ مرزا صاحب کی پیش گوئی جوان کی عمر کے متعلق ہے اسے سچا ثابت کیا جاسکے۔ مرزا صاحب نے جولائی 1887ء میں یہ پیش گوئی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ یاتی علیک زمان مختلف بازواج مختلفہ و تری نسلاً بعیداً او لنحیینک حیوۃ طیبۃ ثمانین حولا و قریباً من ذالک.

مرزا غلام احمد قادیانی ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 343/443 پر لکھتا ہے کہ یہ عبارت اشتہار دہم جولائی 1887ء کی پیش گوئی ہے۔

اس کے بعد اسی صفحہ پر مرزا موصوف لکھتے ہیں کہ "اب جس قدر میں نے بطور نمونہ پیش گوئیاں بیان کی ہیں در حقیقت میرے صدق یا کذب کے آزمانے کے لئے یہی کافی ہے۔ مرزا نے جو پیش گوئی کی ہے کہ "اللہ تعالیٰ مجھ سے فرماتا ہے کہ ہم تمہیں پاک اور آرام کی زندگی دیں گے 80 برس یا اس کے قریب قریب۔

سن پیدائش کے سلسلہ میں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ مرزا بشیر الدین محمود نے جو سپاسنامہ 1922ء میں حکومت برطانیہ کے حضور پیش کیا تھا۔ اس میں انہوں نے مرزا غلام احمد کا سن پیدائش 1836ء تحریر کیا۔ جبکہ تاریخ مرزا مصنفہ مولانا ثناء اللہ امرتسری میں تحریر ہے کہ مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش صاف تو ملی نہیں البتہ ان کی اپنی کتاب تریاق القلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ 1260 ہجری بمطابق 1845ء میں پیدا ہوا۔

سن پیدائش پر اختلاف کی وجہ مذکورہ بالا پیشگوئی کو سچا ثابت کرنے کی کوشش تھی جو کامیاب نہ ہوسکی۔

مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی میں اپنا الہام پیش کیا ہے کہ اسی یا اس سے پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم (حقیقۃ الوحی 96 مطبوعہ قادیاں)

پھر مرزا صاحب نے ایک اور الہام براھین احمدیہ حصہ پنجم ص 97 ضمیمہ پر لکھا ہے

کہ: خدا نے صریح لفظوں میں مجھے اطلاع دی تھی کہ تیری عمر 80 برس ہوگی یا پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔

ان الہامات مرزا کی روشنی میں مرزا موصوف کی عمر 74 سال سے 86 سال کے درمیان ہونی چاہیے تھی۔ مگر افسوس کہ مرزا صاحب کی جھوٹی نبوت کی طرح اس کے الہامات بابت عمر بھی (دوسرے الہامات کی طرح) جھوٹے نکلے اور مرزا صاحب 67-66 سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ اور عمر کے بارے میں پیشگوئی جو مرزا نے اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرائی تھی، مرزا موصوف کو کاذب ٹھہرا گئی۔

مرزا صاحب کی زندگی میں کبھی بھی پیدائش کے سال پر بحث نہیں ہوئی اور نہ ہی اختلاف پایا گیا۔ مگر جب مرزا صاحب اپنی پیشگوئی کے مطابق نہ مرے تو مرزا صاحب کی ذریت نے خلاف الہام مرنے سے سبق سیکھنے کی بجائے واقعات عمر کو تبدیل کرنے کا پروگرام بنایا۔ تاریخ وفات تو بدل نہ سکتے تھے ناچار سن پیدائش میں اختلاف شروع کیا تا کہ کسی نہ کسی طرح مرزا صاحب کی عمر کو پیشگوئی کے مطابق کیا جا سکے۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد نے بڑے بڑے مصائب دیکھے تھے لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی میں بدل گیا تھا۔ بچپن میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ ان بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ جب میں دس سال کا ہوا تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے ان کا نام فضل احمد تھا۔ میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحوان سے پڑھے سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں ایک مولوی صاحب گل علی شاہ سے چند سال پڑھا۔ طبابت کی چند کتب میں نے اپنے والد سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے

تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے نیز ان کا یہ مطالبہ بھی تھا میں اس شغل سے الگ ہو کر ان کے غموم وہموم میں شریک ہو جاؤں ۔آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے آباؤ اجداد کے دیہات دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگا دیا۔ ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بے ہودہ جھگڑوں میں ضائع ہو گیا۔ مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہ تھا۔

(کتاب البریہ مرزا قادیانی)

مرزا صاحب اپنے چچا زاد بھائی مرزا امام الدین کے ہمراہ پنشن کی رقم لینے گورداسپور گئے جس پر خاندان کی معاشی ضروریات کا انحصار تھا۔ پنشن کی رقم ہاتھ لگی تو طے پایا کہ لاہور اور امرتسر کی سیر کی جائے۔ چند یوم میں وہ رقم سیر کرتے ختم ہو گئی تو گھر آنے کی بجائے سیالکوٹ جانے کا پروگرام بنا لیا۔ یہاں مرزا صاحب کی ملاقات پرانے ہم مکتب ہندو لالہ بھیم سین سے ہو گئی جو ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں ملازم تھا۔ جس کی کوشش سے مرزا صاحب بھی ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں 15 روپیہ ماہوار پر ملازم ہو گئے۔ ایک دفعہ مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ لالہ بھیم سین مختاری کا امتحان دے رہا ہے تو مرزا صاحب بھی امتحان کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ دونوں نے اکٹھا امتحان دیا۔ لالہ بھیم سین تو پاس ہو گیا مگر مرزا صاحب ناکام رہے۔ مرزا صاحب نے 1864ء میں ملازمت کی اور چار سال بعد 1868ء میں استعفیٰ دے دیا۔ ان چار سالوں کے عرصہ میں مرزا صاحب نے عیسائیوں سے مذہبی مناظرے بھی شروع کر دیے تھے اور پادری بٹلر صاحب ایم اے سے بھی مرزا صاحب کا مباحثہ ہوا۔ پادری بٹلر صاحب مرزا صاحب کی بہت عزت کرتے تھے اور بڑے ادب سے ان سے گفتگو کرتے۔ چنانچہ پادری صاحب ولایت جانے لگے تو مرزا صاحب سے ملاقات کے لئے کچہری تشریف لائے۔

(حیات طیبہ ص 31-30 عبدالقادر)

مرزا غلام احمد قادیانی نے دوران ملازمت سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم اے سے رابطہ قائم کیا۔ وہ آپ کے پاس عموماً آتا اور دونوں اندرون خانہ بات چیت کرتے۔ بٹلر نے وطن جانے سے پہلے کئی ایک طویل ملاقاتیں مرزا صاحب سے کیں۔ پھر اپنے ہم وطن ڈپٹی کمشنر کے ہاں گیا۔ اس سے کچھ کہا اور انگلستان چلا گیا۔ ادھر مرزا صاحب نے استعفیٰ دیا اور قادیاں آگئے اور مذکورہ مشن (Apsotolic Prophet) پر کام شروع کر دیا۔

☆ مرزا صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے تھے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی تھی۔ چنانچہ آخر عمر تک ہاتھ کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ نماز میں بھی دایاں ہاتھ بائیں کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا۔

(سیرۃ المہدی ص 198 بشیر احمد قادیانی)

☆ دندان آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے۔ یعنی کیڑا الگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر کروایا تھا مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔

☆ مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں، استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں پڑھیں۔ (سیرۃ المہدی ص 137 بشیر احمد قادیانی)

مرزا صاحب کا ایک انگریزی الہام مرزا کی انگریزی دانی کی عکاسی کرتا ہے۔ مرزا کا انگریزی خدا کہتا ہے کہ I love you.I am with you.Yes I am happy.Life of pain.Ishall help you.I can,what I will

do.We can,what we will do.God is coming by his army.He is With you to kill enemy.The days shall come when God shall help you.Glory be to the Lord.God maker of earth and heaven.

(حقیقۃ الوحی ص316)

☆ آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا۔ یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی اس لئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔ البتہ گرمیوں میں نیچے کرتا ململی رہتا تھا۔ بجائے گرم کرتے کے صدری اکثر گھر میں چھنے رہتے مگر عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے بلکہ بعض اوقات پوستین بھی۔ (سیرۃ المہدی بشیر احمد قادیانی)

☆ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مرزا صاحب کی جرابوں کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ" جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے۔ مگر بار ہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر تک ٹھیک ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑھی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی اور دوسری الٹی۔

(سیرۃ المہدی ص166 بشیر احمد قادیانی)

☆ کتاب مذکورہ کے صفحہ 128 پر مرزا کے کپڑوں کا ماجراء یوں بیان کی گیا ہے کہ "کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیے کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے تھے وہ بستر پر سر اور جسم کے تلے ملے جاتے۔ اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہوتی اگر کوئی فیشن کا

دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

☆ مرزا صاحب معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا تھا باندھ لیا کرتے تھے۔ اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی آزار بند استعمال کرتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا۔ اس لئے ریشمی آزار بند رکھتے تھے تا کہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی آزار بند میں آپ سے بعض اوقات گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول بشیر احمد قادیانی)

☆ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل عمر میں غرارے استعمال کرتے تھے۔ (ایضاً صفحہ ۱۶۶)

☆ ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا۔ آپ (مرزا صاحب) نے اس کی خاطر سے پہن لیا۔ مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہ کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتے۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لئے ایک طرف کے بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔

(منکرین خلافت کا انجام بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)

☆ نئی جوتی جب پاؤں کو کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے اور اس سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی۔ جس کو لوگ اپنی پگڑیوں وغیرہ سے صاف کر دیا کرتے تھے۔ چونکہ مرزا صاحب کی توجہ دنیاوی امور کی طرف نہیں ہوا کرتی تھی اس لئے آپ کی واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے چاکوں سے جدا ہی رہتے تھے اور اسی وجہ سے اکثر حضرت (مرزا) مولوی عبدالکریم صاحب سے شکایت فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بٹن تو بڑی جلدی ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔

☆ شیخ رحمت اللہ صاحب یا دیگر احباب اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ بنوا کر لایا کرتے تھے۔ حضور کبھی تیل سر میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر اور داڑھی سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا اور قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔ (اخبار الحکم قادیان 21 فروری 1935)

☆ اس موقع پر حضور ایک مرتبہ سیر کے لئے باہر تشریف لائے تو بہت ہجوم تھا۔ حضور بڑ کے درخت کے قریب کھڑے ہو گئے۔ احباب چاروں طرف سینکڑوں کی تعداد میں کھڑے تھے۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے گرد اڑ رہی تھی۔ حضور کی طبیعت ہجوم اور گرد کی وجہ سے نیز اس وجہ سے کہ دھوپ تھی اور گرمی کا آغاز تھا کچھ ناسازی ہوئی۔ ایک دوست نے کہا کہ احباب کھلی جگہ چھوڑ دیں اور حضور کے نزدیک زیادہ ہجوم نہ کریں اور ایک دوسرے پر نہ گریں۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھی قریب تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ لوگ بھی بیچارے کیا کریں۔ تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دیکھنے کو ملا ہے۔

(قادیاں نمبر 180 ج 34 مورخہ 46-08-22 بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)

☆ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی۔ اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا مگر وہ پھر اسی طرح بند ہو گئیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص 77 بشیر احمد قادیانی)

☆ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اس وقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی حضرت صاحب دعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی۔ حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اسے دیکھا اور فرمایا یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تو سمجھا تھا کہ میری نہیں ہے۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص 227 بشیر احمد قادیانی)

☆ آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو شیرینی سے بہت پیار تھا اور مرض بول بھی عرصہ

سے آپ کو لگی ہوئی تھی۔اس زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے۔ اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی جس کے باعث اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو گئے تھے۔

(مرزا صاحب کو پیشاب کی بیماری تھی جس کی وجہ سے ریشمی ازار بند استعمال کرتے تھے۔تا کہ جلدی میں ازار بند کھولنے میں دشواری پیش نہ آئے۔مرزا صاحب چونکہ آنکھیں بند رکھتے تھے اس لئے جلدی میں کبھی گڑ کا ڈھیلہ بھی وٹوانی کے لئے ہاتھ لگ جاتا ہو گا اور کبھی بند آنکھوں سے اسی ڈھیلے کو بطور شیرینی استعمال فرماتے ہوں گے۔رضا)

(مرزا صاحب کے حالات معراج الدین عمر قادیانی بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)

☆ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب لکھتے ہیں کہ "میں دائم المرض آدمی ہوں۔ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورے کے ساتھ آتی ہے۔بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے۔اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔(ضمیمہ اربعین مرزا قادیانی بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)

☆ نیز مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میرا حافظہ بہت خراب ہے اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں۔یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔

(مکتوبات احمدیہ ج 5 نمبر 3 ص 21)

☆ حضرت مرزا صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کمی خواب، تشنج دل، بد ہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا بس ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔

(رسالہ ریویو قادیاں بابت سن 1937)

☆ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی مرتبہ حضرت مسیح

موعود علیہ السلام سے سنا کہ مجھے ہسٹریا ہے۔

(سیرۃ المہدی ج 2 ص 55 بشیر احمد قادیانی)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول متوفی 1888ء کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ان کے بعد سے آپ کو با قاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔

(سیرۃ المہدی ص 17-16 ج 1 بشیر احمد قادیانی)

☆ سیٹھ غلام نبی صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا، ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا کہ حضور غلام نبی کو مراق ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔

(ایضاً ج ۳ ص ۳۰۴)

تشخیص امراض مرزا

علامہ برہان الدین نفیس (شرح الاسباب والعلامات راس، مالیخولیا میں لکھتے ہیں کہ:
مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں۔ حکیم محمد اعظم خاں اکسیر اعظم ص 190 پر لکھتے ہیں کہ ''اگر مریض دانشمند ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کرتا ہے۔ خدائی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

شرح الاسباب والعلامات ج ا ص ۱۰ باب امراض فی الراس میں ہے کہ اور کبھی بعض میں فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ وہ فرشتہ ہو گئے۔ اور کبھی بعض میں (فساد) اس سے بھی زیادہ حد تک پہنچ جاتا ہے کہ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا ہیں۔ اس کتاب کے صفحہ 69 پر ہے کہ کبھی بعض میں فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ (مریض) گمان کرتا ہے کہ علم غیب جانتا ہے۔

محمد رفیق حجازی کی کتاب کنز العلاج میں ہے کہ مریض اپنے آپ کو کبھی بادشاہ اور کبھی

پیغمبر سمجھتا ہے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی مخزن حکمت جلد ۲ ص 1364 پر لکھتے ہیں کہ کسی کو بادشاہ اور ملک فتح کرنے کے خیالات ہو جاتے ہیں۔ بعض عالم اس مرض میں مبتلا ہو کر دعویٰ پیغمبر کرنے لگتے ہیں۔ اور اپنے بعض اتفاقی صحیح واقعات کو معجزات قرار دینے لگتے ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ جات مرزا صاحب کی دماغی کیفیت واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔

مرزا صاحب اور اس کی ذریت نے جتنی بھی کتابیں لکھی ہیں ان میں ایک ہی بات پر زور دیا گیا ہے اور وہ ہے مرزا صاحب کی نبوت اور مرزا کا مسیح موعود ہونا۔ لائق صد تحسین ہیں وہ علمائے حق جنہوں نے مرزا کی خود ساختہ نبوت کے قصر کو قرآن و سنت کے دلائل سے دیکھتے ہی دیکھتے تابوت میں بدل کر رکھ دیا ہے۔

باب ۳

قصر مرزائیت کی تعمیر

پچھلے صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ انگریز گورنمنٹ اپنے ناپاک منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی selection کر چکی تھی۔ لہذا مرزا صاحب کچہری کی ملازمت سے استعفیٰ دے کر 1868ء میں سیالکوٹ سے قادیاں واپس آئے اور گھریلو کاموں میں مصروف ہوئے اور اپنے والد کے عدالتوں میں دائر کئے ہوئے مقدمات کی پیروی کرنے لگے۔ تقریباً آٹھ سال کی مقدمہ بازی کے بعد بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔ انہیں دنوں مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ ان کے ہم مکتب اور بچپن کے رفیق مولانا محمد حسین بٹالوی دہلی سے اپنی تعلیم مکمل کر کے بٹالہ واپس تشریف لے آئے ہیں تو مرزا صاحب بٹالہ تشریف لائے۔ دوران ملاقات اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ قادیاں سے ان کا جی اچاٹ ہو چکا ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی دوسرے شہر میں جا کر قسمت آزمائی کی جائے۔ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب سے ملاقات کے دوران مرزا صاحب نے ایک ایسی کتاب لکھنے کا بھی ارادہ ظاہر کیا جس میں اسلام کے علاوہ دوسرے باطل ادیان کا مدلل طریقے سے رد منظور تھا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب نے مرزا صاحب کو لاہور جانے کا مشورہ دیا۔ مولانا موصوف کو چونکہ مسجد اہلحدیث چینیاں والی کی خطابت مل چکی تھی۔ اس لئے مرزا صاحب کو ہر ممکن امداد کا یقین دلایا۔ مولانا نے مرزا صاحب کو کہا کہ

تالیف وتصنیف کے کام میں بڑی مشکل یہ ہے کہ کتابیں ایسے آدمی ہی کی پڑھی جاتی ہیں جس نے کتاب لکھنے سے پہلے علمی میدان میں شہرت حاصل کرلی ہو۔ چنانچہ مرزا صاحب نے علمی شہرت حاصل کرنے کے لئے لاہور کو منتخب کیا اور قادیاں سے لاہور منتقل ہوکر مولانا محمد حسین بٹالوی کے پاس ہی رہائش پذیر ہو گئے۔

مرزا صاحب نے لاہور پہنچ کر مولوی محمد حسین کی صوابدید کے بموجب اپنے مستقبل کا جولائحہ عمل تجویز کیا اس کی پہلی کڑی غیر مسلموں کے ساتھ مل کر شہرت و ناموری کی دنیا میں قدم رکھنا تھا۔ مرزا صاحب شب وروز "تحفۃ الہند" "تحفۃ الہنود" "خلعت الہنود" اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے مناظروں کی کتابوں کے مطالعے میں مصروف رہنے لگے۔ جب مضامین کتب مذکور اچھی طرح ذہن نشین ہو گئے تو پہلے آریوں سے چھیڑ خانی شروع کی اور پھر عیسائیوں کے مقابلے میں "ھل من مبارز" (کوئی مقابلہ کرے گا) کا نعرہ لگایا۔ ان دنوں میں آریوں کا کوئی نہ کوئی پرچارک اور عیسائیوں کا ایک آدھ مشنری لوہاری دروازہ کے باہر باغ میں آجاتا اور آتے ہی قادیانی کی ان سے ٹکریں ہونے لگتی تھیں۔ غرض اسلام کا یہ پہلوان ہر وقت کشتی کے لئے جوڑ کی تلاش میں رہتا اور اسے مجمع کو اپنے گرد جمع کرکے پہلوانی کمال دکھانے کی دھن لگی رہتی تھی۔ قادیانی اپنے مجادلوں اور اشتہار بازیوں میں اپنے تئیں خادم دین اور نمائندہ اسلام ظاہر کرتا اور نہ تو ابھی تک کوئی جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور نہ ہی الحاد و زندقہ کے کوچے میں قدم رکھا تھا۔ اس لئے ہر عقیدہ و خیال کا مسلمان اس کا حامی و ناصر تھا۔ چند ماہ تک مجادلانہ ہنگامے برپا کرنے کے بعد مرزا صاحب قادیاں چلے گئے۔ اور وہیں سے آریوں کے خلاف اشتہار بازی کا سلسلہ شروع کرکے مقابلہ و مناظرہ کے نمائشی چیلنج دینے شروع کردیئے۔ کیونکہ بحث و مباحثہ مقصود نہ تھا بلکہ حقیقی غرض نام نمود اور شہرت طلبی تھی۔ اس لئے آریہ لوگوں کی شرائط کے مقابلے میں بالکل چکنے گھڑے کے مصداق بنے ہوئے تھے۔ اور ان کی ہر شرط اور مطالبہ کو بہ لطائف الحلیل ٹال جاتا تھا۔

(ماخوذ از تاریخ محاسبہ قادیانیت ص 33 تا 35)

مذکورہ بالا چال کامیاب ہو چکی تھی اور لوگ مرزا صاحب کے قریب آنا شروع ہو چکے تھے۔ لوگوں کی چہل پہل دیکھ کر موصوف پھولے نہ سماتے تھے۔ انہیں اپنے من کی مراد ملتی نظر آ رہی تھی یعنی قصر قادیانیت تعمیر ہوتا نظر آ رہا تھا۔ پس قادیاں میں اشتہار بازی اور آریا سماج کے خلاف اپنی تحریک جاری رکھی اور ساتھ ہی اپنے ملہم اور مستجاب الدعوات ہونے کا ڈرامہ رچانا شروع کر دیا۔ بس پھر کیا تھا! لوگوں کی کثیر تعداد مختلف اطراف سے قادیاں کا رخ کرنے لگی۔

مرزا صاحب کا کام اب بڑھ چکا تھا۔ لہٰذا ایک الگ کمرے میں بیٹھ کر الہام سوچتے۔ جب الہام کثرت سے تیار ہونے لگے تو شام لال نامی ایک ہندو لڑکے کو الہام لکھنے کے لئے کاتب الہام کے عہدے پر ملازم رکھا۔ لوگ اس کثرت کے ساتھ قادیاں آنے لگے کہ ان کے لئے ایک لنگر خانے کا اہتمام کرنا پڑا۔ دن رات لوگ آتے رہتے۔ ایک دو دن قیام کرتے، اپنی حاجتیں بیان کرتے۔ مرزا صاحب دعائیں فرماتے اور لوگ جاتے جاتے نذر نیاز، ہدیے اور چڑھاوے دے جاتے۔ جیسے جیسے یہ سلسلہ عروج کی طرف جا رہا تھا مرزا صاحب کی اشتہار بازی میں بھی تیزی اور شدت پیدا ہوتی گئی۔

مرزا صاحب نے شہرت کے حصول کے لئے ہر وہ کام کیا جس سے مقصود حاصل ہو سکتا تھا۔ لہٰذا اخبار الفضل قادیاں 26 فروری 1935ء قادیانی لاہوری کے حوالے سے قومی ڈائجسٹ نے قادیانیت نمبر میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک عرب سوار یہاں آیا۔ آپ (مرزا) نے اسے ایک معقول رقم دے دی۔ بعض نے اس پر اعتراض کیا تو فرمایا "یہ جہاں بھی جائے گا ہمارا ذکر کرے گا۔ خواہ دوسروں سے زیادہ وصول کرنے کے لئے ہی کرے مگر دور دراز مقامات پر ہمارا نام پہنچا دے گا۔

اس اشتہار بازی اور بحث و تمحیص سے مرزا صاحب کی شہرت اب صوبے کے اندر پھیل رہی تھی کہ ایک مسلمان مناظر جو کہ ملہم بھی اور مستجاب الدعوات بھی ہیں ان کے پاس لوگ کثرت سے آتے ہیں اور دعائیں کراتے ہیں تو مرزا صاحب کو اپنی منزل اور قریب نظر آنے لگی۔

ان حالات نے مرزا صاحب کو اپنے مستقبل کی جانب ایک اور قدم بڑھانے کا حوصلہ دیا۔ اور مولانا محمد حسین بٹالوی کی رائے کے مطابق شہرت کے حصول میں کامیاب ہوئے تو مناظر سے مصنف بننے کے لئے پر تولنے لگے۔ مرزا صاحب جب مولانا موصوف سے ملاقات کے لئے گئے تھے تو کتاب کا خاکہ ذہن میں موجود تھا۔ لیکن مولانا کی رائے سے کتاب لکھنے کا ارادہ ملتوی کر رکھا تھا۔ اور شہرت کے حصول کی طرف توجہ تھی۔ اب جبکہ شہرت حاصل کرلی تو کتاب کا اعلان کر دیا۔ یہ اعلان بھی ایک ڈرامائی انداز میں اشتہار کے ذریعے کیا۔ تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان کی شخصیت کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ 1879ء میں کتاب کا نام البراہین الاحمدیہ علی حقیقۃ الکتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ رکھا گیا۔

اسی سال یعنی 1879ء میں مرزا صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا کہ "میں ایک کتاب براہین احمدیہ کے لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں جو پچاس جلدوں پر مشتمل ہوگی اور اس میں اسلام کی حقانیت اور دیگر مذاہب کی تردید میں قوی اور محکم عقلی دلائل پیش کیے جائیں گے"

مسلمانوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لئے کثیر تعداد میں پیشگی قیمت بھیج کر معاونت کی۔ لیکن 1880ء سے 1884ء تک مرزا صاحب نے صرف چار جلدیں شائع کیں اور دعویٰ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بذریعہ الہام اشاعت دین پر معمور فرمایا ہے۔ اور وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔ اس لئے اس کتاب کی مزید اشاعت بند کی جاتی ہے۔ (مہر منیر)

مرزا صاحب کی اس کتاب پر مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب نے تقریظ لکھی۔ انہوں نے اشاعۃ السنہ 7 نمبر 6 پر لکھا ہے کہ "مولف براہین احمدیہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں، ہمارے معاصرین سے ایسے کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہی نہیں بلکہ اوائل عمر میں ہمارے ہم مکتب بھی رہے ہیں۔

نیز بٹالوی صاحب نے اشاعۃ السنہ میں لکھا:

یہ کتاب (براہین احمدیہ) اس زمانے میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب

ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ برہم سماج کا اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنھوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی، قلمی و لسانی کے علاوہ حال نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو۔ اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر تجربہ و مشاہدہ کرے۔ اور اس تجربہ و مشاہدہ کا غیر اقوام کو مزہ بھی چکھا دیا۔

(اشاعۃ السنہ ج 6-7، 1884ء بحوالہ ضمیمہ الرجاجہ)

حافظ محمد یوسف امرتسری لکھتے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی کے سبب سے میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کا معتقد ہو گیا۔ اور میں نے مرزا صاحب کی مخالفین اسلام کے مقابلہ میں بڑی بڑی امداد کی کہ آج تک کسی نے ایسی امداد نہیں کی۔ اور مولوی محمد حسین نے بھی مرزا صاحب کی بہت امداد کی۔ اور جس وقت مرزا صاحب امرتسر میں آیا کرتے تھے تو مولوی عبدالجبار صاحب بھی ان سے دعا کروانے جایا کرتے تھے۔ یہ باتیں سب کو معلوم ہیں اور مشہور ہیں۔ ابھی مرزا صاحب زندہ ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی عبدالجبار غزنوی بھی زندہ ہیں، تحقیق کر لیں۔

(اہلحدیث امرتسر ص ۹ کالم ۱، 31 جنوری 1908 بحوالہ ضمیمہ الرجاجہ سید طفیل محمد شاہ قادیانی)

میں (راقم) مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب پر یہ الزام عائد نہیں کرتا کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے۔ بلکہ انہوں نے قادیانیت کے رد میں بہت کام کیا ہے مگر مولانا موصوف کی قصر قادیانیت کی خشت اول (براھین احمدیہ) پر تقریظ اور مرزا صاحب کے ساتھ جو ان کا تعلق تھا، مسلمانوں کے لئے زہر قاتل ثابت ہوا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب کا تقریظ لکھنا

ان کا انتہائی غلط فیصلہ تھا جس کا نقصان نا قابل تلافی ثابت ہوا۔

حافظ محمد یوسف صاحب (جن کا اوپر تذکرہ ہوا ہے) امرتسر میں سب سے پہلے عمل با حدیث کے داعی اور ڈپٹی کلکٹر پنشنر تھے۔ مسیلمہ پنجاب کے موید و حامی بن کر حلقہ مرزائیت میں آئے۔ (اشاعۃ السنہ ص ۱۴۱ ج ۱ بحوالہ سازشوں کا دیباچہ)

اس باب میں مسلک اہلحدیث کے شیخ الاسلام مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اہلحدیث نے لاہور میں کانفرنس منعقدہ 1949ء کے صدارتی خطبے میں فرمایا:

''اس سے پیشتر اسی طرح اختلاط سے جماعت اہلحدیث کے کثیر التعداد لوگ قادیانی ہو گئے تھے۔ جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ابتداء میں مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے مرزا غلام احمد قادیانی سے ان کو الہامی مان کر ان کی موافقت کی اور ان کی تائید میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں زوردار مضامین بھی لکھتے رہے جس سے جماعت اہلحدیث کے معزز افراد مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہو گئے۔

(احتفال الجمہور ص ۲۳ بحوالہ سازشوں کا دیباچہ ص ۶۲)

مولانا فیض احمد صاحب فیض ''مہر منیر'' میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء اور مشائخ بھی بے خبری میں ان کی اس مقبولیت کے لیئے میدان ہموار کر چکے تھے چنانچہ اہل حدیث کے ایک نامور عالم مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے اشاعۃ السنہ کے چھ نمبروں میں براھین احمدیہ پر ایک طویل تقریظ شائع کر کے اس کتاب کو اس صدی کا شاہکار اور مرزا صاحب کو ایک بے نظیر عالم دین اور صاحب کشف و کرامت ولی اللہ قرار دے چکے تھے۔

رائے محمد کمال صاحب اپنی کتاب سازشوں کا دیباچہ کے ص ۵۲ پر عصائے موسیٰ ص ۲۷۶ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات و دعاوی اور قلا بازیاں حد سے بڑھنے لگیں تو بٹالوی صاحب بالآخر یہ اعلان کرنے پر مجبور ہو گئے کہ '' اہلحدیث جو قادیانی کو اہلحدیث سمجھ کر ان کے پنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس دعوائے تحریف کو ایمان و انصاف سے

دیکھیں تو ان کو منکر احادیث جان لیں"۔

1884ء میں براہین احمدیہ کی چوتھی جلد کی اشاعت کے ساتھ ہی ایک اعلان بھی شائع کیا۔ جو انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں تھا اور اس وقت کے پادریوں اور پنڈتوں کے ساتھ ساتھ ریاستوں کے وزراء اعلیٰ افسران کو بھیجا۔ اس اعلان میں مرزا صاحب نے پہلی دفعہ اس امر کا اظہار کیا کہ وہ اسلام کی صداقت کا اظہار کرنے کے لئے خدا کی طرف سے مامور ہوئے ہیں۔ اور دیگر مذاہب کو مطمئن کرنے کیلئے تیار ہیں۔

(تاریخ محاسبہ قادیانیت ص ۴۵)

اس اعلان سے مرزا صاحب دعویٰ نبوت کی جانب ایک اور قدم آگے بڑھے اور یوں سب سے پہلے مناظر پھر ملہم، پھر مصنف اور اب مامور من اللہ بن گئے۔ مرزا صاحب کے موافقین کی تعداد میں اب کافی اضافہ ہو چکا تھا اور لوگ اپنے خلوص اور دینی جذبہ کے ساتھ مرزا صاحب کے قریب آ چکے تھے۔

1886ء میں مرزا صاحب نے اپنی دوسری کتاب "سرمہ چشم آریہ" لکھی اور ہوشیار پور میں آریہ سماجوں کے ساتھ مناظرہ بھی کیا۔ اب مرزا صاحب کے گرد عقیدت مندوں کا ایک گروہ موجود تھا جس میں حکیم نور الدین شاہی طبیب ریاست جموں و کشمیر جیسے بارسوخ مشیر و معاون شامل تھے۔ حکیم نور الدین صاحب ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے قصر قادیانیت کو تعمیر کرنے میں مرزا صاحب کا بھرپور ساتھ دیا۔

حکیم نور الدین 1841ء میں بھیرہ ضلع سرگودھا میں ایک مسجد کے امام حافظ غلام رسول کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والدین کے ہاں حاصل کی۔ جس کے بعد تعلیم کے حصول کے لئے لاہور چلے آئے۔ لاہور میں شیعہ علماء سے عربی، فارسی پڑھی۔ پھر واپس بھیرہ چلے آئے۔ 1858ء میں ایک نارمل سکول میں ملازمت کی۔ کچھ عرصہ بعد دینی تعلیم کے حصول کے لئے رام پور چلے گئے۔ وہاں مختلف علماء سے مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا اور پھر لکھنو چلے گئے۔ وہاں ایک مشہور حکیم علی حسین

سے طب کی تعلیم حاصل کی۔ دو سال طب پڑھنے کے بعد درس حدیث کے لئے بھوپال چلے گئے۔ وہاں مفتی عبدالقیوم صاحب سے بخاری و ہدایہ کا درس لیا اور حرمین شریفین کو چلے گئے۔ مکہ معظمہ میں مختلف علماء سے ابوداؤد اور صحیح مسلم پڑھی۔ پھر مدینہ منورہ گئے اور پھر واپس بھیرہ آ گئے۔ یہاں ان کے اور اہل شہر میں بحث و مباحثہ شروع ہو گیا اور حکیم صاحب افسردہ خاطر ہو کر دہلی چلے گئے۔ پھر دہلی سے بھوپال اور پھر وہاں سے بھیرہ آ کر حکمت کا دھندا شروع کر دیا۔ حکمت کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی تو مہاراجہ جموں آپ کو اپنے ساتھ جموں لے گیا۔ یہاں رہائش کے دوران حکیم صاحب نے مہاراجہ جموں کا قرب حاصل کر لیا اور امور ریاست میں دخیل ہو گئے۔ جموں میں قیام کے دوران مرزا صاحب سے تعارف ہوا۔ اور پھر مرزا صاحب کے قریب سے قریب تر ہوتے گئے۔

حکیم نور الدین صاحب غیر مذاہب کے مطالعے اور مناظروں کا شوق رکھتے تھے۔ جس وجہ سے یہ شناسائی دوستی میں بدل گئی اور دونوں ایک دوسرے کے ہمدم و ہمراز بن گئے۔ 1884ء میں مرزا صاحب کی کتاب براھین احمدیہ کی چار جلدیں جب مکمل ہوئیں تو حکیم صاحب نے ''تصدیق براھین احمدیہ'' کے نام سے ایک کتاب لکھی اس طرح یہ تعلق اور مضبوط ہوا۔ بالآخر حکیم صاحب نے مرزا صاحب قادیانی کی بیعت کر کے اپنا مرشد و رہنما مان لیا۔

خالد شبیر احمد صاحب نے اپنی کتاب تاریخ محاسبہ قادیانیت میں حکیم نور الدین صاحب کا ایک خط بحوالہ مرقات الیقین فی حیاۃ نور الدین نقل کیا ہے۔ جس سے حکیم صاحب کی مرزا صاحب سے وابستگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حکیم نور الدین صاحب لکھتے ہیں:

مولانا، مرشدنا، امامنا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

عالی جناب!

میری دعا ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں۔ امام زماں سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ

دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دے دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں ہے آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا تمام مال و دولت اگر دینی اشاعت میں قربان ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براھین احمدیہ توقف طبع سے مضطرب ہوں تو مجھے فرمایئے کہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں۔ حضرت پیر و مرشد نابکار وشرمسار عرض کرتا ہے۔ اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔ میرا منشاء ہے کہ براھین کے طبع کا تمام خرچ مجھ پر ڈال دیا جائے۔ پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے ملئے تیار ہوں۔ دعا فرمائیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔

اس خط کا ایک ایک لفظ حکیم نورالدین کے فنافی المرشد ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔ اور خط کے مضمون سے واضح ہو رہا ہے کہ حکیم صاحب پر مرزا صاحب کا جادو مکمل طور پر اثر انداز ہو چکا تھا۔ اور حکیم صاحب اپنا ایمان مرزا کی محبت پر قربان کر چکے تھے۔ ایک مرتبہ حکیم صاحب یہاں تک کہہ گئے کہ:

یہ تو نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہم نے واقعی آپ کو صادق اور من جانب اللہ پایا تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا۔ اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔ (سیرۃ المہدی ص 98-99)

حکیم صاحب کی یہی ایمان فروشی تھی جس کی بناء پر 26 مئی 1908ء کو مرزا صاحب کے فوت ہونے کے بعد آپ کو تخت خلافت پیش ہوا اور آپ نے اسے بخوشی قبول کر لیا۔

حکیم صاحب منصب خلافت مرزا پر متمکن ہوئے تو کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ

نے کہا:

"خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ سو اب کس میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنا دیا۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیاں نمبر ۶ جلد ۱۴ بحوالہ تاریخ محاسبہ قادیانیت)

قادیانی ذریت کا اصول ہے کہ ہر غلیظ و قبیح کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیتے ہیں۔ جیسے مرزا صاحب نے ہزاروں خود ساختہ الہام اللہ رب العزت کی طرف منسوب کیئے ہیں ایسے ہی حکیم صاحب نے بھی خلافت کا ملنا اللہ کی طرف سے لکھ دیا اور ہر ملنے والی برائی کے تیر کا منہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیا۔

الغرض حکیم صاحب 1908ء سے لے کر 1914ء تک مرزا صاحب کے خلیفہ اول کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور 13 مارچ 1914 کو اس حالت میں انتقال کیا کہ کچھ عرصہ پہلے حکیم صاحب کی زبان بند ہو گئی تھی۔ (الفضل 13/2/1933)

غلام احمد قادیانی حکیم نور الدین کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔۔۔۔ مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اول درجہ کے نکلے۔۔۔۔ الغرض 1200 روپے نقد متفرق حاجتوں کے وقت اس سلسلہ کی تائید میں دیا۔ اور اب 20 روپے ماہوار کے سوا اور بھی ان کی مالی خدمات ہیں جو طرح طرح کے رنگوں میں ان کا سلسلہ جاری ہے، میں یقیناً دیکھتا ہوں کہ جب تک وہ نسبت پیدا نہ ہو جو محب کو اپنے محبوب سے ہوتی ہے تب تک ایسا انشراح صدر کسی میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنے قوی ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور طاقت بالا نے خارق عادت اثر ان پر کیا ہے۔ انہوں نے ایسے وقت میں بلا تردد مجھے قبول کیا کہ جب ہر طرف سے تکفیر کی

صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت فسخ کر دیا اور بہتیرے سست اور متذبذب ہو گئے تھے۔ تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے اس دعویٰ کی تصدیق میں کہ میں مسیح موعود ہوں۔ قادیاں میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات درج تھے۔

(آمنا و صدقنا فا کتبنا مع الشاھدین)

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 521-520)

مرزا صاحب آگے لکھتے ہیں کہ" دل میں از بس آرزو ہے کہ اور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں۔ مولوی صاحب پہلے راستبازوں کا ایک نمونہ ہیں۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص 521-520)

حکیم نور الدین صاحب کے متعلق مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ براھین احمدیہ میں اصحاب الصفہ کی نسبت پیشگوئی ہے چنانچہ کئی مخلص لوگ اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے میرے مکان کے بعض حصوں میں مع عیال مقیم ہیں۔ جن میں سب سے اول اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب ہیں۔ (حقیقۃ الوحی۔ بعض اعتراضوں کا جواب ص 234)

اب مرزا صاحب کے پاس لوگ بیعت کرنے کے لئے آتے تو مرزا صاحب امر الٰہی کا بہانہ بنا کر ان کی روحانی حس کو مزید بے چین کرنے لگے۔ لوگ بڑے اضطراب کے ساتھ اس وقت کا انتظار کرنے لگے کہ کب مرزا صاحب کو الہام ہوتا ہے اور انہیں حلقہ بیعت میں داخل ہونے کا موقع ملتا ہے۔

مرزا صاحب کے ایک دیرینہ دوست حکیم محمد شریف کلانوری اور حکیم نور الدین صاحب کی تحریک پر 1889ء میں مرزا صاحب نے جب وہ لدھیانہ میں قیام پذیر تھے دعویٰ مجددیت بھی کر دیا۔ مرزا صاحب کی جماعت چونکہ کافی مضبوط ہو چکی تھی۔ مال کی فراوانی تھی لہٰذا اس دعویٰ پر خرچ بھی مال مفت دل بے رحم کے مصداق کیا گیا۔ بیرونی دنیا سے مختلف غیر مسلم معروف شخصیات

کے ایڈریس منگوائے گئے۔ امریکہ، افریقہ، یورپ کے تمام تاجداروں ان کے وزراء اور عمال حکومت مصنفوں، مدبروں، راجوں، نوابوں کی فہرست بنائی گئی اور انہیں اردو اور انگریزی میں اپنے مجدد ہونے کے خط لکھے گئے۔ اور خطوط کے ذریعے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی ان خطوط کی تعداد 20,000 تھی اور ساتھ ہی بیعت لینا شروع کر دی۔ علمائے لدھیانہ نے مرزا صاحب کا خوب محاسبہ کیا اور شدید مخالفت کا آغاز ہو گیا۔ مرزا صاحب نے اب بیعت لینے کے لئے شرائط بھی رکھی تھیں۔

مرزا صاحب نے بیعت کے لئے جو بنیادی شرائط رکھیں ان میں جو شرط سب سے نمایاں تھی وہ انگریزی سرکار کی اطاعت گذاری، اس کی فرمانبرداری اور وفاداری کا عہد تھا۔ مرزا صاحب نے 12 جنوری 1889ء کو ایک رسالہ شائع کیا جس کا نام تبلیغ مع شرائط بیعت تھا۔

میاں محمود احمد قادیانی جو کہ قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ ہیں انہوں نے بھی ان شرائط کی تصدیق فرمائی وہ لکھتے ہیں کہ اس عام اصطلاح کے علاوہ بھی ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں اور وہ حضرت مسیح موعود کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت شامل کرنا ہے آپ (مرزا صاحب) نے اپنی قریباً کل کتب میں اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ جس گورنمنٹ کے ماتحت رہیں اس کی پورے طور پر فرماں برداری کریں اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرماں برداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا ہے اور ان کے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔

یہ سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقعہ پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرماں برداری کا اظہار کیا اور کبھی خفیف سے خفیف شورش میں بھی حصہ نہیں لیا۔

(تحفۃ الملوک ص 124 خلیفہ دوم مرزا قادیانی بحوالہ تاریخ محاسبہ قادیانیت ص 66)

اس اعلان کے بعد مرزا صاحب اپنی منزل کی طرف ایک قدم اور بڑھے، پہلے ملہم پھر مستجاب الدعوات پھر مامور من اللہ اور اب مجدد کے دعویٰ کے بعد مرزا صاحب مثیل مسیح کا

اعلان فرمانے والے ہیں۔

1891ء میں مرزا صاحب کے رفیق خاص حکیم نورالدین نے ان کو مشورہ دیا کہ اگر وہ خود کو مثیل مسیح کا لبادہ اوڑھ کر قوم کے سامنے پیش کریں تو ساری قوم دل و جان سے ان کو خیر مقدم کرے گی اور وہ احیائے ملت کے لیے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے سکیں گے۔

مرزا صاحب نے اپنے ایک مکتوب محررہ 24-01-1891 میں حکیم نور الدین صاحب کو جواب دیا کہ جو کہ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعوی کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے درحقیقت اس عاجز کو مثیل مسیح بننے کی کچھ حاجت نہیں یہ بندہ چاہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے عاجز اور مطیع بندوں میں داخل کرے ہم ابتلا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتے خدا تعالیٰ نے ترقیات کا ذریعہ صرف ابتلا کو ہی رکھا ہے۔

(مکتوب احمدیہ بحوالہ مہر منیر ص 167)

اس جواب کے تھوڑا عرصہ بعد مرزا صاحب نے حکیم نورالدین کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جیسا کہ ان کے اشتہارات مندرجہ تبلیغ ورسالت جلد دوم مولفہ میر قاسم علی قادیانی سے ظاہر ہوتا ہے۔

مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ مسیح کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔(مہر منیر ص 167)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔

(ازالہ اوہام اول ص 180 روحانی خزائن نمبر 3)

اس کتاب کے ص 197 پر مرزا صاحب رقمطراز ہیں کہ میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں ہاں اس زمانہ کیلئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کا انتظار بے سود ہے۔

نیز اسی کتاب کے صفحہ 192 پر ایک اشتہار بعنوان ''علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ'' تحریر کیا گیا ہے، جس کی ابتداء یوں کی گئی ہے کہ اب برادران دین وعلمائے شرع متین آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔

اس نیاز نامہ کے آخر میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''یہ وہ الہامات ہیں جو براہین میں مذکورہ بالا ہم لکھ چکے ہیں جو صراحتاً وکنایۃً اس عاجز کے مثیل موعود ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔

مرزا صاحب اپنے اس دعویٰ مثیل مسیح پر زیادہ دیر قائم نہ رہے حالات کیونکہ سازگار تھے لہٰذا مرزا صاحب نے اسی سال یعنی 1891ء میں ایک قدم اور آگے بڑھایا اور سب سے پہلے تو اپنی کتب توضیح مرام، فتح اسلام اور ازالہ اوہام میں حیات مسیح کے عقیدے کو غلط قرار دیا اور اعلان کیا کہ میں مسیح موعود ہوں اور مہدی معہود ہوں۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا کسی قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اسی عنصری وجود سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اتریں گے میں اس خیال کا غلط ہونا اپنے رسالے میں لکھ چکا ہوں۔

(توضیح مرام، بحوالہ مہر منیر ص 168)

ازالہ اوہام حصہ اول ص 122 پر مرزا صاحب رقمطراز ہیں کہ "اب جو امر کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔

(روحانی خزائن نمبر 3)

مسیح تو آچکا لیکن آپ نے اس کو شناخت نہیں کیا۔ (ایضاً ص 179)

اسی کتاب کے ص 180 پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

"لیکن یہ عاجز ایک خاص پیشگوئی کے مطابق جو خدا تعالیٰ کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے مسیح موعود کے نام پر آیا ہے ہاں تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے سو اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ ایک مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دیکھائیں۔" (روحانی خزائن 3 ص 189 مرزا قادیانی)

مرزا صاحب اسی کتاب کے ص 189 پر لکھتے ہیں کہ:

لطیفہ چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ اس حدیث کا جو الایات بعد المائتین ہے ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد کی طرف (توجہ) دلائی گئی کہ دیکھو یہی مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہ تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے 1300 ہیں اور قصبہ قادیان میں بغیر اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس وقت بغیر اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں اور اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہے اور وہ سبحانہ بعض اسرار اعداد حروف تہجی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے۔ (روحانی خزائن نمبر 3 ص 190)

مرزا صاحب کے دوسرے دعووں کی طرح یہ دعویٰ بھی جھوٹا ثابت ہوا۔ ضلع گورداسپور

میں مرزا کے گاؤں کے علاوہ دو اور گاؤں قادیاں موجود ہیں۔اس گاؤں کا نمبردار غلام احمد گجر ہے اور موضع دورانگلہ کے قریب بھی ایک گاؤں قادیاں آباد ہے وہاں بھی ایک شخص مرزا جی کا ہم عمر غلام احمد قریشی رہتا تھا۔(لا نبی بعدی کا مجاہدین ختم نبوت نمبر ص68)۔

لطیفہ قرآنیہ شیر بیشہ اہلسنت مولانا حافظ ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارکہ میں رہا ضر تھا ایک قادیانی بحث کرنے کیلئے حاضر ہوا جب اس پر مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات قطعیہ یقینیہ پیش فرمائے گئے تو لاجواب ہو کر کہنے لگا کہ ہمارے حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''البریہ'' میں لکھا ہے کہ خدا نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھ کر بتلایا کہ 1300 سال پر تیرا ظہور ہوگا ۔کیونکہ غلام احمد قادیانی کے عدد بھی 1300 ہیں اور جس وقت ہمارے حضرت نے دعویٰ نبوت کا کیا تھا اس وقت بھی 1300 کا زمانہ تھا۔حضور پرنور اعلیٰحضرت قبلہ نے فوراً فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ''ھل انبئکم علی من تنزل الشیطین ٥ تنزیل علی کل افاک الیم . یلقون السمع واکثر ھم کذبون ''یعنی کیا میں تمہیں بتادوں کہ کس پر اوترتے ہیں شیطان، اوترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گنہگار پر۔شیطان اپنی سنی ہوئی اون پر ڈالتے ہیں اور اون میں اکثر جھوٹے ہیں اور آیت مبارکہ تنزیل علی کل افاک الیم کے عدد بھی پورے 300 ١ ہیں تو گویا رب عزوجل نے اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ 1300 میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا جس کے مشہور نام کے عدد بھی 1300 ہوں گے وہ بھی اونہیں بڑے بہتان والے گناہگاروں میں ہوگا۔وہ ہرگز ملہم رحمانی نہ ہوگا بلکہ ملہم شیطانی ہوگا اور اس پر شیاطین اوترا کریں گے اور اوس پر شیطانی وحی نازل ہوا کرے گی۔

فبھت الذی کفر واللہ لا یھدی القوم الظالمین والحمد للہ رب العالمین .

(تجانب اہل السنہ عن اہل الفتنہ ص209-210)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ مسیح موعود پر تقریباً 10 سال تک قائم رہے اور پھر ختم نبوت کے مسلمہ عقیدہ پر ڈنگ مارا۔ اور برطانوی حکومت کی طرف سے دیئے گئے Task کی تکمیل کا اعلان کر دیا۔ ہاں ہاں مرزا کی آخری منزل یعنی خود ساختہ نبوت کا اعلان۔

اعلان نبوت کی تقریب اگست 1901ء میں ہوئی۔ مرزا صاحب کے درباری خطیب مولوی عبدالکریم صاحب نے جمعہ کے خطبہ میں انہیں نبی اور رسول کہا۔ نماز کے بعد سید محمد احسن امروہی قادیانی خطیب سے جھگڑتے رہے۔ انہوں نے اگلے جمعہ میں پھر یہی الفاظ دہرائے اور امروہی صاحب کے تیور پہچان کر نماز کے بعد مرزا صاحب کا دامن پکڑ لیا اور کہا میں آپ کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔ اگر میں غلطی پر ہوں تو حضور مجھے درست فرمائیں۔ اس پر مرزا صاحب مڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ مولوی صاحب! ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا ہے۔ یہ سن کر سید محمد احسن غصے میں بھرے ہوئے واپس آ گئے اور مسجد کے اوپر ٹہلنے لگ گئے۔ جب مولوی عبدالکریم وہاں پہنچے تو سید صاحب ان سے لڑنے لگے۔ آوازیں بلند ہوئیں مرزا صاحب مکان سے نکل آئے اور یہ آیت پڑھی یا ایھا الذین امنو لا ترفعو اصواتکم فوق صوت النبی" (مسلمانو! اپنی آوازوں کو نبی کی آوازوں سے بلند نہ کرو)۔"

(الفضل قادیاں 4 جنوری 1963ء و رسالہ فرقان قادیاں بابت اکتوبر 1942ء بحوالہ محمد منیر ص 172)

مرزا صاحب کے یہ اعلان مولوی عبدالکریم سے کروانے کی وجہ یہ تھی کہ مرزا صاحب کو نبی و رسول کہلانے میں تردد تھا۔ بعد میں اس کا اظہار بھی فرمایا۔ الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (انجام آتھم بحوالہ جہر منیر ص 172)

سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی کو پورا کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔

(فتح اسلام روحانی خزائن 3 ص 7)

مرزا صاحب فرماتے ہیں "میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام پر کیونکر انکار کر سکتا ہوں ،جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی سے ڈروں؟ (ایک غلطی کا ازالہ نومبر 1901، مہر منیر)

خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔۔۔۔اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص 68)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس کی عبارت یہ ہے۔ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بقوم حتی یغیروا مابانفسھم انہ القریۃ.

یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کر لیں جو ان کے دلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگی اور وہ قادر خدا قادیاں کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔تا کہ تم سمجھو کہ قادیاں اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیاں میں تھا۔

(دافع البلاء ص 15-16)

اسی کتاب کے صفحہ 18,19 پر مرزا صاحب نے اپنا الہام لکھا ہے۔ ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم انہ القریۃ لو لا الا کرام لھلک المقام....!

ترجمہ: خدا ایسا نہیں کہ قادیاں کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو ان میں رہتا ہے۔ اور اس گاؤں کو طاعون کی دست برد اور اس کی تباہی سے بچالے گا۔اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا

اکرام مدنظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔(دافع البلا18,19,20)

مرزا کی اس پیشگوئی نے پورا ہونے سے صاف انکار کر دیا بلکہ مرزا کے لئے الثارسوائی کا سبب بنی اور بہت سے قادیانی طاعون کا شکار ہو گئے۔اور مرزا اپنی ذریت سمیت چیخ اٹھا اے خدا ہماری جماعت سے طاعون کو اٹھا لے۔

(اخبار بدر قادیاں 4 مئی 1905)

مرزا صاحب کو ہجوم مریضاں دیکھ کر اور سوجھی، جھٹ حکمت جھاڑی اور تریاق الٰہی نامی دوائی ایجاد کر ماری۔ مرزا اندر جاتے جو دوائی دیسی، انگریزی ہاتھ لگتی اٹھاتے اور مکس کروا دیتے کونین کا ایک بڑا ڈبہ بھی ڈال دیا، حکیم نورالدین نے یاقوت کی ایک بڑی تھیلی پیش کی مرزا نے وہ بھی پسوا کر مکس کروا دی۔آخر بہت سی فالتو، مکروہ، حرام، غیر ضروری اور مضر رساں ادویات سے یہ بیہودہ اور قاتل معجون تیار ہوا تو اس کے متعلق حکیم نورالدین فرمانے لگے کہ طبی طور پر تو اب اس مجموعہ میں کوئی جان اور اثر نہیں رہا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص 218 بحوالہ لا نبی بعدی ص 237)

میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں۔جنہیں تم سچا مانتے ہو۔

(اخبار بدر مورخہ 19 اپریل 1908 بحوالہ تاریخ محاسبہ قادیانیت)

خالد شبیر احمد نے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کی کتاب حقیقت النبوت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اب یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس قدر الہامات کی موجودگی میں ہم حضرت مسیح موعود کو غیر نبی قرار دیں۔اللہ تعالیٰ تو ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، بیسیوں دفعہ اور سینکڑوں دفعہ آپ کو نبی کے نام سے یاد فرماتا ہے اور ہم سب جگہ یہ تاویل کر لیں کہ ان سب الہامات سے مراد اس قدر ہے کہ آپ نبی نہیں مگر نبیوں کی کوئی صفت آپ میں پائی جاتی ہے۔کیا اس کی نظیر دنیا میں کسی اور انسان میں بھی ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بار بار نبی کہہ کر پکارتا ہے۔لیکن در حقیقت وہ نبی نہیں ہوتا۔ کیا سب نبیوں کو ہم اس لئے نبی نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی کہا ہے۔پھر کیا

وجہ ہے کہ وہی خدا جس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تو نبی ہے تو وہ نبی ہو گیا۔ لیکن آج مسیح موعود سے کہتا ہے کہ تو نبی ہے تو وہ نبی نہیں ہوتا۔ اگر نبی بنانے کے لئے کوئی اور لفظ ہوتے ہیں تو انہیں ہمارے سامنے پیش کرو جن سے معلوم ہو سکے کہ پہلے نبیوں کو تو اس طرح نبی کہا جاتا ہے تب وہ نبی ہوتے تھے۔ اور مسیح موعود کو اس کے خلاف کسی اور طرح نبی کہا گیا ہے پس وہ نبی نہیں ہوئے کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی یقینی وحی کی موجودگی میں کوئی شخص مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر سکتا ہے۔ اور جو شخص انکار کرتا ہے۔ اسے ضرور پہلے نبیوں کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ حضرت مسیح کی نبوت جن دلائل اور جن الفاظ سے ثابت ہوتی ہے ان سے بڑھ کر دلائل اور صاف الفاظ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق موجود ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اگر مسیح موعود نبی نہیں تو دنیا میں آج تک کوئی نبی ہوا ہی نہیں۔ (ص 82)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتب میں کئی مقامات پر اپنے آپ کو نبی لکھا۔ جس سے واضح ہو گیا کہ ان کا خاتم النبیین کی تاویل کرنا صرف عقیدے کے حد تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ مرزا صاحب تو خود نبی بن بیٹھے ہیں۔ اور قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں جس قدر بھی یہ لوگ تحریف کرتے ہیں۔ اس کا ایک ہی مقصد ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کیا جائے۔

تکفیر

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جو کسی بھی نبی کی نبوت کا منکر ہے وہ کافر ہے اور ہر نبی کی تعظیم و توقیر مسلمان پر فرض ہے۔ اور کسی بھی نبی کی توہین اور ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے اور یہ ایسا کفر ہے کہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔ قصر مرزائیت کے بانیوں نے مرزا صاحب کی خود ساختہ نبوت کے منکر کے لئے بھی یہی قوانین بیان کئے ہیں۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں: خدا نے مجھے ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔

(مرزا صاحب کا ایک خط تشحیذ الاذہان) (بحوالہ تاریخ محاسبہ قادیانیت)

مرزا بشیر الدین محمود قادیانی اسی رسالہ بابت ماہ اپریل 1911 صفحہ 122 پر رقم طراز ہیں کہ جب تبت اور سوئٹزرلینڈ کے باشندے رسول اللہ ﷺ کو نہ ماننے پر کافر ہیں تو ہندوستان کے باشندے مسیح موعود کو نہ ماننے سے کیونکر مومن ٹھہر سکتے ہیں۔ جب حضرت کی مخالفت کے باوجود انسان مسلمان کا مسلمان رہتا ہے تو پھر ان کی بعثت کا فائدہ کیا؟

کل جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔
(آئینہ صداقت ص 35 محمود احمد قادیانی)

ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (کلمۃ الفصل بشیر احمد قادیانی بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت ص 194)

محمود احمد قادیانی نے غیر احمدیوں کو کافر کہنے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔

خاکسار: کیا یہ صحیح ہے کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں؟

خلیفہ صاحب: "ہاں یہ درست ہے"۔

خاکسار: اس تکفیر کی بنیاد کیا ہے؟ کیا وہ کلمہ گو نہیں؟

خلیفہ صاحب: بے شک وہ کلمہ گو ہیں لیکن ہمارا اور ان کا اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے۔ مسلم کے لئے توحید پر تمام انبیاء پر، ملائکہ پر، کتب آسمانی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور جو ان میں سے ایک بھی نبی اللہ کا منکر ہو جائے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو مانتے ہیں لیکن صرف حضور ﷺ کی رسالت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔ اس طرح قرآن کریم کے مطابق غیر احمدی مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو کر کفار میں شامل ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک مامور آیا جس کو ہم نے مان لیا اور انہوں نے نہ مانا۔

(اخبار الفضل قادیاں 21 جون 1923 بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)

مرزا صاحب فرماتے ہیں "علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول اکرم ﷺ کو بھی نہیں مانتا۔ حقیقۃ الوحی ص 163

نکاح کے بارے میں قادیانی کا حکم

یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدیوں سے کرنا ناجائز ہیں۔ آئندہ احتیاط کی جائے۔ (اخبار الفضل قادیاں 14-02-1933)

حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا۔ اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول نورالدین نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے 6 سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ (انوار خلافت محمود احمد قادیانی بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)

قادیانی فتوے:

سوال: کیا جو شخص احمدی کہلاتا ہے، چندہ بھی دیتا ہے، تبلیغ بھی کرتا ہے لیکن مسیح موعود کے حکم صریح کے خلاف کہ، غیر احمدی کو اپنی لڑکی نکاح میں دینا جائز نہیں۔ اپنی لڑکی کا نکاح کر دیتا ہے وہ ایک ہی حکم کے توڑنے سے مسیح موعود کے منکروں میں سے ہو سکتا ہے؟

جواب: جو شخص اپنی لڑکی غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے، میرے نزدیک وہ احمدی نہیں۔ کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔

سوال: جو نکاح خواں ایسا نکاح پڑھائے، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہ فتویٰ دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جا سکتا ہے جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاحِ ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھا دیا۔

سوال: کیا ایسا شخص جس نے غیر احمدیوں سے لڑکی کا رشتہ کیا ہے۔ دوسرے احمدیوں کو شادی

میں مدعو کر سکتا ہے؟

جواب: اس شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں۔

(ڈائری میاں محمود احمد قادیانی بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)

قادیانی حکم بابت جنازہ

میاں محمود احمد قادیانی خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں۔ کیونکہ وہ میرے نزدیک احمدی نہیں ہیں۔ اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان 13-04-1966 بحوالہ قومی ڈائجسٹ)

حضرت رسول کریم ﷺ نے جب کبھی کسی کافر کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتدائے زمانہ اسلام کی بات تھی۔ جبکہ تبلیغ پورے طور پر نہ ہو چکی تھی۔ اور بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی۔ اگر حضرت موعود نے آنحضرت ﷺ کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازے کی اجازت دی تو وہ بالکل اوائل کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتوے کو جاری سمجھا تو اس کی اجتہادی غلطی تھی جس کو حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین نے صاف حکم کے ساتھ رد کر دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں۔ (اخبار الفضل قادیان اپریل 1916)

پروفیسر الیاس برنی صاحب نے اخبار الفضل کے حوالہ سے قادیانیت کا فتویٰ درج کیا ہے کہ قرآن کا ثواب مردہ کی روح کو نہیں پہنچتا۔ قبر پر قرآن پڑھنا بروایت وفتویٰ مرزا صاحب بے فائدہ بلکہ ڈر ہے کہ یہ بدنتیجہ پیدا کرے۔ غیر احمدی بچے کا جنازہ پڑھنا درست نہیں۔

برادرم نیاز محمد احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ منٹگمری لکھتے ہیں: ''میں نے اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ مسلمان بن جاؤ (یعنی مرزائی بن جاؤ) خلیفہ ثانی میاں محمود احمد کے ہاتھ پر۔ ورنہ میں تو جنازہ بھی نہیں پڑھوں گا۔ تب اسے فکر پیدا ہوئی۔ وہ سمجھانے پر سمجھ گئی۔ اور اب حضرت مرزا صاحب کو

اس زمانے کا رسول نبی مانتی ہے۔

(اخبار الفضل قادیاں 20 اپریل 1915 بحوالہ قومی ڈائجسٹ)

تعلیم الاسلام ہائی سکول (قادیاں) میں ایک لڑکا پڑھتا ہے۔ چراغ دین نام ہے حال میں جب اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئیں۔ متوفیہ کو اپنے نوجوان بچے سے بہت محبت تھی۔ مگر سلسلے میں داخل نہ تھی۔ اس لئے چراغ دین نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند کہ (قادیانی) قوم کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش۔

(اخبار الفضل قادیاں 20 اپریل 1915 بحوالہ قومی ڈائجسٹ)

قادیانی بے شک تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں، ان کے بچوں کا جنازہ تک ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کی کوئی مثال اس وقت تک سامنے نہیں۔ تاہم وہ بھی اپنے قبرستان میں کسی مسلمان بچے کی نعش دفن کرنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح 3/8/1936)

بیٹے کا جنازہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ نہیں پڑھا۔ جب ایک صاحب نے اصرار کیا تو مرزا صاحب نے فرمایا "وہ میرا فرمانبردار تھا۔ اس نے کبھی مجھے ناراض نہیں کیا۔ مگر اس نے اللہ کو راضی نہیں کیا۔ لہٰذا میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ (فضل احمد مرزا صاحب کے خود ساختہ الہاموں اور مرزا صاحب کی نبوت کا منکر تھا اس لئے مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اس نے اللہ کو راضی نہیں کیا۔)

باب ۴

لغویات ومغلظات مرزا

میں اس باب کی ابتداء راۓ محمد کمال کی ایک عبارت سے کر رہا ہوں اور میرا یہ باب لکھنا بھی اسی معنی میں ہے جو موصوف نے بیان کیا ہے۔ ''میں اس ناپسندیدہ باب کی جسارت اس لئے کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کی سوئی ہوئی دینی غیرت جاگ اٹھے۔ نوجوانانِ ملت کے دلوں میں گرمیٔ محبت پیدا ہو اور ان کے ہاتھ آپ ﷺ کے دشمنوں کو دبوچ لیں۔ مومن مائیں اپنے بیٹوں سے کہیں کہ اگر میرے رسول اللہ ﷺ کے گستاخ موجود رہے تو میں تمہیں کبھی بھی دودھ نہ بخشوں گی۔ غیور بہنیں اپنے بھائیوں سے چیخ چیخ کر ضد کریں کہ ہماری ڈولیاں تب اٹھانا جب بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر میں چین سے سو رہی ہوں۔ جاؤ پہلے سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دشمنوں کی ناپاک میتیں مرگھٹ میں پہنچا دو۔ کاش حیادار بیٹیاں اپنے اپنے باپ سے کہہ دیں، ابا ہمیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی چیخیں رات کو سونے نہیں دیتیں۔ وہ رو رو کر ہمیں فرماتی ہیں کہ تمہارے ملک میں میرے عظیم بھائی سیدالشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت پر دریدہ دہنی سے حملے ہو رہے ہیں اور تم چپ ہو۔ کیا کنیزوں کا یہی شعار ہوتا ہے؟

(سازشوں کا دیباچہ)

یا رسول اللہ ﷺ میں اس حوالہ سے ملت کے نوجوانوں کے جذبات کو حرارت دینا

چاہتا ہوں جبکہ نسل شیطانی جہنم مکانی مرزا غلام احمد قادیانی، قادیاں کے دجال اور انگریزوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے جہنمی کتے اور اس کی ناپاک ذریت کے زہر آلود قلم سے نکلنے والے الفاظ کو پڑھ کر ان کو ضبط تحریر میں لاتے ہوئے قلم کانپتا ہے، روح تڑپتی ہے، قلب وجگر تاب نہیں رکھتے، آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں۔ ایمان جذبات کو جھنجھوڑتا ہے مگر اے آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال ﷺ وقت پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ مصطفےٰ جان رحمت کے دیوانوں کو بتلا دو کہ سرکار دو جہاں ﷺ، آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم آپ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آپ کی امت کے نیکوکاروں کی ناموس پر قادیانی گدھیں انگریز کی تھپکیوں میں آ کر کس طرح زہریلے قلم اور بچھونما ء زبانوں سے حملہ آور ہیں۔

میری ملت کے نوجوانو! کیا آپ کے پاس اس سوال کا کوئی جواب ہے؟ کہ:

عاشقان رسول اللہ ﷺ بھی زندہ رہیں اور شاتمان مصطفےٰ ﷺ بھی۔ فدایان مصطفےٰ ﷺ بھی موجود ہوں اور گستاخان رسول اللہ ﷺ کے ناپاک وجود کا بوجھ بھی زمین برداشت کرے۔

مصطفےٰ ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے زندہ ہوں اور کلمہ میں آپ کا نام حذف کر کے لعین قادیانی کا نام لکھنے اور پڑھنے والے دندناتے پھریں۔

تو پھر دیر کس بات کی؟ ابھی سے خبیث فطرت مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کے خلاف بلند کئے ہوئے اس علم کو تھام لیجئے۔

دیکھنا کہیں دیر نہ ہو جائے

غازی علم الدین کے ساتھ اب تو عامر نذیر چیمہ شہید کی روح بھی ہماری طرف دیکھ رہی ہے۔ کوئی بھی مسلمان جو ناموس رسالت پر مرمٹنے کا عزم سینے میں رکھے ہوئے ہو تو وہ غازی علم الدین اور عامر چیمہ شہید ہی نہیں بنتا بلکہ مسلمانوں کی آنکھوں کا تارا بھی بن جاتا ہے۔ آیئے! ان عاشقان مصطفےٰ ﷺ کے راستے کو اختیار کر کے ملت اسلامیہ کے ماتھے کا جھومر بن جائیں۔

آیئے! بارگاہ الٰہی اور دربار رسالت ﷺ سے اجازت طلب کر کے مسلیمہ پنجاب کذاب قادیاں اور اس کی خبیث ذریت کے قلم وزباں سے نکلنے والے کفر و الحاد کے طوفان کو ملاحظہ کریں۔

حضور ﷺ کے مرتبہ کی توہین:

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ)۔

(اخبار الفضل قادیاں 17 جولائی 1922)

حدیث مصطفےٰ ﷺ کی توہین:

میری وحی کے مقابلے میں حدیث مصطفےٰ ﷺ کوئی شے نہیں۔ (نعوذ باللہ) (اعجاز احمدی ص 56 مرزا قادیانی)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والدہ مصطفےٰ ﷺ کی توہین:

اس خاتون (والدہ مرزا) کی عزت و وقار کا کیا کہنا جس کے بطن مبارک سے وہ عظیم الشان انسان پیدا ہوا۔ جو نبیوں کا موعود تھا۔ اور جس کو آنحضرت ﷺ نے اپنا سلام کیا۔ اس عظیم انسان کی ماں دنیا میں ایک ہی عورت ہے۔ جو آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد اپنے بخت پر ناز کر سکتی ہے۔ دنیا کی عورتوں میں جو ممتاز خواتین ہیں۔ ان میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت چراغ بی بی صاحبہ (مرزا کی ماں) ہی دو عورتیں ہیں جنہوں نے عظیم الشان انسان دنیا کو دیئے۔ جو ایک عالم کی نجات اور رستگاری کا موجب ہوئے۔

(حیات النبی جلد اول نمبر 2 ص 143-142 مولفہ یعقوب علی قادیانی)

علم مصطفےٰ ﷺ کی توہین:

نبی ﷺ سے کئی غلطیاں ہوئیں کئی الہام سمجھ نہ آئے۔ نعوذ باللہ
(ازالہ اوہام 2 ص 263 مرزا قادیانی)

حضور ﷺ کی اشاعت دین کی توہین:

نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی میں
نے پوری کی (نعوذ باللہ)۔(اخبار الفضل 22 فروری 1924)

روضۂ مصطفےٰ ﷺ کی توہین:

روضۂ اطہر مصطفےٰ ﷺ نہایت متعفن اور حشرات الارض کی
جگہ ہے۔(لعنۃ اللہ علی الکذاب)(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص 112 مرزا قادیانی)

روحانیت مصطفےٰ ﷺ کی توہین:

آنحضرت ﷺ کا زمانہ روحانی ترقیات کی
طرف پہلا قدم تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی۔
(خطبہ الہامیہ ص 177 بحوالہ چہرہ قادیانیت)
مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے اقویٰ، اکمل اور ارشد ہے (نعوذ باللہ)
(خطبہ الہامیہ ص 177 بحوالہ چہرہ قادیانیت)

قرآن وحدیث کی توہین:

چنانچہ حضرت مسیح موعود (مرزا) بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں۔ مولوی لوگ حدیثیں لئے پھرتے ہیں۔ مگر حدیثوں کا یہ کام نہیں کہ میرے متعلق فیصلہ کریں۔ بلکہ میرا یہ کام ہے کہ میں بتاؤں کہ فلاں حدیث درست ہے اور فلاں حدیث غلط۔۔۔۔اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے۔ اور کوئی نبی نہیں

سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔

(اخبار الفضل قادیاں ج 12 نمبر 4، بحوالہ سازشوں کا دیباچہ)

اور میں جیسا کہ قرآن کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق کے ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے الہام ہوئی۔ (ایک غلطی کا ازالہ مرزا قادیانی)

اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے۔ جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرف پھینک دیتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)۔

(اعجاز احمدی ص 30 مرزا قادیانی)

اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔

(تحفہ گولڑویہ ص 10 مرزا قادیانی)

قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ (نعوذ باللہ)۔ (ازالہ اوہام بحوالہ سازشوں کا دیباچہ ص 179)

لعین مرزا کی ایک لعین تحریر:

آنحضرت ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑتی ہے (نعوذ باللہ...... و...... لعنت بر مرزا)

(مکتوبات مرزا قادیانی الفضل 22-02-1924)

شان مصطفیٰ ﷺ کی توہین:

قرآن کریم کی آیت محمد الرسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ سے مراد میں ہی

ہوں۔اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے۔(نعوذ باللہ)۔

(ایک غلطی کا ازالہ مرزا قادیانی الفضل 15-06-1915)

لعین کے ملعون عقیدت مند کا قصیدہ:

مرزا کے ایک خاص ملعون عقیدت مند قاضی محمد ظہور الدین اکمل قادیانی نے ایک قصیدہ لکھا اور لعین کو پڑھ کر سنایا جس کے یہ چند اشعار ہماری غیرت ایمانی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے بر حق
شرف پایا ہے نوع انس وجاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

مرزا نے یہ قصیدہ اپنے پاس رکھ لیا اور اس کے لکھنے پر شاباش دی اور پھر یہ قصیدہ اخبار بدر نمبر ۴۳ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ میں شائع کیا۔

گنبد خضراء کی توہین:

لیکن ایام جلسہ میں یا اس کے بعد وطن جانے سے پیشتر کچھ نہ کچھ وقت

مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود کے مزار پر انوار پر حاضر ہونے کا ضرور نکالنا چاہیے۔۔۔اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے۔۔۔اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضریٰ کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضاء (مدفن مرزا) پر پڑ رہا ہے۔اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے مرقد منور سے مخصوص ہیں۔کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے۔(اخبار الفضل قادیان ج 10 نمبر 48 مورخہ 8/12/1922 بحوالہ سازشوں کا دیباچہ)

قادیانیوں کا درود:

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و علی عبدک المسیح الموعود و المھدی الموعود و بارک و سلم انک حمید مجید.

(رسالہ درود شریف ص 42 ضیاء الاسلام پریس قادیاں)

اس رسالہ کے صفحہ 44 پر ایک اور خود ساختہ درود لکھا گیا ہے

اللھم صل علی محمد و احمد و علی ال محمد و احمد کما صلیت علی ابراھیم و علیٰ ال ابراھیم انک حمید مجید. اللھم بارک علیٰ محمد و احمد و علیٰ ال محمد و احمد کما بارکت علی ابراھیم و علیٰ ال ابراھیم انک حمید مجید

حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی توہین:

آج تمہارے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے۔اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے آقا المسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو۔اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا اس لئے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن ہو گے اور تمہارے لئے اس خصوصیت میں ابوبکر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔

(افسر بہشتی مقبرہ کا اعلان۔ اخبار الفضل 2/2/1915 بحوالہ سازشوں کا دیباچہ)

ابوبکر و عمر کیا تھے؟ وہ حضرت مرزا قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔

(المہدی نمبر 302 ص 57 حکیم محمد حسین قادیانی بحوالہ سازشوں کا دیباچہ)

میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔

(تبلیغ رسالت ج۹ ص۳۰ مرزا قادیانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین:

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو

ایک ادنیٰ متاع کی طرح پھینک دو۔ (ضمیمہ براھین احمدیہ۵ ص 235)

توہین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم:

بعض نادان صحابہ جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔

(ضمیمہ نصرت الحق ص 120 بحوالہ سازشوں کا دیباچہ ص 179)

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے موازنہ:

کہ مسیح موعود ہی خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ فرمایا

اور مسیح موعود (مرزا) و مصطفےٰ (ﷺ) میں تفریق کرنے سے منع کیا کہ مسیح موعود بھی جامع جمیع کمالات محمدیہ ہے۔ پھر صحابہ مسیح موعود کو آنحضرت (ﷺ) کے ہاتھ کے تربیت یافتہ اور آنحضرت (ﷺ) کے صحابہ قرار دیا۔ پس ان دونوں گروہوں میں تفریق کرنا یا ایک دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں۔ یہ دونوں فرقے درحقیقت ایک ہی جماعت میں ہیں۔ صرف زمانہ کا فرق ہے۔ وہ بعثت اولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں اور یہ بعثت ثانی کے۔

(اخبار الفضل قادیانیت 5 جولائی 1924 بحوالہ ایضاً ص 179)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین:

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو ۔اب نئی خلافت لو۔ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔

(ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۱۳۱)

خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی توہین:

بدبخت لعین مرزا خاتون جنت کے بارے میں اپنی غلیظ سوچ کا اظہار کرتا ہے کہ" خاتون جنت کا نام لے کر کہتا ہے کہ" نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ تم مجھ سے ہو۔(نعوذ باللہ)

(ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص 11 از ملعون مرزا)

دنیا میں سب سے غلیظ زندگی گذار کر سب سے گندی موت مرنے والے ملعون نے اس ذات کو بھی نہ بخشا جس کے متعلق میرے آقا و مولا نے فرمایا ہے کہ" فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے" اور وہ خاتون جنت کہ جن کے پل صراط سے گذرتے وقت ندا بلند ہوگی کہ اے اہل چشم نگاہیں نیچی کرلو، فاطمۃ الزہرا پل صراط سے گذر رہی ہیں اور جنہوں نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ رات کے اندھیرے میں اٹھایا جائے تا کہ جس طرح زندگی میں مجھے کسی غیر محرم نے نہ دیکھا تھا۔ میرے جنازے پر بھی کسی غیر کی نظر نہ پڑے۔لیکن دنیا کے خبیث ترین جہنمی کتے کے زہر آلود قلم نے نبی الانبیاء کی لاڈلی بیٹی اور جنت کی عورتوں کی سردار کی عصمت کا بھی لحاظ نہ کیا۔

حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی:

حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت کے بارے میں کہ ان پر میری فضیلت سن کر یوں ہی غصہ میں آجاتے ہیں۔ قرآن کریم نے کہاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا ہے۔زید کا ہی نام لیا ہے۔اگر ایسی ہی

بات تھی تو چاہیے تھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی لے لیا جاتا۔ اور پھر ما کان محمد ابا احد من رجالکم کہہ کر اور بھی ابوبت کا خاتمہ کر دیا۔ اگر الا حسین اس آیت کے ساتھ کہہ دیا جاتا تو شیعہ کا ہاتھ کہیں تو پڑ جاتا۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ ۴ ص ۱۹۲۔۱۹۱ مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابنیت کا درجہ بھی نہیں دیا۔ بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔ ان کو آنحضرت ﷺ کا بیٹا کہنا قرآن شریف کا نص صریح کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم سے سمجھا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجال میں سے تھے۔ عورتوں میں تو نہ تھے۔ حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کو آنحضرت ﷺ سے بوجہ پسر دختر ہونے کا تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے۔۔۔۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راست باز بندوں میں سے تھے۔ لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گذر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔۔۔۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے کیا نسبت ہے۔۔۔۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث سے تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہے۔ اور جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پھر اگر در حقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہیے۔ اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صدہا نشان کیوں دکھلائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔ (نزول المسیح ص ۴۵ مرزا قادیانی)

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا صاحب) نے امام حسن اور امام حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں (بے شک) سمجھا اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔۔۔ اور بخدا اسے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو۔۔۔۔ اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دشمنوں کا کشتہ۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔ مجھ میں اور تمہارے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں بڑا فرق

ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔۔۔۔ مگر حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ کر تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تم روتے ہو پس سوچ لو۔۔۔۔ اور میں خدا کے فضل سے اس کے کنارہ عاطفت میں ہوں، پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ یتیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت میں بچایا جاتا ہوں اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آئیں۔ پس بخدا میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔۔۔۔ تم نے اس کشتہ (حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مر گیا۔ پس تم کو خدا نے جو غیر ہے ہر ایک مراد سے تو پھر کیا وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے۔۔۔۔ کیا تو اس (حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیز گار سمجھتا ہے۔ اے مبالغہ کرنے والو! اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا عرش پر ہے تو میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے۔ اور مجھے جناب الٰہی میں جو میرا خالق ہے ایک عزت ہے۔ پس خوشی ہو اس قوم کے لئے جنہوں نے میری اطاعت کی اور مجھے اختیار کیا۔

(اعجاز احمدی ص72-68-69-96-81-52 مرزا قادیانی)

اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے کہ اس حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بڑھ کر ہے۔

(درثمین ص ۲۸۷ مرزا قادیانی)

کربلا ئیست سیر ہر آنم
صد حسین است درگریبانم

ترجمہ: میں ہر آن کربلا کی سیر کرتا ہوں اور سو حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے گریبان میں ہیں۔

(نزول المسیح ص ۹۹ مرزا قادیانی)

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا۔۔۔۔ کہ میرے گریبان میں سو حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میں تو حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس (مرزا) کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ولی تھے۔ مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا جو اسلام کو خستہ دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔

مرزا قادیانی اور اس کی خبیث ذریت کی طرف سے شعائر اور اصطلاحات اسلامی کو مسخ کرنے کی ناپاک جسارت ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی	خدا کا برگزیدہ نبی اور رسول
مرزا قادیانی کی باتیں	احادیث
مرزا قادیانی کا خاندان	اہلبیت
مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد	قمر الانبیاء و فخر المرسلین
مرزا قادیانی کی بیٹی	سیدۃ النساء
مرزا قادیانی کی بیویاں	امہات المومنین
مرزا قادیانی کے ساتھی	صحابہ کرام
مرزا قادیانی کا شہر	مدینۃ المسیح
مرزا قادیانی کی امت	مسلمان
مرزا قادیانی کے جانشین	خلفائے راشدین کی طرح
مرزا قادیانی کی عبادت گاہ	مسجد اقصیٰ کی طرح
مرزا قادیانی کا قبرستان	جنت البقیع کے مقابلہ پر بہشتی مقبرہ
مرزا قادیانی کے 313 گماشتے	اصحاب بدر
قادیانیوں کا کلمہ	جو انہوں نے افریقہ میں اپنی عبادت گاہ پر لکھا ہوا ہے۔
	لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ

۔صحابہ کرام کی شان میں گستاخی:

مرزا اپنی کتاب حقیقۃ الوحی روحانی خزائن نمبر 22 میں لکھتا ہے کہ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ غلط عقیدہ میں بھی مبتلا تھے کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔(ص35)

غرض اس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی۔(جیسے ابو ہریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیش گوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی آجائیں گے۔جیسا کہ ابتدا میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کو بھی یہی دھوکہ لگا ہوا تھا اور اکثر باتوں میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑ جایا کرتا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

لعین مرزا قادیانی کے زہر آلود قلم سے سب سے زیادہ توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوئی ہے۔ملعون اپنی کتاب حقیقۃ الوحی روحانی خزائن 22 کے صفحہ 37 پر لکھتا ہے کہ:

عیسیٰ جس کا وجود شرک عظیم کی جڑ قرار دیا گیا ہے۔(نعوذ باللہ)

ملعون مرزا اپنی کتاب دافع البلاء کے حاشیہ بر صفحہ 5 لکھتا ہے کہ: مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔

مرزا لعین لکھتا ہے کہ:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ (دافع البلاء ص 43 مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ملعون لکھتا ہے کہ:

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور معطر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا (نعوذ باللہ) آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا آدمی کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷ بحوالہ تصویر کے دو رخ، منظور احمد)

آگے لکھتا ہے کہ:

ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۸ بحوالہ تصویر کے دو رخ، منظور احمد)

مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۳)

آگے لکھتا ہے کہ:

حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ہاتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۲۷)

آگے لکھتا ہے کہ:

ہاں آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر اوقات عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں اکثر غصہ آجاتا۔ اپنے نفس کو جذبات سے الگ نہیں رکھ سکتے تھے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

اسی کتاب کے صفحہ نمبر 290 پر لکھتا ہے کہ:

عیسائیوں نے بہت معجزات آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کے لکھے ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔

تریاق القلوب کے صفحہ ۵ پر لکھتا ہے کہ:

منم مسیح زماں، منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

حقیقۃ الوحی ص ۹۹ پر اپنے بارے میں لکھتا ہے کہ:

آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا (مرزا کا) تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی توہین:

خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ غرق نہ ہوتے۔ (حقیقۃ الوحی ص 137)

حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین:

اس امت کا یوسف یعنی عاجز (مرزا) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچالیا گیا۔ مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا اور اس امت کے یوسف یعنی مرزا غلام احمد کی بریت کے لئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی۔ مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں پیشگوئی کی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک شام میں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں پہنچائیں گے مگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۷۷)

شہید ناموس رسالت غازی علم الدین کی توہین:

مرزا البشیر الدین محمود قادیانی نے جمعہ کے خطبہ میں کہا کہ:

وہ خبیث الفطرت اور گندے لوگ جو انبیاء کو گالیاں دیتے ہیں۔ ہرگز قابل نہیں کہ ان کی تعریف کی جائے۔ان کی قوم اگر اپنے اندر دین داری اور اخلاق رکھنے کی مدعی ہے تو اس کا فرض یہ ہے کہ ایسے افعال کی پورے زور وشور کے مذمت کرے۔اس طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں۔خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں،فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبایا جائے۔اور ان سے اظہار برات کرے۔انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعے نہیں ہوسکتی۔وہ نبی بھی کیا نبی ہے جس کی عزت بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔جس کو بچانے کے لئے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔یہ سمجھنا کہ محمد ﷺ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے سخت نادانی ہے۔وہ لوگ جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں۔اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔میرے نزدیک تو اگر یہی شخص راجپال کے قتل سے جو گرفتار ہوا ہے،اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہوسکتا ہے جو اس کے پاس جائے۔اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا اب تمہیں ملے گی لیکن قبل اس کے وہ ملے،تمہیں چاہیے کہ خدا سے صلح کرلو۔اس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اسے بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔(الفضل قادیاں 1929-04-19 بحوالہ سازشوں کا دیباچہ)

لعین مرزا کی ملعون اولاد کی عظمت:

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک خادمہ کو جس نے صاحبزادہ بشیر الدین کو اٹھایا ہوا تھا۔ کسی شخص نے کوئی کام کرنے کو کہا، اس نے کہا کہ ابھی یہ کام نہیں کر سکتی۔ اس پر اس نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ حضرت مسیح موعود کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا: میری اولاد شعائر اللہ میں داخل ہے۔ اس عورت کو جس نے بچہ اٹھایا ہوا تھا جس نے مارا ہے اس نے شعائر اللہ کی ہتک کی ہے۔ پس جو خدا تعالیٰ کے نشانات ہوں ان کی تعظیم کرنی چاہیے۔ (تقریر مفتی محمد صادق قادیانی بر موقع جلسہ سالانہ اخبار الفضل 08-01-1924 بحوالہ مہر منیر ص ۱۹۱)

سادات کرام اور قادیانیت:

سانپوں کی اس دنیا کے ایک سنپولیے کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے بڑی شان دی ہے۔ اور موجودہ سادات کو آپ کی غلامی، بلکہ آپ کی خاک پا کو سرمہ بنانا بھی بہت بڑا فخر ہے۔ اور ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جو آپ کی غلامی میں داخل نہیں ہوں گے وہ کٹ جائیں گے۔ اور سید نہ رہیں گے۔ مگر وہ عظمت اور وہ شان جو رسول کریم ﷺ کی آپ کے دل میں تھی اس کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ نے سادات سے تعلق کو بڑا فضل قرار دیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ جو زمین اچھی ہوگی اس میں پھل بھی اچھے ہی پیدا ہوں گے۔ اور اگر خراب بھی ہو جائیں تو بھی نیک اور خدا رسیدہ انسان کے ساتھ تعلق ہو جائے تو وہ زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے تعلق کی وجہ سے فطرت اچھی دی ہوئی ہے۔ (اخبار الفضل قادیاں 14-02-1921 بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)

پہیلی بوجھو تو جانیں

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ نے مجھے الہام فرمایا کہ **انت منی بمنزلۃ اولادی**. یعنی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔ (دافع البلاص 19)

اس الہام کا اگلا جملہ ہے **انت منی و انا منک**

یعنی: تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ (دافع البلاص 19)

کتاب البریہ میں لکھتا ہے کہ میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں۔

مرزا صاحب اپنے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کے عار

مرزا کی ذریت سے گذارش ہے کہ مرزا صاحب خدا ہیں، کرم خاکی یا بشر کی جائے نفرت وضاحت فرمادیں۔ ہاں یہ بھی بتادیں کہ بشر کی جائے نفرت کس عضو کو کہا گیا ہے؟

جواب: گرگٹ

(مرزا صاحب تمام عمر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہے)

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات پر جب علمائے کرام مطلع ہوئے تو انہوں نے گرفت فرمانا شروع کی اور عوام کو اسکے کفریات سے مطلع فرمانا شروع کیا۔ تو مرزا صاحب غصے سے سیخ پا ہو گئے ۔ اور ایسے ایسے غلیظ جملے زبان وقلم سے گرائے کہ اندازہ لگانا مشکل ہو گیا کہ ایسے کلام کا متکلم اپنے اندر کس قدر خباثت چھپائے ہوئے ہے۔ حافظ نور محمد خاں صاحب نے مغلظات مرزا کے نام سے ان (مرزا) کی بعض گالیاں گنوائی ہیں۔ طائرانہ نظر میں ان کا شمار 327 ہے۔ ان میں 50 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مریم مقدسہ کی توہین پر مبنی چھ مشائخ عظام وعلمائے کرام کی شان میں ژاژ خائیاں 203 ہیں۔ عیسائیوں کو رگیدنے والی 47 اور آریہ سماجوں کو بھڑکانے کی خاطر 21 یاوہ گوئیاں۔ حضور پاک ﷺ، اہلبیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی عزت پر مرزا صاحب کا بھونکنا ان کے علاوہ ہے۔

(مغلظات مرزا بحوالہ سازشوں کا دیباچہ ص ۱۷۱)

قبلہ عالم فانی فی اللہ باقی باللہ آیت من آیات اللہ حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی شان میں مرزا لعین کی گستاخیاں۔

پیر مہر علی شاہ صاحب محض جھوٹ کے سہارے سے اپنی کور ذوقی پر پردہ ڈال رہے ہیں

اور وہ نہ صرف دروغ گو ہیں۔ بلکہ سخت دروغ گو ہیں۔

(نزول المسیح ص ۶۹)

اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ پر رکھ دی۔

(نزول المسیح ص ۷۰)

مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن بنی، کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔

(اعجاز احمدی ص ۷۵)

مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب کے بارے میں لکھتا ہے کہ اگر محمد حسین بٹالوی کے والد کو معلوم ہوتا کہ اس کے نطفے سے ایسا ابو جہل پیدا ہو گا۔ تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور بیوی کے پاس نہ جاتا۔ (الفضل 2 نومبر 1922ء بحوالہ تاریخ محاسبہ قادیانیت)

عبدالحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ آتھم والی پیشگوئی میں پادریوں کی فتح ہوئی۔ ہم اس کا جواب بجز اس کے کیا لکھیں کہ اے بذات یہودی صفت، پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اے خبیث کب تک تو جیئے گا۔۔۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ ان پر خدا کی لعنت کے 10 لاکھ جوتے برسیں۔ اے پلید دجال تعصب نے تجھے اندھا کر دیا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵)

قادیانیت کے بخیے ادھیڑنے والے علمائے کرام کی شان میں گستاخیاں۔

پھر فرمایا کہ اس امت پر ایک آخری زمانہ آئے گا کہ علماء اس امت کے یہود کے مشابہ ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہے تو وہ بھی کریں گے۔

(شہادۃ القرآن ص ۱۱)

اے بذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی

عوام کالانعام کو پلایا۔ (انجام آتھم حاشیہ ص ۲۱)

اے کسی جنگل کے وحشی ۔۔۔۔تم نے حق کو چھپانے کے لئے جھوٹ کا گوہ کھایا۔ اے بذات، خبیث، دشمن اللہ ورسول کے تو نے یہ یہودیانہ تحریف کی مگر تیرا جھوٹ اے نابکار پکڑا گیا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص 50-49)

جس دن یہ سب باتیں (محمدی بیگم کی پیشگوئی میں درج شدہ) پوری ہو جائیں گی۔ اس دن نہایت صفائی سے (ان کی) ناک کٹ جائے گی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کردیں گے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص 53)

بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیرا پنے اندر رکھتے ہیں۔ یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہیں۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسیاتی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی چھپاتے ہیں۔

اے مردار خور مولویو اور گندی روحو۔۔۔۔اے اندھیرے کے کیڑو۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص 21)

مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے بارے میں لکھتا ہے کہ غول، لئیم، فاسق، شیطان، ملعون، نطفہ سفہا، خبیث، مفسد، مزور، منحوس، کنجری کا بیٹا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص 28)

عام مسلمانوں کے متعلق لعین کا رویہ: کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔ باقی سب میری نبوت پر ایمان لاچکے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷)

نجم الہدیٰ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

ان العدی صارو اخنا زیر الفلاء

و نسائھم من دونھن الا کلب

یعنی دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔

(صفحہ نمبر 11)

اور جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور

حلال زادہ نہیں۔ (انوار الاسلام ص ۳۰ مرزا قادیانی)

یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵)

بعض جاہل سجادہ نشین اور مولویت کے شتر مرغ۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸۲)

آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ 547 پر مرزا قمطراز ہے کہ:

ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ دیکھتا ہے۔ اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے سوائے کنجریوں کی اولاد کے۔

لطیفہ: مرزا صاحب اپنی کتاب درثمین صفحہ 74 پر لکھتے ہیں کہ بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے جس دل میں یہ نجاست ہو ''بیت الخلاء'' یہی ہے

یہ پورا باب مرزا صاحب کی بدزبانیوں پر مبنی ہے اب فیصلہ آپ فرمائیں کہ مرزا صاحب کا دل کیا ہے۔ (شاید مرزا صاحب کی موت کا منظر اسی لئے اس کی مکمل عکاسی کرتا ہے)

مرزا کی شرمندگی اور زینب کو سرور: ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تکلیف اور تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوتی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا۔۔۔۔ حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ 3 ص 273)

مجھے جگا دینا: مائی رسولاں بی بی صاحبہ بیوہ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبد

الرحمان صاحب جٹ مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں، میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کروں تو مجھے جگا دیا کرو۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے ہوئے سنے اور آپ کو جگایا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالا اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ 3 ص 213)

خدمت مرحومہ: حضور کو مرحومہ کی خدمت (پاؤں دبانے کی) بہت پسند تھی۔ حضور نے ایک دفعہ مرحومہ کو دعا دے کر فرمایا "اللہ تجھے اولاد دے" حضور کی دعا سے مرحومہ کے چھ بچے ہوئے۔ ایک لڑکی اور پانچ لڑکے۔ (الفضل 20 مارچ 1928 بحوالہ تصویر کے دو رخ، منظور احمد ص 20)

نظروں سے دور نہ کرنا: اس رسالہ کے صفحہ نمبر 9 پر ہے کہ مرحومہ عائشہ نام کی ایک کنواری دوشیزہ تھی جو پندرہ سال کی عمر میں مرزا کی خدمت میں بھیجی گئی۔ تقریباً دو سال مرزا صاحب کی خدمت میں رہی اور ان کے پاؤں دبایا کرتی تھی۔ بعد میں مرزا صاحب نے اس کی شادی کر دی۔ لیکن یہ شرط لگائی کہ اسے قادیاں سے باہر نہ لے جایا جائے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ مرزا صاحب کی خاص منظور نظر تھی۔

مرزا کی ذریت سے نہایت ادب سے گذارش ہے کہ ایک ایسا شخص جس کی طبیعت انتہائی رومانوی ہو، اشتہارات میں جس کے یک طرفہ عشق کا چرچا زبان زد عام ہو اور اوپر سے مرزا محمد یوسف سے معجون منگوا کر کھاتا ہو اور معجون بھی وہ جس میں کچلہ مدبر داخل ہو اور اپنی زبان سے اس بات کا اقرار بھی کرتا ہو کہ تقویت دماغ اور قوت باہ اور تقویت معدہ کے لئے فائدہ مند ہے۔

(مکتوبات احمدیہ 59 خطابت 35 بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)

اس کا عورتوں کے پہرے میں سونا اور عورتوں کا رات کو بارہ بجے جگانا اور پندرہ سالہ

دوشیزہ کا دو سال تک اپنے پاس رکھنا اور اس سے پاؤں دبوانا کہاں تک گوارا ہے؟

واہ رے قادیانیت تیرے عجیب رنگ ہیں۔

پہیلی بوجھو تو جانیں

پیچھے گذر چکا ہے کہ مرزا صاحب پر جو ایمان نہیں لائے اور ان کی تصدیق نہیں کی۔ وہ سب کنجریوں کی اولاد ہیں۔ (آئنہ کمالات اسلام صفحہ نمبر 549)

مرزا صاحب کے لڑکے فضل احمد نے مرزا کو نہیں مانا۔ وہ مرزا پر ایمان نہیں لایا اور مرزا کی زندگی میں ہی مر گیا۔ مرزا نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ (الفضل)

بھائی! ذرا غور کرو اور سوچ کر بتاؤ کہ مرزا کا بیٹا جو ایمان نہیں لایا تھا۔ اس کی ماں یعنی مرزا کی بیوی کون تھی؟ کہیں۔۔۔۔!

باب ۵

اک عشق جو ہم سے روٹھ گیا

مرزا صاحب نے 10 جولائی 1888 کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا تذکرہ مرزا صاحب اپنی کتاب "ازالہ اوہام" روحانی خزائن 3 صفحہ 305 پر فرماتے ہیں کہ:

خدائے تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں (محمدی بیگم) انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اسکو تمہاری طرف لائے گا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھاوے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب پیشگوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی (جیسا کہ اب تک بھی جو 16 اپریل 1871ء ہے پوری نہیں ہوئی) تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی یہاں تک کہ قریب موت کے پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا پیشگوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیشگوئی کی طرف خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے

جو میں سمجھ نہیں سکا تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔ الحق من ربک فلا تکونن من الممترین یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔ سو اس وقت مجھ پر یہ بھید کھلا کہ کیوں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو قرآن کریم میں کہا کہ تو شک مت کر۔ سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیت ایسے ہی نازک وقت سے خاص ہے جیسے یہ وقت تنگی اور نومیدی کا میرے پر ہے اور میرے دل میں یقین ہو گیا کہ جب نبیوں پر ایسا ہی وقت آجاتا ہے جو میرے پر آیا تو خدا تعالیٰ تازہ یقین دلانے کے لئے ان کو کہتا ہے کہ تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں ناامید کر دیا تو ناامید مت ہو۔ (ص 305-306)

مرزا صاحب اپنی دوسری کتاب آئینہ کمالات اسلام ایڈیشن 25/3/1970 کے صفحہ 257 پر لکھتے ہیں کہ:۔

اس کی عبارت جو پیشگوئی کے متعلق ہے اخبار مذکور کے صفحہ 3,2 میں مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی نسبت یہ ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دور کر دے گا اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھ کر برکت پر برکت دے گا۔ اور اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہو گا اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی۔ یہ دونوں طرف برکت اور موت کی ایسی ہیں جن کو آزمانے کی بعد میرا صدق اور کذب معلوم ہو سکتا ہے۔

(اب جس طرح چاہو آزما لو) میری برادری کے لوگ مجھ سے ناواقف ہیں اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے کاموں کو ان پر ظاہر کرے۔

مرزا صاحب اپنے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی بڑی لڑکی مسماۃ محمدی بیگم سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ صورت یہ تھی کہ مرزا صاحب دائم المریض 50 سال سے اوپر عمر، آنکھیں موندے رہنے والے، جوتے کی شناخت نہ کر سکنے والے، استنجا کے لئے ڈھیلے اور کھانے کے لئے گڑ ایک ہی جیب میں رکھنے والے، جرابیں عجیب طرح سے پہننے والے اور محمدی بیگم

12-13 سال کی ایک نوعمر لڑکی، مرزا صاحب بہر صورت یہ شادی کرنا چاہتے تھے اور محمدی بیگم کے والدین وعزیز اس پر راضی نہ تھے۔ ناچار موصوف کو الہامات کا سہارا لینا پڑا۔ (الہام آپ اوپر پڑھ چکے ہیں)

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ محمدی بیگم کے اعزہ مجھ سے نشانی مانگتے تھے۔ میں نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی کہ اس لڑکی کا والد میرے پاس ایک کام کے لئے آیا اور ملتجی ہوا۔ تفصیل یہ ہے کہ مرزا احمد بیگ کی ایک ہمشیرہ ہمارے چچازاد بھائی غلام حسین سے بیاہی گئی۔ جو کہ عرصہ 25 سال سے مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین کا حق ہمیں (مرزا کو) بھی پہنچتا ہے۔ نامبردہ مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرادی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں، جو گورداسپور میں جاری ہے۔ نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) نے اپنی ہمیشرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپے قیمت کی ہے۔ اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ کیونکہ وہ ہبہ نامہ بغیر ہماری رضامندی کے بیکار تھا۔ اس لئے مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) نے بہ تمام تر عجز و انکساری ہماری طرف رجوع کیا تاکہ ہم راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کردیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے۔ لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے، جناب الٰہی سے استخارہ کر لینا چاہیے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ تو گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا تھا، جس کو خدا تعالیٰ نے اس پیرائیہ میں ظاہر کر دیا۔ اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اس پر کیا جائے گا۔ اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہو گا۔ اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے۔ جو اشتہار 20 فروری 1886ء میں درج ہے۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہو گا۔ اور جس کسی دوسرے شخص

سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور اس کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی۔ اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

(تبلیغ رسالت ج1 ص116 بحوالہ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر)

مرزا صاحب یکطرفہ عشق کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک پیشکش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا (اللہ سے) حق مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہشمند ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ پھر اس کے بعد مرزا صاحب نے وہی الفاظ دہرائے یعنی تم اور تمہارا داماد مر جاؤ گے۔ جس پر مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم تیور چڑھا کر چلا گیا۔ اب مرزا صاحب نے اپنے الہام کی وضاحت فرمائی کہ محمدی بیگم کا والد اور شوہر جب تین سال کے اندر فوت جائیں گے تو "آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہو جائے گی"۔

یکطرفہ عشق کے ہاتھوں مجبور مرزا صاحب نے ایک خط مرزا احمد بیگ کو لکھا کہ:

ابھی ابھی مراقبہ سے فارغ ہی ہوا تھا کہ کچھ غنودگی سی ہوئی اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع کر دے کہ وہ اپنی بڑی لڑکی کا رشتہ منظور کرے۔ یہ اس کے حق میں ہماری جانب سے خیر و برکت ہوگا۔ اور ہمارے انعام و اکرام بارش کی طرح اس پر نازل ہوں گے اور تنگی اور سختی اس پر سے دور کر دی جائے گی۔ اور اگر انحراف کیا تو مورد عتاب ہوگا۔ اور ہمارے قہر سے نہ بچ سکے گا۔

اس خط میں مرزا صاحب نے احمد بیگ کے لڑکے یعنی محمدی بیگم کے بھائی عزیز محمد بیگ کو پولیس میں بھرتی کروانے کا چکمہ بھی دیا۔ اور اس کا رشتہ اپنے مریدوں میں سے ایک امیر

آدمی کے گھر کرنے کا لالچ بھی دیا۔ مرزا صاحب کا یہ خط بھی کارگر ثابت نہ ہوا تو ایک اور خط 1304 میں لکھا۔ جس میں لکھا کہ:

آپ میری سنجیدہ بات کو لغو سمجھتے ہیں اور میرے کھرے کو کھوٹا خیال کرتے ہیں۔ بخدا میرا یہ ارادہ نہیں کہ آپ کو تکلیف دوں۔ انشاء اللہ آپ مجھے احسان کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

اس خط میں مرزا صاحب نے زمین اور باغ میں حصہ دینے کا لالچ بھی دیا اور لکھا کہ'' آپ کی درازی عمر کے لئے الرحم الراحمین کے جناب میں دعا کروں گا۔ اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین اور مملوکات کا تہائی حصہ دوں گا''۔

مزید لکھا کہ'' میں اپنا یہ خط اپنے پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں۔ اپنی رائے سے نہیں۔ آپ میرے خط کو محفوظ رکھیئے۔ یہ خط بڑے سچے اور امین کی جانب سے ہے''۔

اور تین سال کی مدت جو مرزا نے لڑکی کی شادی کے بعد اس کے شوہر اور والد کے مرنے کی بتائی۔ اس کے بارے میں لکھا:

''اگر معیاد گذر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا اور مجھے ایسی سزا دینا کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دی گئی ہو''۔

10 مئی 1888ء کو اخبار نور افشاں نے مرزا صاحب کا خط اپنے پرچہ میں چھاپا اور اس پر تبصرہ بھی کیا تو مرزا صاحب نے 10 جولائی 1888ء کو ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں لکھا کہ: ''ہر روک دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز مرزا کے نکاح میں لاوے گا۔ اور بے دینیوں کو مسلمان بنائے گا۔ اور گمراہوں کو ہدایت پھیلائے گا۔ یعنی یہ پیشگوئی بہر حال پوری ہو گی۔

مرزا صاحب دل کے ہاتھوں مجبور ایک بار پھر 17 جولائی 1892ء کو مرزا احمد بیگ کو خط لکھتے ہیں۔ لیکن اب کی بار مرزا صاحب کا انداز تحریر پہلے والا نہ تھا۔ بلکہ اب نہایت ہمدردانہ اور مشفقانہ تھا۔

''میں نہیں جانتا کہ کس طریقہ اور کن لفظوں میں بیان کروں تا کہ میرے دل کی محبت اور خلوص، ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو ہمیں خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں۔ یہ الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اس جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہر گز مبارک نہ ہو گا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔

آگے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشگوئی عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے۔ اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے۔ اور ایک جہان کی اس پر نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔

اس کے بعد مرزا صاحب رقمطراز ہیں کہ: (مرزا) آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں۔ تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔

آخر میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: آپ کے سب غم دور ہوں اور دین و دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرما دیں۔ والسلام

خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد

علماء کرام اور دوسرے مذاہب کے لوگ مرزا صاحب کے ان الہامات کی وجہ سے گرفت فرمار ہے تھے۔مولانا نواب الدین ستکوہی صاحب نے اس معاملہ میں مرزا صاحب کو بہت زیادہ پریشان کیا۔مولانا محمدی بیگم کے قصبہ پٹی پہنچ گئے اور اپنی سحر بیانی اور روحانی قوت سے محمدی بیگم کے خاندان والوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا۔یوں مرزا صاحب کے آسمانی نکاح کے زمین پر ہونے کے سامنے مولانا دیوار بن گئے جس کی وجہ سے مرزا صاحب کافی پریشان ہوئے کہ کہیں اس عشق کے ہاتھوں الہامات کی طرح رسوا نہ ہو جاؤں۔مرزا کا یہ خط اس بات کی عکاسی کرتا ہے جو موصوف نے اپنے سمدھی مرزا علی شیر بیگ کو لکھا۔جو عزت بی بی (مرزا کی بہو) کے والد تھے۔مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

”آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔اب آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔

مرزا صاحب جو کہ مکمل طور پر مایوس ہو چکے تھے۔حسرت اور نا امیدی کے عالم میں لکھتے ہیں کہ:

”اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔کیا میں چوہڑا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے“

مرزا صاحب اس خط میں آگے لکھتے ہیں کہ:

میں نے خط لکھا کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ کیا رشتہ ہے۔(عزت بی بی مرزا صاحب کے بیٹے سے بیاہی گئی تھی جو کہ مرزا علی شیر بیگ کی بیٹی تھی اور مرزا علی شیر بیگ کی بیوی مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم کی بہن تھی)

مرزا صاحب نے اس خط میں آگے دھمکی بھی دی کہ اگر مرزا علی شیر کی بیوی نے اپنے بھائی کو لڑکی کے نکاح دوسری جگہ کرنے سے نہ روکا تو میں اپنے بیٹے فضل احمد سے کہہ کر اس کی بیٹی عزت بی بی کو طلاق دلوادوں گا۔ اور اگر فضل احمد نے طلاق نہ دی تو میں اسے اپنی جائیداد سے عاق کردوں گا۔ لیکن اگر آپ نے نہ روکا تو ''میں خدا کی قسم تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔

خاکسار غلام احمد از لدھیانہ

مرزا علی شیر بیگ نے اس خط کا جواب ان الفاظ میں لکھا۔

اخویم مرزا غلام احمد صاحب زادہ عنایتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گرامی نامہ پہنچا۔ غریب طبع جو کچھ بھی آپ تصور کریں آپ کی مہربانی ہے۔ ہاں مسلمان ضرور ہوں مگر آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے اور اس پر میرا خاتمہ بالخیر کرے۔۔۔۔ باقی رہا تعلق چھوڑنے کا مسئلہ تو بہترین تعلق خدا کا ہے وہ نہ چھوٹے اور باقی اس عاجز مخلوق کا تعلق ہوا تو پھر کیا، نہ ہوا تو پھر کیا۔ اور احمد بیگ کے متعلق میں کرہی کیا سکتا ہوں وہ ایک سیدھا سادہ مسلمان آدمی ہے۔ جو کچھ ہوا آپ کی طرف ہی سے ہوا۔ نہ آپ فضول ایمان گنواتے اور الہام بازی کرتے اور نہ وہ کنارہ کش ہوتا۔۔۔۔ یہ ٹھیک ہے کہ خویش ہونے کی حیثیت سے آپ نے رشتہ طلب کیا، مگر آپ خیال فرمائیں کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہوا اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں تو خدا لگتی کہنا کہ تم کن کن باتوں کا خیال کر کے رشتہ دو گے۔ اگر احمد بیگ سوال کرتا اور وہ مجمع الامراض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا اور اس پر وہ مسیلمہ کذاب کا کان بھی کتر چکا ہوتا تو آپ رشتہ دیتے۔

آپ کو خط لکھتے وقت یوں آپ سے باہر نہیں ہونا چاہیے۔ لڑکیاں سبھی کے گھروں میں ہیں اور نظام عالم ان ہی باتوں سے قائم ہے کچھ حرج نہیں اگر آپ طلاق دلوادیں گے تو یہ بھی ایک پیغمبری کی نئی سنت قائم کر کے بدزبانی کا سیاہ داغ مول لیں گے۔ باقی روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں

سے دے ہی دے گا۔ تر نہ سہی خشک مگر وہ خشک بہتر ہے جو پسینہ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے۔

میں بھائی احمد بیگ کو لکھ رہا ہوں۔ بلکہ آپ کا خط بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔ مگر میں ان کی موجودگی میں کچھ نہیں کر سکتا اور میری بیوی کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے لئے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی جو مراق سے خدائی تک پہنچ چکا ہو، دینے کے لئے کس طرح لڑے۔۔۔۔ ہاں اگر وہ خود مان لیں گے تو میں اور میری بیوی حارج نہیں ہوں گے۔ آپ خود ان کو لکھیں مگر درشت اور سخت الفاظ آپ کا قلم گرانے کا عادی ہو چکا ہے۔ اس سے جہاں تک ہو سکے اعراض کریں اور منت سماجت سے کام لیں۔ (خاکسار مرزا علی شیر بیگ از قادیاں)

مرزا صاحب اپنی سمدھن عزت بی بی کی والدہ کو ایک بار پھر متنبہ کرتے ہیں کہ:

''والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ چند روز میں محمدی بیگم کا نکاح ہونے والا ہے اور میں قسم کھا چکا ہوں اس نکاح سے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہ رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ''۔

آگے مرزا صاحب دھمکی دیتے ہیں کہ اگر ایسا نہ ہوا تو میں نے آج ہی مولوی نور الدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ دے اور اگر اس نے عذر کیا تو اسے عاق کر دیا جائے گا۔ اور ایک پیسہ اسے وراثت سے نہ دیا جائے گا۔ طلاق نامہ کا مضمون اس طرح ہو گا کہ جس وقت محمدی بیگم کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو عزت بی بی کو تین طلاقیں ہیں۔ ادھر نکاح ہو گا ادھر طلاق واقع ہو جائیگی۔

اس کے بعد مرزا صاحب نے عزت بی بی (اپنی بہو) سے ایک خط اس کی والدہ کو لکھوایا کہ:

''اس وقت میری تباہی و بربادی کا خیال کرو، مرزا صاحب مجھ سے کسی طرح فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی، میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہو گی اور ہزار طرح کی رسوائی ہو گی۔ اگر منظور نہیں تو خیر مجھے اس جگہ سے لے جاؤ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں''

اس خط کے اوپر مرزا غلام احمد قادیانی نے تاکیداً لکھا:

"جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے کہ اگر نکاح رک نہیں سکتا تو پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیاں میں آدمی بھیج دو تا کہ ان کو لے جائے"۔

مرزا صاحب کی اس تدبیر پر بھی تقدیر غالب آ گئی تو مرزا صاحب اب ایک نیا کارڈ استعمال کرتے ہیں۔ حکیم نورالدین کو خط لکھتے ہیں، جس میں اس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ حکیم صاحب کے پاس ایک لڑکا مرزا احمد بیگ کا محمد بیگ مرزا صاحب نے بھیجا تھا کہ حکیم صاحب اس کا علاج کریں۔

مرزا صاحب اب اس لڑکے کو استعمال کرنا چاہتے تھے چنانچہ بذریعہ حکیم صاحب مرزا کے احسانات یاد دلائے گئے اور مستقبل میں اسے پولیس کی نوکری دلوانے کا لالچ بھی دیا گیا۔ اس خط کی ایک سطر ملاحظہ فرمائیں:

"غرض آں مکرم میری طرف ذہن نشین کر دیویں کہ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) تیری نسبت بہت تاکید کرتے ہیں۔ اگر محمد بیگ آپ کے ساتھ آنا چاہیں تو ساتھ لے آویں۔

اس خط کا یہ اقتباس کس قدر مکاری اور منافقت کا اظہار کر رہا ہے۔ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں۔ اب ایک اور اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"چونکہ خدائے تعالیٰ نے بوجہ اپنے بعض مصالح کے اس لڑکے کی ہمشیرہ (محمدی بیگم) کی نسبت وہ الہام ظاہر فرمایا تھا کہ جو بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں حد سے زیادہ جوش مخالفت ہے۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ امر جس کی نسبت مجھے اس شخص کی ہمشیرہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے۔ کیونکر اور کس راہ سے وقوع میں آئے گا اور بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ کوئی نرمی کارگر نہ ہوگی۔

مرزا صاحب کی یہ منافقانہ چال بھی ناکام ہوئی۔ مرزا صاحب کے پاس پیسے کی ریل پیل تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی کہ جس قوم (انگریز) کی خاطر "نبوت خود ساختہ" کا فتنہ کھڑا کیا تھا وہ کیونکر مشن کی تکمیل کے لئے رقم نہ پہنچاتے۔ لہٰذا اس رشتہ کے لئے پیسوں کا لالچ بھی دیا گیا۔ محمدی

بیگم کے حقیقی ماموں مرزا امام الدین نے مرزا صاحب کا رشتہ کرانے کی کوشش کی تھی اور وہ مرزا صاحب سے انعام کا بھی خواہاں تھا۔ مگر مرزا صاحب چاہتے تھے کہ رشتہ کرا دے اور پھر انعام دیا جائے گا۔ مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

''یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہ ہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے کے موجب بنے۔ مگر مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت صاحب (مرزا صاحب) نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھی ہوئی تھیں''۔

عاشق نامراد حسرت سے منشی رستم علی کو ایک خط لکھتے ہیں کہ:

''مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبر دی تھی کہ بیس روز سے نکاح ہو گیا ہے قادیاں میں اس خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی، یعنی نکاح ہو جانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا۔ لہٰذا مکلف ہوں کہ دوبارہ اس امر کی نسبت اچھی طرح تحقیقات کر کے تحریر فرما دیں کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں ہوا تو کیا وجہ ہے؟ مگر بہت جلد جواب دیں''۔

(خاکسار غلام احمد از قادیاں 28 ستمبر 1891)

اس یک طرفہ عشق میں مرزا صاحب کی خانہ بربادی کا منظر بھی عجیب عبرت ناک ہے۔

مرزا صاحب کا ایک بیٹا سلطان احمد جو کہ لاہور میں نائب تحصیلدار تھا اور اس کی تائی نے اس کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ وہ بھی مرزا کے اس بڑھاپے کے عشق کے خلاف ہو گیا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے''۔

مرزا صاحب آگے لکھتے ہیں کہ:

''مگر اس کام کے مدار المہام وہ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ

میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہ رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی"۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں، سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی"

مرزا صاحب کے اشتہار کا یہ اقتباس ان کے اندر کی مایوسی کو واضح کر رہا ہے۔ جس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ آگے اس اشتہار میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

"لہٰذا آج کی تاریخ کہ دوسری مئی 1891 ہے۔ عوام اور خاص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا۔ بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اس نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ کی بھانجی ہے، اپنی اس بیوی کو اس دن سے جو اس نکاح کی خبر ہو، طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات، خوشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی، بدی، رنج، راحت، شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے اب تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔

بالآخر محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور مرزا صاحب ہاتھ ملتے رہ گئے۔ مرزا صاحب نے تمام رشتہ داروں نے مخالفت کی اور سب نے مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا۔ دلبرداشتہ ہو کہ مرزا صاحب نے اپنے بیٹوں مرزا سطان احمد اور مرزا فضل احمد کو الگ الگ خط لکھے۔ مرزا سلطان احمد نے دو ٹوک الفاظ میں جواب دیا کہ میں مائی صاحبہ سے قطع تعلق نہیں کر

سکتا۔ جس پر مرزا صاحب نے مرزا سلطان احمد کو عاق کر دیا۔ جبکہ مرزا فضل احمد نے غلام احمد قادیانی کے کہنے پر اپنی بیوی دختر مرزا علی شیر بیگ جو کہ مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم کی بھانجی تھی کو طلاق دے دی۔ مگر کچھ عرصہ بعد آہستہ آہستہ فضل احمد بھی ادھر ہی جاملا۔

مرزا فضل احمد جب فوت ہوا تو مرزا صاحب نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔ کیونکہ وہ مرزا صاحب کے خودساختہ الہامات کو نہیں مانتا تھا اور مرزا صاحب کے عشق کی تکمیل میں اس کا مخالف تھا۔

شادی کے بعد مرزا صاحب پر چاروں اطراف سے انگلیاں اٹھ رہی تھیں۔ رشتہ دار ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ علماء کرام مرزا کی مذمت میں تقاریر کر رہے تھے۔ مرزا صاحب منہ دکھانے کے قابل نہ رہے تھے۔ چنانچہ اس عشقیہ الہام کا دوسرا دور شروع کر دیا۔ جیسا کہ مرزا صاحب بڑی ڈھٹائی سے فرماتے ہیں: "وہ عورت (محمدی بیگم) میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرا اس کے ساتھ بیاہ ضرور ہوگا"۔

مرزا صاحب نے ایک اور الہام گڑھ مارا کہ:

"میں نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ ان (تیرے خاندان کے) لوگوں کو ان میں سے ایک نشانی دکھاؤں گا۔ خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی (محمدی بیگم) کا نام لے کر فرمایا کہ وہ بیوہ کی جاوے گی اور اس کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال میں فوت ہو جائیں گے۔ اور پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لائیں گے اور کوئی اس کو نہ روک سکے گا"۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو اس پیشگوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو یہ انسان کا افترا نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا، جس کی باتیں نہیں ٹلتیں"۔

مرزا صاحب نے جو روز نکاح سے تین سال کے اندر محمدی بیگم کے والد اور شوہر کے

مرنے کے الہامات اپنی کتب میں جابجا لکھے ہیں وہ جھوٹے ثابت ہوئے اور مرزا صاحب اپنی ذریت کو داغ مفارقت دے گئے۔ محمدی بیگم نہ کنواری ہاتھ لگی نہ بیوہ ہو کر۔ بلکہ مرزا صاحب اپنے الہامات کے مطابق بد سے بدتر ہو کر جہنم کو سدھار گئے۔ مگر حکیم نورالدین خلیفہ اول (قادیانی) نے سبق سیکھنے کی بجائے ایک اور پیشگوئی کہ اس سے مراد مرزا احمد بیگ کی لڑکی کی لڑکی بھی ہو سکتی یعنی محمدی بیگم نہیں تو نہ سہی اس کی لڑکی شاید مرزا کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ بیاہی جائے۔

حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ:

''مرزا صاحب کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا''۔

باب ٦

محاسبہ

مرزا غلام احمد قادیانی عیسائیوں اور آریوں کے خلاف مناظرے کر کے کافی شہرت حاصل کر چکے تھے۔ اور ظاہر بیں عوام قادیانی کے باطل عقائد کی زد میں آنے لگے تو علمائے حق نے مرزا کا محاسبہ تیز کر دیا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب جو ایک مدت سے مرزا کے قریب رہنے کی وجہ سے اسے اچھی طرح جانتے تھے اور انہوں نے مرزا کی کتاب ''براہین احمدیہ'' پر بڑے اچھے انداز میں ایک طویل تبصرہ بھی تحریر فرمایا تھا اور ان کی مدد بھی کی تھی۔ اور اشاعۃ السنہ میں لکھا تھا کہ:

مولف براھین احمدیہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے کم نکلیں گے۔ مولف صاحب ہمارے ہم وطن ہی نہیں بلکہ اوائل عمر میں ہمارے ہم مکتب بھی رہے ہیں۔

وہ بھی علمائے کرام کے محاسبہ فرمانے اور کفریات مرزا کی تشہیر کرنے پر مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا فتویٰ دینے لگے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے 1891ء کو علمائے لدھیانہ کو ''حیات مسیح'' اور وفات مسیح کے مسئلہ پر مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جس کے جواب میں علمائے لدھیانہ نے فرمایا کہ ہم تو 1885ء میں ہی آپ کو کافر و مرتد قرار دے چکے ہیں۔ ہاں اگر آپ نے مناظرہ کرنا ہے تو ''کذب و صداقت غلام احمد'' کے موضوع پر کر لیں۔ جس پر حکیم نور الدین نے مرزا صاحب کو مشورہ

دیا کہ یہ لوگ اس موضوع پر مناظرہ میں علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ پیش کریں گے۔ جس پر ثالث ان کے حق میں فیصلہ دیں گے۔ لہٰذا ہمیں مناظرے صرف ان لوگوں سے کرنے چاہئیں جو ہم کو مسلمان مانتے ہیں۔ جس پر مرزا صاحب نے راہ فرار اختیار کی۔

خالد بشیر احمد نے تاریخ ''محاسبہ قادیانیت'' میں لکھا ہے کہ علمائے لدھیانہ نے ہی سب سے پہلے براہین احمدیہ پڑھ کر اس پر کفر کا فتویٰ دیا۔۔۔ ہندوستان کے بڑے بڑے علماء حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند کے اکابر تک مرزا کے کفر وارتداد کے بارے میں کئی برس تک کوئی فیصلہ نہ دے سکے تھے ۔(تاریخ محاسبہ قادیانیت صفحہ نمبر 121/122)

1301 میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے خسر کے ہاں لدھیانہ گئے تو مولوی محمد لدھیانوی اور ان کے برادر مولوی عبداللہ لدھیانوی نے مرزا کے زندیق اور کافر ہونے کا فتویٰ دیا اور اس فتوی کو شائع بھی کیا۔ مولوی محمد لدھیانوی لکھتے ہیں کہ اس موقع پر اکثر نے تکفیر کی رائے کو تسلیم نہ کیا بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے ہماری تحریر کی تردید میں ایک طومار لکھ کر ہمارے پاس روانہ کیا اور قادیانی کو مرد صالح قرار دیا اور ایک نقل اس کی مولوی شاہ دین و مولوی عبدالقادر مریدوں کے پاس روانہ کی۔(فتاوی قادریہ صفحہ 3,4)

مولوی عبداللہ کو اس تحریر کا حال سن کر نہایت فکر ہوا کہ مولوی رشید احمد صاحب نے ایسے مرتد کو مرد صالح کیسے لکھ دیا۔ جناب باری میں دعا کر کے سو گئے خواب میں معلوم ہوا کہ تیسری شب کا چاند بدشکل ہو کر لٹک پڑا غیب سے آواز آئی کہ رشید احمد یہی ہے اسی روز سے اکثر فتوے ان کے غلط اور متناقض یکے بعد دیگرے حیز وجود میں آنے لگے۔(فتاوی قادریہ صفحہ 4)

مولوی محمد لدھیانوی نے اس تحریر کی بھر پور تردید لکھی جو کئی صفحات پر محیط ہے۔ 1301 ہجری کو دیوبند کے جلسہ کے موقع پر مولوی رشید احمد گنگوہی سے زبانی گفتگو بھی کی لیکن وہ کسی صورت میں مرزا کی تکفیر پر آمادہ نہ ہوئے۔ فتاوی قادریہ میں اس کی مکمل تفصیل موجود ہے۔

مسلک دیوبند کے حکیم الامت اور نامور مذہبی رہنما مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب سے استفادہ بھی حاصل کیا۔ بلکہ مرزا صاحب کی کتاب نسیم دعوت جو اس نے 1903ء میں شائع کی اس کے صفحہ نمبر ۷۶ تا ۷۸ کی عبارت تقریبا من وعن اپنی کتاب احکام اسلام عقل کی نظر میں کے صفحہ نمبر ۲۲۳ تا ۲۲۴ پر نقل کی۔ اور کئی دوسری کتب کے بھی کئی کئی صفحات اس کتاب میں نقل کیے ہیں۔

(ماخوذ از ماہ نامہ القول السدید بابت جنوری فروری 1993)

لیکن آخر کار مرزا کے روز بروز نئے سے نئے الہامات کے اعلانات نے تمام ہندوستان کے علماء کو علمائے لدھیانہ کی رائے سے اتفاق کرنے پر مجبور کر دیا کہ مرزا کافر اور مرتد ہے۔

مولانا عبدالحق غزنوی صاحب مرزا صاحب سے اشتہار بازی کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں فریقین کے درمیان امرتسر کی عیدگاہ میں مباہلہ ہوا۔ مباہلہ عیدگاہ ان الفاظ پر ہوا کہ مولانا عبدالحق صاحب 3 بار بلند آواز سے یہ کہیں گے:

"یا اللہ میں مرزا کو ضال، مضل، ملحد، دجال، مفتری، محرف کلام اللہ تعالیٰ واحادیث رسول اللہ سمجھتا ہوں۔ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو۔

اس کے بعد مرزا صاحب بھی یہی الفاظ با آواز بلند کہیں گے۔ اس کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا جزی کریں گے۔ کہ یا اللہ جھوٹے کو ذلیل اور رسوا کر اور سب حاضرین مجلس آمین کہیں گے۔

اس کے بعد مرزا صاحب نے اس حوالہ سے لکھا کہ:

"صدہا مخالف مولویوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ جن میں مولوی عبدالحق میدان میں نکلا اور مباہلہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت تو صرف چند آدمی ہمارے ساتھ تھے اور اب ایک لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں۔ اور دن بدن ترقی کر رہے ہیں۔ اس کے مقابل جا کر دیکھنا چاہیے کہ

عبدالحق کے ساتھ کتنے ساتھی ہیں اور اس کی کیا عزت ہے۔ کیا یہ خدا کی شان نہیں''۔

(نزول مسیح 194 مرزا قادیانی)

مولوی سید نذیر حسین صاحب اور مرزا کے مابین بھی اشتہار بازی ہوتی رہی۔

مرزا صاحب نے ''نزول مسیح'' میں مولوی غلام دستگیر قصوری صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ:

''پھر پنجاب میں مولوی غلام دستگیر قصوری اٹھا اور اپنے تئیں کچھ سمجھا۔'' (ص 32)

مولانا حافظ عبدالستار قادری چشتی صاحب نے ''مرآت التصانیف'' نامی ایک کتاب ترتیب دی۔ جس کا موضوع تیرھویں، چودھویں صدی ہجری میں لکھی گئی علمائے اہلسنت کی کتب کی فہرست ہے۔ اس کتاب کے ص 268 پر مولانا غلام دستگیر قصوری صاحب کی ایک کتاب ''رجم الشامین براغلوطات براہین'' کا نام ملتا ہے۔ جو کہ 1302 ہجری میں لکھی گئی۔ اس کے علاوہ ایک اور کتاب ''تحقیقات دستگیریہ فی ردہفوات براہینیہ'' اور ایک کتاب ''فتح رحمانی بدفع کید قادیانی'' جو کہ 1314 ہجری میں لکھی گئی کا تذکرہ بھی حافظ عبدالستار صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

مرزا کی کتاب ''براہین احمدیہ'' لکھے جانے کے فوراً بعد ہی مولانا غلام دستگیر قصوری صاحب کی کتاب ''رجم الشامین براغلوطات البراہین'' منظر عام پر آتی ہے۔ جس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ مولانا موصوف قادیانی کی سب سے پہلی گرفت فرمانے والے علمائے حق میں سے ہیں۔ اور دوسری کتابوں کا لکھا جانا اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ مولانا مستقل مزاجی کے ساتھ مرزا قادیانی کا محاسبہ فرماتے رہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب اہلحدیث نے بھی قادیانیت کے رد میں بہت کام کیا۔ لدھیانہ میں جماعت مرزائیہ سے 1912ء میں مناظرہ کیا۔ جس میں سرپنچ ایک سکھ وکیل سردار گوربچن سنگھ تھا۔ اس مناظرہ کا فیصلہ مولانا کے حق میں ہوا اور 3 صد روپیہ انعام بھی وصول کیا۔ مولانا نے امرتسر سے اخبار اہلحدیث شروع کیا۔ جو اگست 1947ء میں بند کرنا پڑا۔ 15 مارچ 1947ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ گویا آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرنے کے بعد تقریباً 39 سال

زندہ رہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ:

مرزا صاحب کی زندگی کے دو حصے ہیں۔ایک براہین تک اور ایک اس کے بعد۔اسی طرح میرے تعلق کے بھی دو حصے ہیں۔ براہین احمدیہ تک اور براہین احمدیہ کے بعد۔ براہین احمدیہ تک میں مرزا صاحب سے حسن ظن رکھتا تھا۔چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر 18-17 سال تھی۔ میں باپیادہ بٹالہ سے قادیاں بہ شوق زیارت تنہا گیا۔۔۔۔جن دنوں آپ نے مسیحیت موعودہ کا دعویٰ کیا۔ میں ابھی تحصیل علم سے فارغ نہیں ہوا تھا۔آخر بعد فراغت میں آیا تو مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔دل میں تڑپ تھی،استخارے کیے،دعائیں مانگیں،خواب دیکھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے مجھے اپنے مخالفوں میں سمجھ کر مجھ کو قادیاں میں پہنچ کر گفتگو کرنے کی دعوت دی۔

مولانا صاحب 10 جنوری 1903ء میں قادیاں پہنچ گئے اور مرزا صاحب کو اطلاع کی۔جس پر مرزا صاحب نے حیلے بہانوں سے راہ فرار اختیار کی۔اور آخری فیصلہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے مولانا کو ایک طویل خط لکھا۔جس کے آخر میں مرزا صاحب یہ لکھتے ہیں کہ: (اے اللہ) تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں جو مدت کے برابر ہو مبتلا کر۔اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔آمین ثم آمین۔

خالد بشیر احمد تاریخ محاسبہ قادیانیت کے صفحہ نمبر 290 پر رقمطراز ہیں کہ مولانا ثناء اللہ کے ساتھ اس طرح یہ مباحثہ تو نہ ہو سکا۔لیکن دونوں طرف سے ایک دوسرے کی مخالفت کا سلسلہ جاری رہا۔مولانا ثناء اللہ نے اپنے اخبار اہلحدیث میں مرزا صاحب کے دجل وفریب کا پردہ اس کامیابی سے چاک کیا کہ قادیاں کے درودیوار لرز اٹھے۔اور قادیانی حلقہ میں کہرام مچ گیا۔مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب نے اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کہ آپ میں اور مرزا غلام احمد قادیانی سے

جو مباہلہ ہوا تھا وہ کس بارے میں تھا؟

کے جواب میں لکھا ہے کہ:

میرے ساتھ مرزا قادیانی سے مباہلہ نہیں ہوا تھا۔ صرف انہوں نے میرے حق میں یہ کہا تھا کہ ہم دونوں مرزا اور ثناء اللہ میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے۔ یہ بھی کہا تھا کہ اگر ثناء اللہ مجھ سے پہلے نہ مرا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ بس یہی اس کا مطلب تھا۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج اول ص 395)

اس فتاویٰ ص 27 پر لکھا ہوا ہے کہ:

قادیانی تحریک کے متعلق میری کتابیں اتنی ہیں کہ مجھے خود ان کا شمار نہیں۔ ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جس شخص کے پاس یہ کتابیں موجود ہوں قادیانی مباحث میں اسے کافی واقفیت ہو سکتی ہے۔

بعض حضرات کی طرف سے مولانا کے اخبار اہلحدیث میں شائع ہونے والے فتویٰ پر سوالیہ نشان نظر آتا ہے۔ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔ مرزائی کو امام بنانا ازروئے حدیث شریف جائز نہیں ہے۔ اجعلو آئمتکم خیارکم اپنے میں سے اچھے لوگوں کو امام بنایا کرو۔ بنانے کا گناہ الگ رہا، نماز ادا ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے صلوا خلف کل بر وفاجر ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ یعنی اگر وہ جماعت کرا رہا ہو تو مل جاؤ۔ وارکعو مع الراکعین۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص 11 کالم 2، 31 مئی 1912 بحوالہ تحقیق اہلحدیث و وہابی توحید)

اس اخبار اہلحدیث امرتسر 12 اپریل 1915ء ص نمبر 6 پر یہ ہے "میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے اقتدار جائز ہے۔ چاہے وہ............ ہو یا مرزائی۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ:

اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا ہی اختلاف ہو آخر کار نقطہ محمدیت پر جو درجہ ہے والذین معہ کا سب شریک ہیں۔ اس لئے گو ان میں باہمی سخت شقاق ہو۔ مگر اس نقطہ محمدیت کے لحاظ

سے ان کو باہمی رحماء ہونا چاہیے۔ مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں۔ مگر نقطہ محمدیت کی وجہ سے میں ان کو بھی اس میں شامل سمجھتا ہوں۔

(اخبار اہلحدیث 16 اپریل 1915 بحوالہ تعارف علمائے اہلحدیث)

اگر عورت مرزائین ہے تو علماء کی رائے ممکن ہے مخالف ہو۔ میرے ناقص علم میں نکاح جائز ہے۔ (اخبار اہلحدیث 2 نومبر 1934ء)

فیصلہ مکہ صفحہ نمبر 36 پر بھی آپ پر کچھ ایسے ہی الزامات لگائے گئے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی 1908ء کو اس حالت میں مرا کہ قادیانیت کا کفر وارتداد روز روشن کی طرح عیاں ہو چکا تھا۔ 1912 اور 1915 کے اخبار میں یہ فتوے شائع ہونے پر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ مولانا کو قادیانی کے عقائد کا علم نہ تھا۔ جبکہ مولانا تو مرزا کے ساتھ مناظرہ بھی کر چکے تھے۔ (واللہ اعلم)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی طرح ڈالتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت اور ردمرزائیت پر کئی بلند پایہ کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں سے ان کتب کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ جو مرزا صاحب کی زندگی میں ہی شائع ہو چکی تھیں۔ مگر مرزا صاحب نے نہ تو کسی کتاب کا جواب لکھا اور نہ ہی اس کو جرأت ہوئی کہ آپ کو للکارے۔

جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوہ اس کتاب میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ختم نبوت کے ثبوت میں ایک سو مرفوع احادیث لکھی ہیں۔ اور باقی ادلہ ان کے علاوہ ہیں۔ پاک و ہند میں یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن مطبع اہلسنت و جماعت بریلی شریف سے 1897ء میں شائع ہوا۔ تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں نے اس سے بہت استفادہ حاصل کیا ہے۔

السوء العقاب علی المسیح الکذاب امام اہلسنت الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ کتاب مرزا قادیانی کے رد میں ایک لاجواب کتاب ہے۔

سوال: مسلمان اگر مرزائی ہو جائے تو کیا اس کی بیوی نکاح سے نکل جائے گی کے جواب میں امام اہلسنت نے 10 وجہ سے مرزا قادیانی کا کفر بیان کر کے واضح کیا ہے کہ یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں۔

پہلی بار اس کتاب کی اشاعت 1900 میں ہوئی مطبع اہلسنت و جماعت بریلی شریف نے اسے شائع کیا۔ قادیانی حضرات سے مناظرے کرنے والے حضرات نے اس کتاب سے بہت استفادہ حاصل کیا ہے۔

حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین آپ نے حضرت شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ''المعتقد المستند'' پر تعلیقات وحواشی کا اضافہ کر کے اس کا نام ''المعمد المستند'' رکھا اور ان تعلیقات کا خلاصہ علمائے حجاز کی خدمت میں بھیج کر تصدیقات و تقاریظ حاصل کیں اور ان تصدیقات و تقاریظ کو ترتیب دے کر ''حسام الحرمین'' نام دیا اور کچھ اضافے فرما کر 1904 ءمیں شائع کی۔

قہر الدیان علی مرتد بقادیاں کتاب میں مرزا کے شیطانی الہاموں کا رد کیا گیا ہے اور عظمت اسلام کو اجاگر کیا گیا ہے۔ مطبع اہلسنت بریلی شریف سے 1323ھ میں شائع ہوئی اور پھر اسی نام سے مرزا قادیانی کے مستقل رد کے لئے ماہوار رسالہ جاری فرمایا۔

خلاصہ فوائد فتاویٰ مذکورہ بالا تصنیف علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ کا خلاصہ ہے۔ جو 1324ھ میں مطبع اہلسنت بریلی شریف سے شائع ہوا۔

المبین خاتم النبیین 1325 ہجری کی تصنیف ہے۔ مگر 1327ھ کے بعد شائع ہوئی۔ اس کتاب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاتم النبیین میں کلمہ الف لام کی تحقیق لکھی ہے کہ الف، لام استغراق کے لئے ہے اور جو شخص استغراق کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آخری کتاب ہے جو آپ نے وفات سے چند دن قبل تحریر کی۔

الصارم الربانی علی اسراف القادیانی آپ کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1315ھ میں تحریر فرمائی۔ جس میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ قادیانی مرتد منافق ہیں۔ مرتد منافق وہ شخص ہے جو کلمہ اسلام پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے۔ یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے۔ (احکام شریعت)

☆ قادیانی کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ (احکام شریعت)

☆ قادیانی کو زکوٰۃ دینا حرام ہے اور اگر ان کو دے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(احکام شریعت)

☆ قادیانی مرتد ہے۔ اس کا ذبیحہ محض نجس و مردار حرام قطعی ہے۔ (احکام شریعت)

☆ مسلمانوں کے بائیکاٹ کا سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے۔ (احکام شریعت)

☆ مزید فرمایا کہ اس میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے تو پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔ (فتاویٰ رضویہ ج 6)

طنزیات رضا بر مرزا

آپ فرماتے ہیں کہ کفار اور گمراہ فرقے سچے خدا کو نہیں مانتے۔ اور جس خدا کا ذکر کرتے ہیں وہ ان کا خود ساختہ خدا ہے۔ مرزائیوں کے خود ساختہ خدا کے کیا اوصاف ہیں۔ اس حوالے سے فرماتے ہیں:

قادیانی ایسے کو خدا کہتا ہے جس نے چار سو جھوٹوں کو اپنا نبی کہا۔ ان سے جھوٹی پیشگوئی کہلوائیں۔ جس نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ایسے کو عظیم الشان رسول بنایا۔ جس کی نبوت پر

اصلاً دلیل نہیں۔ بلکہ اس کی نفی نبوت پر دلیل قائم۔ جو (خاک بدہن معلوناں) ولد الزنا تھا۔ جس کی تین دادیاں، نانیاں زنا کار کسبیاں ایسے کو (خدا مانتا ہے) جس نے ایک بڑھئی کے بیٹے کو محض جھوٹ کہہ دیا کہ ہم نے بن باپ کے بنایا اور اس پر فخر کی ڈینگ ماری کہ یہ ہماری قدرت کی کیسی کھلی نشانی ہے۔

ایسے کو (خدا مانتا ہے) جس نے ایک یہودی فتنہ گر کو اپنا رسول کر کے بھیجا جس کے پہلے فتنہ نے دنیا کو تباہ کر دیا (ایسے کو خدا مانتا ہے) جو اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو ایک بار دنیا میں لا کر دوبارہ لانے سے عاجز ہے۔ وہ جس نے ایک شعبدہ باز کی مسمریزم والی مکروہ حرکات قابل نفرت، جھوٹی، بے ثبات کو اپنی آیات بینات بتایا۔

(ایسے کو خدا مانتا ہے) جس نے اپنا سب سے پیارا بروزی خاتم النبیین دوبارہ قادیاں میں بھیجا۔ مگر اپنی جھوٹ، فریب، تمسخر، ٹھٹھوں کی چالوں سے اس کے ساتھ بھی چونکا اس سے کہہ دیا۔

تیری جورو کے اس حمل سے بیٹا ہوگا۔ جو انبیاء کا چاند ہوگا۔ بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت لیں گے۔ بروزی بے چارہ اس کے دھوکے میں آ کر اسے اشتہاروں میں چھاپ بیٹھا۔ اسے تو یوں ملک بھر میں جھوٹا بننے کی ذلت و رسوائی اوڑھنے کے لئے جل دیا اور جھٹ پٹ میں غلط فہمی کا اقرار چھاپنا پڑا۔ اور اب دوسرے پیٹ کا منتظر رہا۔ اب کی یہ تمسخر گی کی کہ بیٹا دے کر امید دلائی اور ڈھائی برس کے بچے کا دم نکال دیا۔ نہ نبیوں کا چاند بننے دیا نہ بادشاہوں کو اس کے کپڑوں سے برکت لینے دی۔

غرض کہ اپنے چہیتے بروزی کا کذاب ہونا خوب اچھالا اور اس پر مزید یہ کہ عرش پر بیٹھا اس کی تعریف گا رہا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۴۲ مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور)

مرزا صاحب سے محمدی بیگم سے یکطرفہ عشق کے متعلق فرماتے ہیں:

اب قادیانی کے ساختہ خدا کو اور شرارت سوجھی، چٹ بروزی (مرزا) کی وحی پھنکا دی

کہ زوجنا کھا محمدی بیگم سے ہم نے تیرا نکاح کر دیا۔ اب کیا تھا بروزی جی ایمان لے آئے کہ اب محمدی بیگم کہاں جا سکتی ہے؟ یوں جل دے کر بروزی کے منہ سے اپنی منکوحہ پھیرا دیا۔ تا کہ وہ حد ذلت جو ایک چمار بھی گوارا نہ کرے کہ اس کی جورو اس کے جیتے جی دوسرے کی بغل میں، یہ مرتے وقت بروزی کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہوا اور رہتی دنیا تک بیچارے کی فضیحت و خواری و بے عزتی کا ملک میں ڈنکا ہوا۔

ادھر تو عابد و معبود کی یہ وحی بازی ہوئی، ادھر سلطان محمد آیا اور نہ عابد کے چلنے دی نہ معبود کی۔ بروزی وحی کی آسمانی جورو سے بیاہ کر، ساتھ لے، یہ جا وہ جا، چلتا بنا، ڈھائی تین برس پر موت کا وعدہ تھا، وہ بھی جھوٹا گیا۔ الٹے بروزی جی زمین کے نیچے چل بسے۔ وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ۔

یہ ہے قادیانی اور اس کا ساختہ خدا، کیا وہ جانتا تھا یا اس کے پیروکار جانتے ہیں؟ حاشا اللہ رب العرش عما یصفون۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق بعض غیر ذمہ دار حضرات نے محض مخالفت برائے مخالفت کے نقطہ نظر سے لکھا کہ ان کا ایک استاد مرزا قادیانی کا بھائی تھا۔ اور اس سے تاثر یہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ مرزائیت کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ اس پر رائے محمد کمال کی کتاب سازشوں کا دیباچہ سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔

"مولانا بریلوی ان ایام میں بھی ڈنکے کی چوٹ پر قادیانی دجال کے کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر کر رہے تھے۔ جب دوسرے مکاتیب فکر کے علماء و مشائخ کو اس میں تامل تھا۔ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت یہاں فرما گئے کہ جو مرزائیوں کو کافر نہیں جانتا وہ بھی سخت کافر و منافق ہے۔ (سازشوں کا دیباچہ ص 58)

رائے محمد کمال صاحب اسی کتاب کے صفحہ 59 پر لکھتے ہیں کہ:

"بریلوی عوام کا مزاج بھی عجیب واقع ہوا۔ شاید احمد رضا خاں کے فکر و شخصیت کا اثر

ہے کہ یہ کسی آدمی کو پیر فقیر تو مان سکتے ہیں اور وہ بھی اس صورت میں کہ وہ حقیقتاً یا ضرورتاً رسول پاک ﷺ سے وفاداری کا دم بھرتا ہو۔ ایک ظاہر خدا مست درویش کو آنکھوں پر اٹھا اور دل میں بٹھا لیں گے۔ مگر صرف اس وقت تک جب تک وہ سرکار مدینہ ﷺ سے نسبت غلامی کا اقرار کرتا رہے۔ نہیں تو امام کعبہ کو وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ ان میں بھی حد درجہ عصبیت دکھائی دیتی ہے۔ اور یوں قادیانی کذاب کی ابلہ فریبیوں سے یہ طبقہ بھی بچ نکلا۔

مرزا غلام قادر بیگ

مرزائے قادیاں کا بھائی مرزا غلام قادر بیگ دینا نگر کا معزول تھانیدار تھا۔

(اندھیرے اجالے تک بحوالہ رئیس قادیاں)

قادیانی کا بھائی مرزا غلام قادر بیگ 1883ء میں فوت ہوا۔ (اندھیرے اجالے تک بحوالہ رئیس قادیاں)

مولانا ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں کہ "میں نے مرزا غلام قادر بیگ اعلیٰ حضرت کے استاد صاحب کو دیکھا تھا۔ گورا چٹا رنگ، عمر تقریباً 80 سال، داڑھی کے بال ایک ایک کر کے سفید عمامہ باندھتے تھے۔ (اعلیٰ حضرت ص 32)

اعلیٰ حضرت نے مرزا غلام قادر بیگ سے ابتدائی کتابیں پڑھی ہیں۔

(اعلیٰ حضرت ص 32)

مولانا محمد احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد مرزا غلام قادر بیگ نے 1314 ہجری میں آپ سے فتویٰ لیا۔ جو فتاویٰ رضویہ کی جلد 3 ص 8 پر درج ہے۔ اور آپ کی ایک کتاب "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" 1305 ہجری میں مرزا غلام قادر بیگ کے مسئلہ دریافت کرنے پر ہی لکھی۔

احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد اور قادیانی کے بھائی یہ ایک نام کی دو شخصیات ہیں جس کی وجہ سے مغالطہ دیا گیا۔

مرزا غلام قادر بیگ کے بڑے بھائی مرزا مطیع بیگ کے پوتے مرزا عبدالرحیم بیگ نے اپنے مکالہ میں اس الزام تراشی کا مسکت جواب دیا ہے اور لکھا ہے کہ آپ امام احمد رضا خاں بریلوی کو ان کے مکان پر ہی درس دیا کرتے تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ انہوں نے اصرار کر کے امام احمد رضا سے "ہدایہ" کا درس لیا اور فخر سے فرمایا کرتے تھے کہ "میں علم و فضل کے شہنشاہ کا شاگرد ہوں۔ انشاءاللہ روز قیامت بھی اعلیٰ حضرت کے شاگردوں کی مبارک صف میں شامل ہوں گا۔

آپ (مرزا غلام قادر بیگ) کا انتقال 1917ء کو نوے سال کی عمر میں ہوا۔ محلہ باقر گنج میں واقع حسین باغ میں دفن کیے گئے۔ مرزا عبدالوحید بیگ لکھتے ہیں کہ "ہمارے خاندان کا کبھی بھی کسی قسم کا کوئی واسطہ و تعلق مرزا غلام احمد قادیانی کذاب سے نہیں رہا۔ اس لئے یہ کہنا کہ حضرت مولانا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کے بھائی تھے انتہائی لغو، بے بنیاد اور کذب صریح ہے۔

(ضیائے حرم ص 62-61 فروری 2000 بحوالہ ماہنامہ سنی دنیا بریلی جون 1989)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست مولانا خان محمد دیوبندی لکھتے ہیں کہ "نبی آخر الزماں ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ زن ہوتے دیکھ کر مولانا احمد رضا خاں بریلوی تڑپ اٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت سے بچانے کے لئے انگریز کے ظلم و بربریت کے دور میں علم حق بلند کرتے جرات جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا۔ جس کا حرف حرف قادیانیت کے سومنات کے لئے گرز محمود غزنوی ہے۔

(عشق خاتم النبیین ص ۵ بحوالہ القول السدیہ جولائی 1993)

یہی عبارت محمد طاہر رزاق نے اپنی کتاب قادیانیت میں ص 76 پر لکھی جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے شائع کیا ہے۔

مولانا اللہ وسایا جو کہ مکتبہ دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب

''قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت'' میں لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا بریلوی نے قادیانیت کے رد میں چار کتب لکھی ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ نبوت کی شائع کردہ کتاب ''قادیانیت ہماری نظر میں'' میں ایک باب ''قادیانیت علمائے کرام کی نظر میں'' باندھا جس میں سب سے پہلا نام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لکھا ہے۔ اور آپ کی کتاب احکام شریعت کے صفحہ نمبر 112، 113 اور 177 کی عبارتیں نقل کی ہیں اور فتاویٰ رضویہ کا حوالہ بھی دیا۔

قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کرنے والے اس مجاہد اول کا رسالہ ملاحظہ فرمائیں۔ جس پر عقیدہ ختم نبوت کے حامل لوگ جس قدر بھی ناز کریں کم ہے۔

مراسلت حامی سنت جناب مولانا مولوی محمد عبد الغنی صاحب بنام حامی

حضرت عالم سنت دام ظلہم العالی

بخدمت شریف جناب فیض مآب قامع فسق و بدعات دافع جہالت و ضلالات مفخر العلماء الحنفیہ قاطع اصول الفرقۃ الضالہ النجدیہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب متعنا اللہ بعلمہ تحفہ تحیات و تسلیمات مسنونہ رسانیدہ مکشوف ضمیر مہر انجلا آنکہ چوں دریں بلا داز مدت مدیدہ بہ ظہور دجال کذاب قادیانی فتور و فساد برخاست است بموجب حکم آزادگی بہ ہیچ صورتے در چنگ علماء آں دہری راہزن دین اسلام نمی آید اکنوں ایں واقعہ در خانہ یک شخص حنفی شد کہ زنے مسلمہ در عقد شخصے بودہ آں مرد مرزائی گرد بدزن مذکورہ از وے ایں کفریات شنیدہ گریز نمودہ بخانہ پدر رسید لہٰذا برائے آں و برائے سد آئندہ و تنبیہ مرزائیاں فتویٰ ہذا طبع کردہ آئید امید کہ آں حضرت ہم بمہر و دستخط شریف خود مزین فرمانید کہ باعث افتخار باشد سفیر از ندوہ کدام مولوی غلام محمد ہوشیار پوری وارد امر تسر از مدت دو ماہ شدہ است فتویٰ ہذا نزد وے فرستادم مشار الیہ دستخط نمود و گفت اگر دریں فتویٰ دستخط کنم ندوہ از من بیزار شود خاکش بدہن از یں جہت مردمان بلدہ رابسیار بدظنی درحق ندوہ میشود زیادہ چہ نوشتہ آید جزاکم اللہ عن الاسلام والمسلمین ط۔

الملتمس بندہ کثیر المعاصی واعظ محمد عبد الغنی از امرت سر کٹڑہ کربا سنگھ کوچہ ٹنڈا شدہ

السوء العقاب علی المسیح الکذاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ و علیٰ الہ و صحبہ المکرمین عندہ رب انی اعوذبک من همزت الشیطین و اعوذبک رب ان یحضرون. اللہ عزوجل دین حق پر استقامت عطا فرمائے اور ضلال ووبال ونکال سے بچائے۔

قادیانی مرزا کا اپنے آپ کو مسیح ومثل مسیح کہنا تو شہرۂ آفاق ہے۔ اور بحکم آنکہ

عیب وے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

فقیر کو بھی اس سے اتفاق ہے۔ مرزا کے مسیح و مثل ہونے میں اصلاً شک نہیں مگر لا واللہ نہ مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوٰت اللہ بلکہ مسیح دجال علیہ اللعن والنکال پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت سہارنپور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولد اعز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خان محمد حفظہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا اور بنام تاریخی الصارم الربانی علی اسراف القادیانی (۱۳۱۵ ہجری) مسمی کیا۔ یہ رسالہ حامی سنن ماحی فتن ندوہ شکن ندوی فگن مکرمنا قاضی عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی حین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ حنفیہ میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع ہوتا ہے، طبع فرمادیا۔ بحمداللہ تعالیٰ اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا اور عزوجل قادر ہے کہ کبھی نہ لائے۔ اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں۔ مجیب ہفتم نے جو اقوال ملعونہ اس کی کتابوں سے بہ نشان صفحات نقل کئے۔ مثیل مسیح ہونے کے ادعا کو شناعت ونجاست میں ان سے کچھ نسبت نہیں۔ ان میں صاف صاف انکار ضروریات دین اور بوجہ کثیرہ کفر وارتداد مبین ہے۔ فقیر ان میں سے بعض کی اجمالی تفصیل کرے۔

کفر اول مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ازالۂ اوہام ہے۔ اس کے صفحہ ۶۷۳ پر لکھتا ہے کہ میں احمد ہوں۔ جو آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں مراد ہے۔ آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہم والصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عزوجل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تورایت کی تصدیق کرتا اور اس رسول کی

خوشخبری سناتا ہوا۔ جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے۔ جس کا نام پاک احمد ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم ازالہ کے قول ملعون مذکورہ میں صراحتہً ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے، معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم توضیح مرام طبع ثانی صفحہ نمبر 9 پر لکھتا ہے کہ میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

کفر سوم دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند ص 9 پر لکھتا ہے کہ "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا"۔

کفر چہارم مجیب پنجم میں نقل کیا و نیز میگوید کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔ ان اقوال خبیثہ میں اولاً کلام الٰہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیہ کریمہ میں یہ شخص مراد ہے نہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثانیاً نبی اللہ و رسول اللہ وکلمۃ اللہ عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افترا کیا کہ وہ اس کی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔ ثالثاً اللہ عزوجل پر افترا کیا کہ اس نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس شخص نے بشارت دینے کے لئے بھیجا۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے: ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون

(بیشک جو لوگ اللہ عزوجل پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے)۔ اور فرماتا ہے۔

انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون ٥

(ایسے افترا وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں)

رابعاً اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا ہے۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمناً قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم و ویل لھم مما یکسبون ٥ خرابی ہے ان کے لئے

جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہہ دیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہے تاکہ ان کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں۔ سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کے لئے ان کی کمائی سے۔

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحۃً اپنے لئے نبوت و رسالت کا ادعائے قبیح ہے اور باجماع قطعی کفر صریح ہے۔ فقیر نے رسالہ جزی اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوت خاص اس مسئلے میں لکھا اور اس میں آیت قرآن عظیم اور ایک سو دس حدیثوں اور تیس نصوں کو جلوہ دیا اور ثابت کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کو بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزائے ایقان ہے۔

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر نہ منکر بلکہ شک کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماع کافر ملعون مخلد فی النیران ہے۔ نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکفر جلی الکفران ہے۔ قول دوم و سوم میں شاید وہ یا اس کے اذناب آج کل کے بعض شیاطین کے سیکھ کر تاویل کی آڑ لیں کہ یہاں نبی و رسول سے معنی لغوی مراد ہیں۔ یعنی خبر دار یا خبر دہندہ اور فرستادہ مگر یہ محض ہوس ہے۔ اولاً صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ فتاویٰ خلاصہ و فصول عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے۔ واللفظ للعمادی قال قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر یعنی اگر کوئی اپنے آپکو اللہ کا رسول کہے یا کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں۔ کافر ہو جائے گا۔ امام قاضی عیاض کتاب الشفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ میں فرماتے ہیں قال احمد بن ابی سلیمٰن صاحب سحنون رحمہما اللہ تعالیٰ فی رجل قیل لہ لا و حق رسول اللہ فقال فعل اللہ برسول اللہ او کذا و ذکر کلاما قبیحا فقیل لہ ما تقول یا عدو اللہ فی حق رسول اللہ

فقال لہ اشد من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فقال ابن ابی سلیمٰن للذی سائلہ اشھد علیہ و انا شریکک یرید فی قتلہ و ثواب ذلک قال حبیب بن الربیع لان ادعاء ہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلمیذ ورفیق امام سحنون رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک مردک کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے حق کی قسم اس نے کہا۔ اللہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک بدکلام کا ذکر کیا کہا گیا اے دشمن خدا تو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کیا بکتا ہے۔ تو اس سے بھی سخت الفاظ بکا۔ پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھو مراد لیا تھا۔ امام ابن ابی سلیمان نے مستفتی سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور اس پر جو ثواب ملے گا۔ اس میں میں تمہارا شریک ہوں یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں۔ امام حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعویٰ مسموع نہیں ہوتا۔ مولانا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔ ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فانہ ارسل من عند الحق وسلط علی الخلق تاویلا للرسالۃ العرفیۃ بالارادۃ اللغویۃ و ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ. یعنی وہ جو اس مردک نے کہا کہ میں نے بچھو مراد لیا اس میں اس نے رسالت عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا ہے اور ایسی تاویل قواعد شرع کے نزدیک مردود ہے۔

• علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں: ھذا حقیقۃ معنی الارسال و ھذا مما لا شک فی معناہ و انکارہ مکابرۃ لکنہ لا یقبل من قائلہ ا دعاوہ انہ مرادہ لبعدہ غایۃ البعد و صرف اللفظ عن ظاھرہ لا یقبل کما لو قالو انت طالق قال اردت محلولۃ غیر مربوطۃ لا یلتفت لمثلہ و یعد ھذیاناہ ملعقطا یعنی یہ لغوی معنی جن کی طرف اس نے ڈھالا ضرور بلا شک حقیقی معنی ہیں اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے با ایں ہمہ

قائل کا یہ ادعا مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنی لغوی مراد لئے تھے۔ اس لئے کہ یہ تاویل نہایت دور از کار ہے۔ اور لفظ کا اس کے معنی ظاہر سے پھیرنا مسموع نہیں ہوتا جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طالق ہے۔ اور کہے میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے بندھی نہیں ہے۔ (کہ لغت میں طالق کشادہ کو کہتے ہیں) تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور اسے ہذیان سمجھا جائے گا۔

ثانیاً وہ بالیقین ان الفاظ کو اپنے لئے مدح وفضل جانتا ہے نہ ایک ایسی عام بات کہ

دندان تو جملہ در دہانند چشماں تو زیر ابر دانند

کوئی عاقل نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر جانور ہر کافر مرتد میں موجود ہو محل مدح میں ذکر نہ کرے گا۔ اس میں اپنے لئے فضل وشرف جاننے لگا بھلا کہیں براہین غلامیہ میں یہ بھی لکھا ہے سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو نتھنے رکھے۔ مرزا کے کان میں دو گھونگے بنائے یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اوپر اور بھوؤں کے نیچے ہے کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنون پکا پاگل نہ کہلایا جائے گا اور شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دینا یا بھیجا ہوا ہونا ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک، کان، بھویں اصلاً نہیں ہوتیں۔ مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں اللہ نے انہیں عدم سے وجود نر کی پیٹھ سے مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے بچھو کو رسول بمعنی لغوی بنایا۔

مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

کل یوم ھو فی شان بخوان
مرد بے کار و بے فعلے مداں
کمترین کارش کہ آں رب احد
روز سہ لشکر روانہ میکند
لشکرے از اصلاب سوئے امہات

تا بروید در رحمہا شان نبات
لشکرے از ارحام سوئے خاکداں
تا زنر و مادہ پر گردد جہاں
لشکرے از خاکداں سوئے اجل
تا بہ بیند ہر کسے حسن عمل

حق عزوجل فرماتا ہے: فارسلنا علیهم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان اور ٹیریاں اور جوئیں اور مینڈکیں اور خون۔ کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے۔ جیسے ٹیری اور مینڈک اور جوں اور کتے اور سور سب کو شامل مانے گا۔ ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت علوم سے خبر دار ہے۔ اور ایک دوسرے کو خبر دینا بھی صحاح احادیث سے ثابت حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی ان کی طرف سے فرماتے ہیں:

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم   ما شما نا محرماں ما خامشیم

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

و ان من شی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم. کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ مگر ان کی تسبیح تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم فرماتے ہیں:

ما من شی الایعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ تعالیٰ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر، جن اور آدمیوں کے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن یعلی بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و صححہ خاتم الحفاظ

حق تعالیٰ سبحانہ فرماتا ہے: فمکث غیر بعید فقال احطت بمالم تحط بہ و جئتک من سبا بنبأ یقین. کچھ دیر ٹھہر کر ہدہد بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے ایک بات وہ معلوم ہوئی ہے جس پر حضور کو اطلاع نہیں اور میں خدمت عالی میں ملک سبا سے ایک یقینی خبر لے کر حاضر

ہوا ہوں۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: ما من صباح والارواح الاوبقاع الارض ینادی بعضها بعضا یا جارة هل مربک الیوم عبد صالح صلی علیک او ذکر الله فان قالت نعم رأت ان لها بذلک فضلا۔ کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو پکار کر نہ کہتے ہوں اے ہمسائے آج تیری طرف کوئی نیک بندہ ہو کر نکلا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الٰہی کیا۔ اگر وہ ٹکڑا جواب دیتا کہ ہاں تو وہ پوچھنے والا ٹکڑا اعتقاد کرتا ہے کہ اسے مجھ پر فضیلت ہے۔ رواه الطبرانی فی الاوسط ابو نعیم فی الحلیة عن انس رضی الله تعالیٰ عنه

تو خبر رکھنا خبر دینا سب کچھ ثابت ہے۔ کیا مرزا ہر اینٹ پتھر، ہر بت پرست، کافر، ہر ریچھ، بندر، ہر کتے، سور کو بھی اپنی طرح نبی اور رسول کہے گا۔ ہرگز نہیں تو صاف روشن ہوا کہ معنی لغوی ہرگز مراد نہیں۔ بلکہ یقیناً وہی شرعی و عرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر و ارتداد یقینی قطعی موجود۔ وبعبارۃ اخرے معنی چار ہی قسم ہیں۔ لغوی، شرعی، عرفی عام یا خاص۔ یہاں عرفی عام تو بعینہ وہی معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعاً حاصل اور ارادہ لغوی کا ادعا یقیناً باطل اب یہی رہا کہ فریب دہی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں نبی و رسول کے معنی اور رکھے ہیں۔ جن میں مجھے سگ وخوک سے امتیاز بھی ہے اور حضرات انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصف نبوت میں اشتراک بھی نہیں۔ مگر حاشا للہ ایسا باطل ادعا اصلا شرعاً عقلاً عرفاً کسی طرح بادشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ ایسی جگہ لغت و شرع و عرف عام سب سے الگ اپنی نئی اصلاح کا مدعی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے سخت بات پر گرفت نہ ہو سکے۔ کوئی مجرم کسی معظم کی کیسی ہی شدید توہین کر کے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے اپنی کسی اصطلاح خاص کا دعویٰ کر دے۔ جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو۔ کیا زید کہہ سکتا ہے کہ خدا دو ہیں؟ جب اس پر اعتراض ہو کہہ دے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں۔ کیا عمرو جنگل میں سور کر بھاگتا دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ وہ

قادیانی بھاگا جاتا ہے۔ جب کوئی مرزائی گرفت چاہے کہہ دے میری مراد وہ نہیں جو آپ سمجھے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں۔ اگر کہیے کہ کوئی مناسبت بھی تو جواب دے کہ اصطلاح میں مناسبت شرط نہیں لا مشاحۃ فی الاصطلاح آخر سب جگہ منقول ہی ہونا کیا۔ ضرور لفظ مرتجل بھی ہوتا ہے۔ جس میں معنی اول سے مناسبت اصلا منظور نہیں۔ معہذا قادی بمعنی جلدی کنندہ ہے یا جنگل سے آنے والا قاموس میں ہے۔ قدت قادیۃ جاء قوم قد اقحموا من البادیۃ والفرس قدیانا اسرع قادیان اس کی جمع اور قادیانی اس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں یا جنگل سے آنے والوں کا ایک اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے جنگلی کا نام قادیانی ہوا۔ کیا زید کی وہ تقریر کسی مسلمان یا عمرو کی یہ توجیہ کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے۔ حاشا وکلا کوئی عاقل ایسی بناوٹوں کو نہ مانے گا بلکہ اسی پر کیا موقوف یوں اصطلاح خاص کا ادعا مسموع ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہوں۔ عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کر لیں کہ ہم نے تو ایجاب و قبول نہ کیا تھا۔ اجازت لیتے وقت ہاں کہا تھا۔ ہماری اصطلاح (ہاں) بمعنی (ہوں) یعنی کلمۂ زجر و انکار ہے۔ لوگ بیع نامے لکھ کر رجسٹری کرا کا جائیدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیع نہ کی تھی۔ بیچنا لکھا تھا ہماری اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں۔ الی غیر ذالک من فسادات لا تحصی تو ایسی جھوٹی تاویل کرنے والا خود اپنے معاملات میں اسے نہ مانے گا کیا مسلمانوں کو زن و مال اللہ و رسول سے زیادہ پیارے ہیں کہ جورو اور جائیداد کے باب میں تاویل نہ سنیں اور اللہ اور رسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کر لیں۔ لا الہ الا اللہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے۔ انہیں اللہ و رسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں۔ وللہ الحمد جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ان کا رب جل و علا قرآن عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا بیہودہ دربار جلا چکا ہے فرماتا ہے۔

قل لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ان سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ بے شک تم کافر ہو

چکے۔ ایمان کے بعد والعیاذ باللہ رب العالمین

ثالثاً کفر چہارم میں امتی و نبی کا مقابلہ صاف اسی معنی شرعی اور عرفی کی تعیین کر رہا ہے۔

رابعاً کفر اول میں تو کسی چھوٹے ادعائے تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ آیت میں قطعاً معنی شرعی ہی مراد ہیں نہ لغوی نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص اور اسی کو اس نے اپنے نفس کے لئے مانا تو قطعاً یقیناً بمعنی شرعی ہی اپنے نبی اللہ اور رسول اللہ ہونے کا مدعی اور ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا منکر اور باجماع قطعی جمیع امت مرحومہ مرتد و کافر ہوا۔ سچ فرمایا سچے خدا کے سچے رسول سچے خاتم النبیین محمد مصطفےٰ ﷺ نے کہ عنقریب میرے بعد آئیں گے۔ ثلثون دجالون کذابون کلھم یزعم انه نبی۔ تیس دجال کذاب کہ ایک اپنے کو نبی کہے گا۔ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں امنت امنت صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا کہ مرزا ضرور مثیل مسیح ہے صدق بلکہ مسیح دجال کا کہ ایسے مدعیوں کو یہ لقب خود بارگاہ رسالت سے عطاء ہوا۔ (والعیاذ باللہ رب العالمین)

کفر پنجم دافع البلاص ۲۰ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔

کفر ششم اسی رسالہ کے صفحہ ۷ پر لکھا ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

کفر ہفتم اشتہار معیار الاخیار میں لکھا ہے میں بعض نبیوں سے افضل ہوں یہ ادعا بھی باجماع قطعی کفر و ارتداد یقینی ہے۔ فقیر نے اپنے فتوے مسمی بہ رد الرفضۃ میں شفا شریف امام قاضی عیاض وروضہ امام نووی وارشاد الساری امام قسطلانی وشرح عقائد نسفی وشرح مقاصد امام تفتازانی و اعلام امام ابن حجر مکی و منح الروض علامہ قاری و طریقہ محمدیہ علامہ برکوی و حدیقہ ندیہ مولانا نابلسی وغیرہا کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماع مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا جو ایسا کہے قطعاً اجماعاً کافر ملحد ہے۔ از انجملہ شرح صحیح بخاری

شریف میں ہے۔ النبی افضل من الولی و ھو امر مقطوع بہ و القائل بخلافہ کافر کانہ من الشرع بالضرورۃ یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

کفر ہفتم میں اسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم نون نہیں بلکہ (نبیوں) بہ تقدیم با ہے۔ یعنی بھنگی در کنار کہ خود ان کے تو لال گرو کا بھائی ہوں ان سے تو افضل ہوا ہی چاہوں میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں کہ انہوں نے صرف آٹے دال میں ڈنڈی ماری اور یہاں وہ ہتھ پھیری کی کہ بیبیوں کا دین ہی اڑ گیا۔ مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس تاویل کی جگہ نہ رکھی۔

کفر ہشتم ازالہ صفحہ ۳۰۹ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالیٰ بطور احسان فرماتا ہے۔ مسمریزم لکھ کر کہتا ہے کہ اگر میں اسی قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے معجزات کو مسمریزم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسبی کرشمے ٹھہرے۔ اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا حق عزوجل فرماتا ہے:

اذ قال اللہ یعیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی علیک و علی والدتک اذا یدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد و کھلا واذا علمتک الکتٰب والحکمۃ والتورٰۃ والانجیل واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی و تبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذ تخرج الموتیٰ باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذا جئتھم بالبینٰت فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین۔

جب فرمایا اللہ سبحانہ نے اے مریم کے بیٹے یاد کر میری نعمتیں اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تجھے قوت بخشی لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر کا ہو کر اور جب میں نے

تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیق باتیں اور توریت وانجیل اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی سی شکل میری پروانگی سے پھر تو اس میں پھونکتا تو وہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے اور تو چنگا کرتا مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے اور جب تو قبروں سے جیتا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا۔ جب تو اس کے پاس یہ روشن معجزے لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔ مسمریزم بتایا جادو کہا بات ایک ہی ہوئی یعنی الٰہی معجزے نہیں کسبی ڈھکوسلے ہیں۔ ایسے ہی منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سیدہ وعلیہ وسلم نے بار بار بتاکید رد فرمادیا تھا۔ اپنے معجزات مذکور ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا: انی قد جئتکم بایٰۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر . الأیۃ.

میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور پھونک مار کر اسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مردے جلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمہیں بتاتا ہوں اور اس کے بعد فرمایا: ان فی ذالک لأیۃ لکم ان کنتم مومنین بے شک ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ۔

پھر مکرر فرمایا: جئتکم بایٰۃ من ربکم فاتقو اللہ و اطیعون. میں تمہارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو مگر جو عیسٰی کے رب کی نہ مانے وہ عیسٰی کی کیوں ماننے لگا۔ یہاں تو اسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی بڑائی سبھی کرتے ہیں۔

کس نگوید کہ دوغ من ترش است

پھر ان معجزات کو مکروہ جاننا دوسرا کفر یہ کہ کراہت اگر اس بناء پر ہے کہ وہ فی نفسہ مذموم کام تھے جب تو کفر ظاہر ہے قال اللہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اسی فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا۔

واٰتینا عیسیٰ بن مریم البینٰت و اید نہ بروح القدس اور ہم نے عیسٰی بن مریم کو معجزے دیئے اور جبریل سے اس کی تائید فرمائی۔

اور اگر اس بناء پر ہے کہ وہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصب اعلیٰ کے لائق نہیں تو یہ وہی نبی پر اپنی تفضیل ہے، ہر طرح کفر و ارتداد قطعی سے مفر نہیں۔ پھر ان کلمات شیطانیہ میں مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیر تیسرا کفر ہے۔ اور ایسی ہی تکفیر اس کلام ملعون کفر ششم میں تھی۔ اور سب سے بڑھ کر اس کفر نہم میں ہے کہ ازالہ ص ۱۶۱ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لکھا بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون الا لعنۃ اللہ علی اعداء انبیاء اللہ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ انبیائہ و بارک و سلم

ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے۔ جس کی تفصیل شفا شریف و شروح شفا و سیف مسلول امام تقی الملۃ والدین سبکی و روضہ امام نووی و وجیز امام کردری و اعلام امام ابن حجر مکی وغیرہا تصانیف ائمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں۔ نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل اولوالعزم نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ مسمریزم کے سبب نور باطن نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت نہ دینی استقامت بلکہ نفس توحید میں نہ کم درجہ بلکہ قریب ناکام رہے۔ اسی ملعون قول لعن اللہ قائلہ و قابلہ نے اولوالعزمی و رسالت و نبوت در کنار اس عبداللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ علیہ صلوٰت اللہ والسلام و تحیات اللہ کے نفس ایمان میں کلام کر دیا۔ اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے۔ سوا اس کے کہ **ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاٰخرۃ واعد لھم عذابا مھینا.** بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

کفر دہم ازالہ صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے کہ ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے یہ صراحۃً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہے۔ عام اقوام کفار **لعنھم اللہ** کا کفر حضرت عز جلالہ نے یوں ہی تو بیان فرمایا:

كذبت قوم نوح المرسلين كذبت عاد المرسلين كذبت ثمود المرسلين كذبت قوم لوط المرسلين و كذب اصحب الئيكة المرسلين

ائمہ کرام فرماتے ہیں جو نبی اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانے اگر چہ وقوع نہ جانے با جماع کافر ہے نہ کہ معاذ اللہ چارسو انبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ کی ہی طرف سے ہوتا ہے۔ واقع میں جھوٹا ہو جانا۔ شفا شریف میں ہے۔

من دان بالواحدانيه و صحة النبوة و نبوه نبينا صلى الله تعالىٰ عليه و سلم ولكن جوز على الانبياء الكذب فيما اتوابه ادعى في ذالك المصلحة بزعمه اولم يدعها فهو كافر با جماع

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم السلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے ظالم نے چارسو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچالیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔ دیکھو قوم نوح و ہود و صالح ولوط و شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک ہی نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا: قوم نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی۔ عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا۔ ثمود نے جمیع انبیاء کو کاذب کہا۔ قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا۔ ایکہ والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا یو ہیں واللہ اس قائل نے نہ صرف چارسو بلکہ جملہ انبیاءؑ و مرسلین کو کذاب مانا۔

فلعن الله من كذب احدا من انبيائه وصلى الله تعالىٰ على انبيائه ورسله والمومنين بهم اجمعين وجعلنا منهم وحشرنا فيهم وادخلنا معهم دارالنعيم بجاههم عنده وبرحمته بهم ورحمتهم بنا انه ارحم الرحمين والحمد لله رب

العالمین

طبرانی معجم کبیر میں وبر حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

انی اشهد عدد تراب الدنیا ان مسیلمة کذاب

بیشک میں ذرۂ خاک تمام دنیا کے برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ (جس نے زمانہ اقدس سے ادعائے نبوت کیا تھا) کذاب ہے۔ وانا اشہد معک یا رسول اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ کا یہ ادنیٰ کتا بعدد وانہائے ریگ دستار ہائے آسمان گواہی دیتا ہے اور میرے ساتھ تمام ملائکہ سموٰت والارض وحاملان عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک ہے و کفیٰ باللہ شهیدا کہ ان اقوال مذکورہ کا قائل بیباک کافر مرتد کذاب ناپاک ہے۔ اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں (اسی مقام پر حاشیہ لکھا ہے کہ یہ اقوال دوسرے کے منقول تھے اس فتوے کے بعد مرزا کی بعض نئی تحریریں خود نظر سے گذریں جن میں قطعی کفر بھرے ہیں بلاشبہ وہ یقیناً کافر ہے) تو واللہ واللہ وہ یقیناً کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ندوۂ مخذولہ اور اس کے ارا کین کہ صرف طوطے کی طرح کلمہ گوئی پر مدار اسلام رکھتے اور تمام بددینوں گمراہوں کو حق پر جانتے خدا کو سب سے یکساں راضی مانتے سب مسلمانوں پر مذہب سے لادعوے دینا لازم کرتے ہیں جیسا کہ ندوہ کی روداد اول ودوم ورسالہ اتفاق وغیرہا میں مصرح ہے ان اقوال پر بھی اپنا وہی قاعدہ ملعونہ مجرد کلمہ گوئی نیچریت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں اس کی تکفیر میں چون وچرا کریں تو وہ بھی کافر وہ ارا کین بھی کفار مرزا کے پیرو اگرچہ خود ان اقوال انجس الابوال کے معتقد بھی نہ ہوں مگر جب کہ صریح کفر وہ کھلے ارتداد دیکھتے سنتے پھر مرزا کو امام پیشوا ومقبول خدا کہتے ہیں قطعاً یقیناً سب مرتد ہیں۔ سب مستحق نار۔

شفا شریف میں ہے نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیهم او شک

یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے۔

شفا شریف نیز بزازیہ و درر و غرر و فتاویٰ خیریہ و در مختار و مجمع الانہر وغیرہ میں ہے: من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔

اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی وادعائے اسلام کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر قسم مرتد کے حکم میں ہے۔ ہدایہ و در مختار و عالمگیری و غرر و ملتقی الابحر و مجمع الانہر وغیرہا میں ہے: صاحب الھوی ان کان یکفر فھو بمنزلۃ المرتد

فتاویٰ ظہیریہ و طریقۂ محمدیہ و حدیقۂ ندیہ و برجندی شرح نقایہ و فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ھٰؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام و احکامھم احکام المرتدین

یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں۔ اور شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ اب بے اسلام لائے اپنے اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کئے یا بعد اسلام و توبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کیے اس سے قربت کرے زنائے محض ہو جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر و سائر ہیں۔ فی الدر المختار عن غنیۃ ذوی الاحکام مایکون کفر اتفاقا یبطل العمل والنکاح و اولادہ اولاد زنا اور عورت کا کل مہر اس کے ذمے عائد ہونے میں بھی شک نہیں جب کہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہو کہ ارتداد کسی دین کو ساقط نہیں کرتا۔ فی التنویر وارث کسب اسلامہ وارثہ المسلم بعد قضاء دین اسلامہ و کسب ردتہ فی بعد قضا دین ردتہ اور معجل تو فی الحال آپ ہی واجب الادا ہے رہا موجل وہ ہنوز اپنی اجل پر رہے گا مگر یہ کہ مرتد بحال ارتداد ہی مر جائے یا دار الحرب کو چلا جائے اور حاکم شرع حکم فرما دے کہ وہ دار الحرب سے ملحق ہو گیا اس وقت موجل بھی فی الحال واجب الادا ہو جائے گا اگر اصل موعود میں دس بیس برس باقی ہوں۔ فی الدار ان حکم القاضی بلحاقہ حل دینہ فی ردالمحتار لانہ باللحاق صار من اھل الحرب وھم اموات فی حق احکام الاسلام فصار کالموت الاانہ لا یستقر لحاقہ الابالقضاء لاحتمال العود واذا تقرر موتہ تثبت الاحکام المتعلقۃ بہ کما ذکر نھر

اولادِ صغار ضرور اس کے قبضے سے نکال لی جائے گی۔

حذر اعلی دینهم الا ترى انهم صرحوا بنزع الولد من الام الشفيقة المسلمة ان كانت فاسقة والولد يعقل يخشى عليه التخلق بسيرها الذميمة فما ظنك بالاب المرتد والعياذ بالله تعالیٰ قال فی ردالمحتار الفاجرة بمنزلة الكتابية فان الولد يبقى عندها الى ان يعقل الاديان كما سيأتي خوفا عليه من تعلمه منها ما تفعله فكذا الفاجرة الخ وانت العلم ان الولد لا يحضنه الاب الا بعد ما بلغ سبعا او تسعا وذلك عمر العقل قطعا فيحرم الدفع اليه ويجب النزع منه وانما اخرجنا الى هذا ان الملك ليس بيد الاسلام والاسلطان اين يبقى المرتد حتى يبحث عن حضانته الا ترى الى قولهم لاحضانة لمرتدة لانها تضرب وتحبس كاليوم فانى تتفرغ للحضانة فاذا كان هذا فی المحبوس فما ظنك بالمقتول ولكن انا لله وانا اليه راجعون ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم

مگر ان کے نفس یا مال میں بدعوے ولایت اس کے تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام لے آیا اور اس مذہب ملعون سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح ہو جائیں گے اور اگر مرتد ہی مرگیا یا دارالحرب چلا گیا تو باطل ہو جائیں گے۔

فی الدرالمختار يبطل منه اتفاقا مايعتمد الملة وهی خمس النكاح والذبيحة والصيد والشهادة والارث ويتوقف منه اتفاقا ما يعتمدلمساواة وهو المفاوضة اوولاية متعدية وهو التصرف على ولده الصغيران اسلم نفذو ان هلك او لحق بدار الحرب وحكم بلحاقه بطل ا ھ مختصرا نسئال الله الثبات على الايمان وحسبنا الله ونعم الوكيل وعليه التكلان ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم وصلى الله تعالیٰ علی سیدنا ومولینا واله وصحبه اجمعين امين والله تعالیٰ اعلم

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور قادیانیت

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1890ء میں حج کے موقع پر حجاز مقدس میں مستقل سکونت اختیار کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشورہ دیا کہ آپ وطن واپس تشریف لے جائیں۔ کیونکہ ہند میں ایک بہت بڑا فتنہ اٹھنے والا ہے۔ اس وقت اگر آپ خاموش بیٹھے بھی رہیں تو علماء اس فتنہ کی زد سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے۔

خالد بشیر احمد نے تاریخ محاسبہ قادیانیت کے ص 162 پر لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی ایک خودنوشت آپ کے قدیم مسودات میں موجود پائی گئی۔ جس کا متعلقہ حصہ درج کیا جاتا ہے۔

''جن دنوں مرزا غلام احمد قادیانی نے بظاہر تحقیق حق کی غرض سے اشتہارات کے ذریعے دعوت دی تھی اور میں اسے منظور کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ مجھے اس نعمت کا شرف حاصل ہوا ۔ میں اپنے حجرے میں بحالت بیداری آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ قعدہ کے حالت میں جلوس فرما ہیں۔ اور یہ عاصی بھی چار بالشت کے فاصلہ پر اسی حالت میں با ادب تمام شیخ کی خدمت میں مرید کی حاضری کی طرح بالمقابل بیٹھا تھا۔ اور غلام احمد اس جگہ سے دور مشرق کی طرف منہ کئے اور آنحضور ﷺ کی طرف پشت کر کے بیٹھا ہے۔ اس رویت کے بعد میں بمعہ احباب لاہور پہنچا۔ لیکن مرزا اپنے تاکیدی وعدے سے پھر گیا اور لاہور نہ آیا۔

مہر منیر میں مولانا فیض احمد فیض صاحب لکھتے ہیں کہ قبلہ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ عالم رؤیا میں آنحضرت ﷺ نے مجھے مرزا قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ (مہر منیر ص 203)

جب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے مذہب کا چرچا ہونا شروع ہوا تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1899ء میں ایک رسالہ بعنوان ''شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح'' تحریر

فرمایااور ہندوستان کے طول وعرض میں پہنچایا۔ایک کاپی مرزا صاحب کو بھی رجسٹری کروا کر بھیجی۔ شمس الہدایت کے شائع ہوتے ہی ملک کے طول وعرض میں ایک شور وشرابہ ہو گیا۔طبقہ علماء میں بھی اس کتاب کو بہت پذیرائی ملی۔مولوی عبدالجبار غزنوی اہلحدیث نے بھی آپ کو تعریفی خط لکھا۔

شمس الہدایہ کا جواب لکھنے کی بجائے مرزا صاحب نے ایک طویل اشتہار شائع کیا اور اس مناظرہ کے لئے ہندوستان بھر کے تقریباً 86 علماء کو چیلنج کیا گیا۔اس اشتہار کے ساتھ ایک ضمیمہ اشتہار بھی تھا۔اور پورے ہندوستان کے مقتدر علمائے کرام کو بھی پیر مہر علی شاہ صاحب کے ساتھ چیلنج دیا گیا۔ان علماء کرام میں مولانا عبدالسمیع رام پوری، شیخ نظام الدین، سجادہ نشین شاہ نیاز صاحب خاص بریلی، مولوی احمد حسن کنج پوری صابری جامع مسجد دہلی، مولوی عبداللہ سکنہ جلو، خلیفہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسی قدآور شخصیات کے نام بھی شامل تھے۔

یہ اشتہار 25 جولائی 1900ء کو پیر مہر علی شاہ صاحب کو موصول ہوا۔آپ نے اس روز اس کا جواب راولپنڈی کے ایک اخبار ''چودھویں صدی'' میں شائع کرا دیا۔ پیر صاحب نے 25 اگست 1900ء کی تاریخ مقرر فرمائی۔ادھر 60 علمائے کرام نے بھی اشتہار کے جواب میں اشتہار شائع کیا اور 25 اگست کو لاہور پہنچنے کا اعلان کیا۔

فاتح قادیانیت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب 24 اگست 1900ء کو گولڑہ سے لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔لاہور میں آپ کا فقید المثال استقبال ہوا۔

28 اگست مباحثے کا دن تھا۔لوگوں کی کثیر تعداد جمع تھی۔ مگر مرزا صاحب نے نہ آنا تھا نہ آئے۔اس پر بعض قادیانیوں نے قادیانیت سے توبہ کر لی۔بابو الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہور کے مشہور قادیانی نے پیر صاحب کی تعریف میں مختلف پمفلٹ لکھے اور اس فتح و نصرت پر انہیں مبارکباد دی۔

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے پر یہ تماشہ نہ ہوا

مولانا فیض احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

اس جماعت کے ایک وفد نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ (پیر صاحب) کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مباہلہ کیوں نہیں کر لیتے کہ ایک اندھے اور اپاہج یعنی لنگڑے کے حق میں مرزا صاحب دعا کرتے ہیں اور اسی طرح ایک دوسرے اندھے اور اپاہج کے لئے آپ دعا کریں جس کے نتیجہ پر حق و باطل کا فیصلہ ہو۔ حضرت قبلہ عالم نے جواب دیا کہ مرزا صاحب سے کہہ دیں کہ اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آ جائیں۔ قریب ہی امرتسر کے ایک مولوی صاحب (غالباً مولوی ثناء اللہ) موجود تھے جنہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ میری طرف سے عرض کیجئے گا کہ مولوی عبدالکریم کو ضرور ہمراہ لائیں وہ بوجہ حق الخدمت اس معجزہ کے حقدار بھی ہیں۔ (مہر منیر ص 233)

مرزا صاحب کے فرار کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے خیال کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کثیر المشاغل اور عزلت گزین اللہ اللہ کرنے والے بزرگ ہیں ذکر اللہ میں مشغولیت کی وجہ سے مناظرہ میں ہرگز نہ آئیں گے اور مجھے (مرزا صاحب) اپنے چیلوں کے سامنے ایک اور آسمانی نشان بیان کرنے کا موقع مل جائے گا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسا لاکھوں مریدوں کا پیر میرے مقابلے میں نہیں آ سکا۔

27 اگست 1900ء کو شاہی مسجد لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں قادیانیوں کے عقائد کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیئے گئے اس جلسہ میں تمام مکاتب فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔

مرزائے قادیانی نے اشتہارات شائع کئے کہ پیر صاحب کے مریدین میں جوش و خروش حد سے زیادہ ہے اس لئے مکمل انتظامات کئے بغیر لاہور میں قدم رکھنا آگ میں کودنے کے برابر ہے۔

15 دسمبر 1900ء کو ایک اشتہار شائع کر کے ایک اور چیلنج کر دیا کہ فصیح عربی میں سورہ

فاتحہ کی تفسیر لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ پیر صاحب بھی لکھیں پھر علماء خود ہی فیصلہ کرلیں گے کہ کون حق پر ہے، چنانچہ ''اعجاز المسیح'' نام سے تفسیر سورہ فاتحہ شائع کردی۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب کے ایک مرید محمد حسن امروہی نے شمس الہدایہ کے جواب میں شمس بازغہ نامی ایک کتاب لکھی اور اپنے تئیں یقین کر بیٹھے کہ مناظرہ میں نہ جا کر اٹھائی گئی ذلت کا بدلہ ہو چکا۔ پیر صاحب نے ان دونوں کتابوں کے جواب میں ''سیف چشتیائی'' 1902ء میں شائع فرمادی۔ جس میں شمس بازغہ کے شبہات کا دندان شکن جواب اور اعجاز المسیح کی ایک سو سے زیادہ اغلاط کی نشاندہی فرمائی۔

1907ء میں مرزا قادیانی نے پیر صاحب کے متعلق پیشگوئی کی کہ اس آنے والے جیٹھ میں آپ کا انتقال ہو جائے گا۔ میاں محمد قریشی جو حضرت کے پیر بھائی اور محبّ صادق تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور کوئی حفاظت کا انتظام رکھیں۔ مبادا کوئی حملہ کردے۔ تو آپ نے فرمایا'' میاں محمد موت تو برحق ہے اور اس سے مفر نہیں۔ مگر تسلی رکھو اس جیٹھ میں تو میں نہیں مرتا۔ جب اگلے جیٹھ کا مہینہ آیا تو مرزا صاحب مر گئے۔ اس سال عرس سیال شریف پر دوران ملاقات قبلہ عالم نے میاں صاحب سے فرمایا'' الجیٹھ بالجیٹھ یعنی جیٹھ، جیٹھ سے بدل گیا۔

مولوی محمد حسن فیضی صاحب

آپ ابوالفضل محمد کرم دین صاحب دبیر کے چچازاد بھائی تھے۔ 1901 میں آپ کا انتقال ہوا۔ بے نقطہ عربی قصائد لکھنے میں انہوں نے شرف دوام حاصل کیا۔ مدرسہ انجمن نعمانیہ لاہور میں کئی سال تک پڑھاتے رہے پیر مہر علی شاہ صاحب سے شرف بیعت حاصل کیا۔

13 فروری 1899ء ہجری کو علامہ فیضی صاحب نے ایک غیر منقوطہ عربی قصیدہ لکھا اور مرزا صاحب کے پاس سیالکوٹ پہنچ گئے۔ مرزا صاحب اپنے چند ممتاز حواریوں میں بیٹھا ڈینگیں مار رہا تھا کہ یہ شیر ببر دھاڑتا ہوا جا پہنچا اور للکارا کہ تجھے دعویٰ الہام ہے اور مجھے تصدیق دعویٰ الہام چاہئے آپ نے اپنا قصیدہ دیکر فرمایا مجھے تصدیق کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ حاضرین مجلس کو قصیدہ کا مطلب سمجھا دیں۔ مرزا صاحب چپکے چپکے قصیدہ کو دیکھتے رہے اور نہ سمجھ سکے۔

کی تھی۔یعنی اگر ایسا نہ کرتے تو نہ مرتے۔

مرزا صاحب چونکہ زندہ نہیں ہیں۔لہٰذا اب یہ سوال ان کی ذریت سے ہے کہ کیا اس عرصہ میں مرزا کے چاہنے والا تو کوئی نہیں مرا؟ اگر مرا تو اس کی موت کس کو جھٹلانے کے باعث واقع ہوئی؟

مولانا ثناءاللہ امرتسری اور خلیفہ عبدالحکیم بٹیالوی جنہوں نے مرزا صاحب سے مباہلہ کیا تھا کہ سچے کی زندگی میں جھوٹا مر جائے گا۔مرزا صاحب کیوں مر کر جھوٹے ہوئے؟

پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ شاید کسی نے بھی مرزا صاحب کو نہ ستایا اور نہ جھٹلایا ہو۔اور مرزا ان سے پہلے کیوں مر گیا؟ کیا مرزا صاحب نے پیر صاحب کے متعلق نہیں کہا تھا کہ جیٹھ کے مہینے میں پیر صاحب کا انتقال ہو جائے گا اور اگلے جیٹھ میں مرزا صاحب ہی مر گئے تھے۔کیا مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے والد اور خاوند کے شادی کے تین اور اڑھائی سال میں مرنے کی پیشگوئی کئی مرتبہ نہ کی تھی؟

خوف خدا شرم نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مولانا نواب الدین ستکوہی اور قادیانیت

مولانا نواب الدین صاحب کو خواجہ سراج الحق صاحب کرنالوی نے ستکوہا کے مقام میں متعین فرمایا۔جو قادیاں سے تین کوس کے فاصلے پر تھا۔مولانا تھوڑے تھوڑے وقفے سے قادیانی پر حملہ آور ہوتے تو دیہات میں یہ خبر پھیل جاتی کہ مولانا صاحب مرزا صاحب سے مناظرہ کرنے گئے ہیں۔مولانا مرزا سے علمی دلائل کے ساتھ ساتھ ڈنڈے کی زبان بھی استعمال فرماتے جس سے مرزا عجز و انکسار کی راہ اختیار کرتا۔

مولانا کے صاحبزادے مظہر الدین صاحب فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے مناظروں کی تعداد کتنی ہے" مولانا کے بہت ہی کم مناظرے ایسے ہوں گے جن میں اپنے ساتھ چھ سات فٹ کی لٹھ کا استعمال نہ کیا ہو۔

فاتحہ کی تفسیر لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ پیر صاحب بھی لکھیں پھر علماء خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ کون حق پر ہے، چنانچہ ''اعجاز المسیح'' نام سے تفسیر سورہ فاتحہ شائع کر دی۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب کے ایک مرید محمد حسن امروہی نے شمس الہدایہ کے جواب میں شمس بازغہ نامی ایک کتاب لکھی اور اپنے تئیں یقین کر بیٹھے کہ مناظرہ میں نہ جا کر اٹھائی گئی ذلت کا بدلہ ہو چکا۔ پیر صاحب نے ان دونوں کتابوں کے جواب میں ''سیف چشتیائی'' 1902ء میں شائع فرما دی۔ جس میں شمس بازغہ کے شبہات کا دندان شکن جواب اور اعجاز المسیح کی ایک سو سے زیادہ اغلاط کی نشاندہی فرمائی۔

1907ء میں مرزا قادیانی نے پیر صاحب کے متعلق پیشگوئی کی کہ اس آنے والے جیٹھ میں آپ کا انتقال ہو جائے گا۔ میاں محمد قریشی جو حضرت کے پیر بھائی اور محب صادق تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور کوئی حفاظت کا انتظام رکھیں۔ مبادا کوئی حملہ کر دے۔ تو آپ نے فرمایا ''میاں محمد موت تو برحق ہے اور اس سے مفر نہیں۔ مگر تسلی رکھو اس جیٹھ میں تو میں نہیں مرتا۔ جب اگلے جیٹھ کا مہینہ آیا تو مرزا صاحب مر گئے۔ اس سال عرس سیال شریف پر دوران ملاقات قبلہ عالم نے میاں صاحب سے فرمایا ''الجیٹھ بالجیٹھ یعنی جیٹھ، جیٹھ سے بدل گیا۔

مولوی محمد حسن فیضی صاحب

آپ ابوالفضل محمد کرم دین صاحب دبیر کے چچازاد بھائی تھے۔ 1901ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ بے نقطہ عربی قصائد لکھنے میں انہوں نے شرف دوام حاصل کیا۔ مدرسہ انجمن نعمانیہ لاہور میں کئی سال تک پڑھاتے رہے پیر مہر علی شاہ صاحب سے شرف بیعت حاصل کیا۔

13 فروری 1899ء ہجری کو علامہ فیضی صاحب نے ایک غیر منقوطہ عربی قصیدہ لکھا اور مرزا صاحب کے پاس سیالکوٹ پہنچ گئے۔ مرزا صاحب اپنے چند ممتاز حواریوں میں بیٹھا ڈینگیں مار رہا تھا کہ یہ شیر ببر دھاڑتا ہوا جا پہنچا اور للکارا کہ تجھے دعویٰ الہام ہے اور مجھے تصدیق دعویٰ الہام چاہئے آپ نے اپنا قصیدہ دیکر فرمایا مجھے تصدیق کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ حاضرین مجلس کو قصیدہ کا مطلب سمجھا دیں۔ مرزا صاحب چپکے چپکے قصیدہ کو دیکھتے رہے اور نہ سمجھ سکے۔

چنانچہ اپنے ایک حواری کو تھما دیا۔اس نے بھی واپس کر دیا کہ سمجھ نہیں آرہا۔اب مرزا کھسیانی بلی کی طرح کہنے لگا کہ "میں نہ رسول ہوں، نہ میں نے دعویٰ کیا، فرشتوں، لیلۃ القدر کو، معراج کو، احادیث اور قرآن کریم کو مانتا ہوں مزید ازاں عقائد اسلامیہ کا اقرار کرتا ہوں۔اس قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

لمالک ملکه حمد، سلام — علیٰ مرسوله علم الکلام

حمود احمد و محمود و — طهور مع اولاء و ال

اما مملوک احمداهل علم — والهام وحلال السوال

دوسرے دن علامہ فیضی صاحب نے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر دلیل مانگی تو مرزا نے قادیاں کی عربی دانی کی بھی ہوا نکل گئی۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

آپ نے مرزا کو چیلنج کیا کہ

اگر وہ اپنے عقیدہ میں سچے ہوں تو آئیں، صدر جہلم میں کسی مقام پر بحث مباحثہ کریں، میں حاضر ہوں تحریری کریں یا تقریری، اگر تحریر میں ہو تو نثر میں کریں یا نظم میں، عربی ہو یا فارسی یا اردو، آیئے، سنئے اور سنایئے۔(سراج الاخبار 9 مئی 1899ء بحوالہ ضیائے حرم ختم نبوت نمبر)

اس چیلنج کا جواب مرزا صاحب علامہ فیضی کی زندگی میں نہ دے سکے۔

18 اکتوبر 1901ء جب علامہ فیضی صاحب نے انتقال فرمایا تو مرزا صاحب نے جھٹ پیشگوئی داغ دی کہ

ایسا ہی مولوی محمد حسین بھین والا میری پیشگوئی کے مطابق مرا۔جیسا کہ میں نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں کہا ہے۔(حقیقۃ ارحی ص 228)

مرزا نے کس قدر عیاری سے کام لیا کہ یہ شخص اس لئے مرگیا کہ اس نے اس کی تذلیل

کی تھی۔ یعنی اگر ایسا نہ کرتے تو نہ مرتے۔

مرزا صاحب چونکہ زندہ نہیں ہیں۔ لہٰذا اب یہ سوال ان کی ذریت سے ہے کہ کیا اس عرصہ میں مرزا کے چاہنے والا تو کوئی نہیں مرا؟ اگر مرا تو اس کی موت کس کو جھٹلانے کے باعث واقع ہوئی؟

مولانا ثناء اللہ امرتسری اور خلیفہ عبدالحکیم بٹیالوی جنہوں نے مرزا صاحب سے مباہلہ کیا تھا کہ سچے کی زندگی میں جھوٹا مر جائے گا۔ مرزا صاحب کیوں مر کر جھوٹے ہوئے؟

پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ شاید کسی نے بھی مرزا صاحب کو نہ ستایا اور نہ جھٹلایا ہو۔ اور مرزا ان سے پہلے کیوں مر گیا؟ کیا مرزا صاحب نے پیر صاحب کے متعلق نہیں کہا تھا کہ جیٹھ کے مہینے میں پیر صاحب کا انتقال ہو جائے گا اور اگلے جیٹھ میں مرزا صاحب ہی مر گئے تھے۔ کیا مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے والد اور خاوند کے شادی کے تین اور اڑھائی سال میں مرنے کی پیشگوئی کئی مرتبہ نہ کی تھی؟

خوف خدا شرم نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مولانا نواب الدین ستکوہی اور قادیانیت

مولانا نواب الدین صاحب کو خواجہ سراج الحق صاحب کرنالوی نے ستکوہا کے مقام میں متعین فرمایا۔ جو قادیاں سے تین کوس کے فاصلے پر تھا۔ مولانا تھوڑے تھوڑے وقفے سے قادیانی پر حملہ آور ہوتے تو دیہات میں یہ خبر پھیل جاتی کہ مولانا صاحب مرزا صاحب سے مناظرہ کرنے گئے ہیں۔ مولانا مرزا سے علمی دلائل کے ساتھ ساتھ ڈنڈے کی زبان بھی استعمال فرماتے جس سے مرزا عجز و انکسار کی راہ اختیار کرتا۔

مولانا کے صاحبزادے مظہر الدین صاحب فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے مناظروں کی تعداد کتنی ہے" مولانا کے بہت ہی کم مناظرے ایسے ہوں گے جن میں اپنے ساتھ چھ سات فٹ کی لٹھ کا استعمال نہ کیا ہو۔

پاکپتن شریف میں 1929ء میں قادیانیوں نے اپنے نوجوان مناظر بھیجے۔ جن میں جلال الدین شمس عبدالرحمٰن اور سلیم شامل تھے۔ اس مناظرے میں 30 آدمیوں نے مرزائیت سے توبہ کی اور مولانا کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

محمدی بیگم کے قصبہ ''پٹی'' میں مناظرہ کے دوران مخالف آنکھیں چرا کر بات کرتا تو مولانا للکارتے ادھر دیکھو تو سٹیج پر بیٹھے لوگوں میں سے بعض نے کہا کہ ان کا خیال ہے کہ آپ جادوگر ہیں تو آپ نے ہنس کر فرمایا:

تم نے جادوگر اسے کیوں کہہ دیا
دہلوی ہے داغ بنگالی نہیں

مولانا ایک دفعہ مرزا صاحب کے پاس گئے تو وہ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثنوی پڑھ رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مولانا روم تو حیات مسیح کے قائل ہیں تو مرزا نے جواب دیا کہ یہ ان کی انفرادی رائے ہے۔ تو مولانا نے فرمایا کہ آپ کی رائے انفرادی نہیں؟ یہ اجماعی ہے؟ اس پر مرزا نے فوراً موضوع بدلا اور کہنے لگا کہ مولانا کو چائے پلاؤ۔

مولانا اپنے بیٹے مظہر اللہ صاحب سے اپنے انتقال سے چند روز پہلے فرمانے لگے۔ مظہر اللہ کریم مجھے بخش دے گا؟ تھوڑے وقفے کے بعد فرمانے لگے۔ اعمال کے باعث نہیں۔ اعمال کا محاسبہ ہوا تو مجھے جہنم کا کوئی مناسب گوشہ بھی نہیں ملے گا۔ میں نے زندگی میں مرزائیوں کو بہت مارا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ اللہ کریم مجھے بخش دے گا۔

گورداسپور کی کچہری میں مولانا نے حلقہ توڑ کر مرزا کا بازو پکڑ لیا اور ایک شدید جھٹکا دے کر فرمایا۔ مردود نبوت اگر جاری ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس علاقے میں کوئی نبی بھیجتا تو بتا! کہ مجھ جیسے وجیہہ انسان کو بھیجتا یا تجھ جیسے بجو کو۔

مولانا کے خاندان کی ایک لڑکی کا رشتہ ایک مرزائی سے ہو گیا۔ جس کا مولانا کو بہت دکھ ہوا۔ مولانا نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا کہ عدالت کا معاملہ میں خود نمٹ لوں گا۔ مرزائیوں نے

اطلاع ملنے پر گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ بالآخر مولانا کو فتح حاصل ہوئی۔ یہ تنسیخ نکاح کا پہلا مقدمہ تھا جو والد صاحب نے جیتا۔ مقدمہ بہاولپور بہت بعد کی بات ہے۔

محمدی بیگم کا معاملہ اٹھا تو مولانا قصبہ پٹی پہنچ گئے اور روحانی قوت سے مغلوں کو اپنے حلقہ ارادت میں لے لیا۔ محمدی بیگم کا سارا خاندان مولانا کا مرید ہو گیا۔ یوں مرزا صاحب کا آسمانی نکاح زمین پر نہ ہو سکا۔

ہفت روزہ چٹان میں حاجی لق لق کا ایک مضمون چھپا تھا۔

"آج سے تقریباً نصف صدی پیشتر کے اسلامی اجتماعات کے اشتہارات کو اگر دیکھا جائے تو ان میں مولانا کے نام کے ساتھ فاتح قادیاں کے الفاظ ملیں گے۔ یہ خطاب علمائے اسلام نے مولانا کو اس لئے دیا تھا کہ انہوں نے تنسیخ نکاح کا پہلا مقدمہ جیتا تھا۔ ورنہ مناظر تو اس دور میں اور بھی تھے۔ (ضیائے حرم تحریک ختم نبوت نمبر ص 101)

تحریک ختم نبوت کی تحریروں میں مقدمہ بہاولپور کو پہلا تنسیخ نکاح کا مقدمہ قرار دیا گیا ہے جو کہ مولانا کی خدمات سے ناانصافی ہے۔

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب

مرزائے قادیاں نے جب قصر مرزائیت کی تعمیر شروع کی تو پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلان فرمایا کہ:

1۔ سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روح قدس سے تعلیم پاتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

2۔ ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گذرنے کے بعد یکدم بحکم رب العالمین مخلوق کے روبرو دعویٰ نبوت کر دیتا ہے۔ اور بتدریج آہستہ آہستہ اس کو درجہ نبوت نہیں ملتا، وہ نبی ہوتا ہے اور پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی برخلاف اس کے آہستہ آہستہ دعاوں کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پہلے محدث، مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

3۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء ﷺ تک جتنے نبی ہوئے تمام کے نام منفرد تھے۔ کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔

برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

4۔ سچا نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا ہے اور جھوٹا نبی ترکہ چھوڑ کر مرتا ہے۔ اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

5۔ مرزائی جو غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں۔ وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج کو مرزا غلام احمد کے لئے مانتے ہیں۔ (ماہنامہ انوار الصوفیاء قصور۔ اپریل، مئی 1961ص 33 بحوالہ ضیائے حرم تحریک ختم نبوت نمبر)

امیر ملت پیر جماعت علی شاہ، پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے جب لاہور میں مرزا نے راہ فرار اختیار کی، اور شاہی مسجد میں ہونے والے جلسہ میں بھی آپ نے پیر صاحب کے ساتھ تقریر فرمائی تھی۔ اور پورے ملک میں قادیانیوں کا محاسبہ فرماتے ہوئے دورے کئے۔

22 مئی 1908ء کو آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزا صاحب تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی فوقیت جتاتے ہیں۔ لیکن میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام ہوں۔ وہ تو اعلان کرنے پر بھی مقابلہ میں نہ آئے۔ لہٰذا آپ سب دیکھ لیں گے کہ وہ جلد ہی ذلیل و خوار ہو کر اس دنیا سے جائیں گے۔ پھر 25/26 مئی 1908ء کی درمیانی شب بوقت 10 بجے رات دوران واعظ اسی مسجد (شاہی مسجد) میں آپ نے فرمایا کہ میں پیشگوئیاں نہیں کیا کرتا۔ ایک دفعہ آگے کی تھی:

اور آج پھر کہتا ہوں کہ میں مرزا صاحب کے مقابلے کے لئے تیار ہوں زبانی اور روحانی طور پر، اگر اس میں روحانیت موجود ہے تو وہ سامنے آئے اور اس کو 24 گھنٹے کے مہلت

دیتا ہوں۔ لیکن مسلمانو! یادرکھو وہ میرے مقابلے پر نہ آسکے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرزا صاحب 26 مئی کی صبح 10:10 پر راہی ملک عدم ہوئے افسوس کہ مرزا کی موت بہت بری ہوئی۔ 6 گھنٹے پہلے زبان بند ہوگئی اور خدا جانے ہیضہ تھا یا پلیگ مگر ڈاکٹر نے ایسی دوا دے دی کہ نجاست کا رخ جو نیچے کی طرف تھا اوپر کو ہوگیا۔

مرزا نے پیشگوئی کی تھی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں (تذکرہ مجموعہ الہامات ص 584 بحوالہ لا ثانی بعدی ص 154) مگر لاہور کی احمدیہ بلڈنگ میں مرا۔ جس وقت مرزا کی لاش کو نہایت بے کسی کی حالت میں بٹالہ کی طرف لے گئے تو اہل اسلام نے نہایت تذلیل وتحقیر کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک حواری مولوی عبدالکریم لنگڑا نے سیالکوٹ میں معراج مصطفیٰ ﷺ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ لوگ کہتے ہیں براق آیا براق آیا، لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ جب ایڑیاں اور گھٹنے رگڑتے ہوئے وہی نبی مکہ سے مدینہ بھاگ کر پہاڑوں اور غاروں میں چھپتا پھرتا تھا اس وقت براق کیوں نہ آیا۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب نے جوش میں آکر فرمایا کہ یہ شخص جلد ہی ذلت کی موت مرے گا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ بد بخت سرطان سے ہلاک ہوگیا۔ اس پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔ (لاثانی بعدی)

رد قادیانیت میں علمائے حق کا کردار اس قدر وسیع ہے کہ اسے تحریر میں لانے کے لئے ہزاروں صفحات بھی کم ہیں۔ علمائے اہلسنت (بریلوی) نے ختم نبوت اور رد قادیانیت میں جو کتب تیرہویں، چودھویں صدی ہجری میں لکھی ہیں، مولانا حافظ عبدالستار قادری چشتی نے اپنی کتاب مرآت التصانیف میں ان کی فہرست لکھی ہے۔ جو یہاں نقل کی جارہی ہے۔

	نام کتاب	نام مصنف
1۔	اتفاق ونفاق بین المسلمین کا موجب دیکھا کون ہے	قاضی فضل احمد لدھیانوی
2۔	اتمام الحجۃ عمن اعرض عن الحجہ	علامہ اصغر علی روحی

3-	الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح	بابو محمد پیر بخش
4-	افادۃ الافہام	مولانا انوار اللہ خاں
5-	اکرام الٰہی بجواب انعام الٰہی	مفتی عزیز احمد
6-	الالہام الصحیح فی اثبات حیاۃ المسیح	مولانا غلام رسول شہید امرتسری
7-	بشارت محمدی فی ابطال رسالت قادیان	بابو محمد پیر بخش
8-	تازیانہ عبرت	مولانا کریم الدین دبیر
9-	تتمہ قادیانی مذہب	پروفیسر محمد الیاس برنی
10-	تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہمیہ	بابو محمد پیر بخش
11-	تردید امامت کاذبہ	بابو محمد پیر بخش
12-	تردید معیار صداقت قادیانی	بابو محمد پیر بخش
13-	تردید نبوت قادیانی	بابو محمد پیر بخش
14-	تردید فتویٰ ابوالکلام آزاد ومولوی محمد علی مرزائی	قاضی فضل احمد لدھیانوی
15-	الحجات علی السلام فی الذب عن حریم الاسلام	مولانا محمد علی آسی
16-	جمعیت خاطر	قاضی فضل احمد لدھیانوی
17-	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا	بابو محمد پیر بخش
18-	الحق المبین	مولانا عبدالغنی ناظر
19-	حیات عیسیٰ علیہ السلام	مولانا مہر الدین جماعتی
20-	ختم نبوت	مولانا محمد بشیر ابوالنور

21۔	ختم نبوت	مفتی غلام مرتضیٰ
22۔	ختم نبوت	حافظ محمد ایوب دہلوی
23۔	رجم الشاطین براغلوطات البراھین	مولانا غلام دستگیر قصوری
24۔	رسالہ خاتم النبیین	مولانا غلام مہر علی اوکاڑوی
25۔	السوء العقاب للمسیح الکذاب	اعلیٰ حضرت بریلوی
26۔	سیف چشتیائی	پیر مہر علی شاہ
27۔	سیف رحمانی علی راس القادیانی	مولانا غلام جان ہزاروی
28۔	السیوف الکلامیہ لقطع الدعاوی الغلامیہ	مولانا عبدالحفیظ قادری بریلوی
29۔	شمس الہدایہ	پیر مہر علی شاہ
30۔	الصارم الربانی علی کرشن قادیانی	مفتی محمد صاحبداد خاں
31۔	الظفر الرحمانی	مفتی غلام مرتضیٰ
32۔	ظہور صداقت رد مرزائیت	پیر ظہور شاہ جلالپوری
33۔	عقب آسمانی برمرزائے قادیانی	مولانا نور الحسن سیالکوٹی
34۔	فتح رحمانی برفع کید قادیانی	مولانا غلام دستگیر قصوری
35۔	قادیانی فتنے کا ارتداد	مولانا قاری احمد پیلی بھیتی
36۔	قادیانی قول وفعل	پروفیسر محمد الیاس برنی
37۔	قادیانی کذاب	مولانا رفاقت حسین
38۔	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ اول	پروفیسر محمد الیاس برنی
39۔	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ دوم	پروفیسر محمد الیاس برنی
40۔	القول الصحیح فی اثبات حیات المسیح	مفتی محمد امیر علی خاں
41۔	القول الصحیح فی قبر المسیح	مولانا فیض احمد اویسی

42۔	قہرالدیان علی مرتد قادیان	مولانا حسن رضا خان
43۔	قہریزدانی برسر دجال قادیانی	پیر ظہور شاہ جلالپوری
44۔	قہریزدانی برقلعہ قادیانی	مولانا نظام الدین ملتانی
45۔	کذاب قادیاں	مولانا مشتاق احمد چشتی
46۔	کلمہ فضل رحمانی	قاضی فضل احمد لدھیانوی
47۔	کیا مرزا قادیانی مسلمان تھا؟	قاضی فضل احمد لدھیانوی
48۔	مباحثہ حقانی فی ابطال نبوت قادیانی	بابو محمد پیر بخش
49۔	مجدد کون ہوسکتا ہے؟	بابو محمد پیر بخش
50۔	مخزن رحمت بردقادیانی دعوت	قاضی فضل احمد لدھیانوی
51۔	مرزائے قادیانی کی حقیقت	مولانا ضیاء اللہ قادری
52۔	مرزائی حقیقت کا اظہار	مولانا عبدالعلیم میرٹھی
53۔	مرزائی نامہ	مولانا مرتضیٰ احمد خاں مکیش
54۔	معیار المسیح	خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی
55۔	معیار عقائد قادیانی	بابو محمد پیر بخش
56۔	مقدمہ قادیانی مذہب	پروفیسر محمد الیاس برنی
57۔	مقیاس نبوت	مولانا محمد عمر اچھروی
58۔	نیام ذوالفقار علی برگردن خاطی مرزائی فرزند علی	قاضی فضل احمد لدھیانوی

باب نمبر ۷

تابوت میں آخری کیل

لاہور سے بجانب مغرب سرگودھا روڈ پر ایک معروف قصبہ ربوہ واقع ہے۔ یہ قادیانی امت کا دوسرا بڑا مرکز ہے۔ اسے چنیوٹ سے چند فرلانگ آگے سڑک کے کنارے پہاڑوں کے دامن میں بڑے سلیقہ سے آباد کیا گیا ہے۔۔۔۔ ربوہ کی 1033 ایکڑ 7 کنال 8 مرلے اراضی انگریز گورنر سر فرانسس موڈی کی خاص دلچسپی سے احمدی جماعت کو عطا کی گئی ہے۔ ایک آنہ فی مرلہ میں سودا طے ہوا تھا۔

(''موضع ڈگیاں کا نام ربوہ کیسے ہوا'' بحوالہ سازشوں کا دیباچہ ص 193)

ربوہ کا سنگ بنیاد قائداعظم کی وفات کے تین دن بعد رکھا گیا اور یہاں کی اراضی کا باقاعدہ انتقال انجمن احمدیہ کے نام 29 نومبر 1949 کو ہوا۔ یہ لیاقت علی خان مرحوم کے عہد کی نہایت ہی تلخ روداد ہے۔ (لیاقت علی کا قتل بحوالہ سازشوں کا دیباچہ ص 196)

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی وفات سے پاکستانی قوم پر جو کوہ غم ٹوٹا اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ لیکن اس جانکاہ حادثہ کے موقع پر قادیانیوں کا کردار انتہائی شرمناک اور توہین آمیز تھا۔ اس وقت کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان جو کہ حد درجہ کے متعصب قادیانی اور

ملک وملت کے دشمن تھے نے بابائے قوم کا جنازہ نہیں پڑھا بلکہ غیر مسلم سفیروں کے ساتھ گراؤنڈ میں بیٹھے رہے۔ جب اس سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے جواب دیا۔ آپ مجھے مسلمان حکومت کا ایک کافر یا ایک کافر حکومت کا ایک مسلمان ملازم خیال کر لیں۔

(قادیانیوں کے عقائد وعزائم ص 37 بحوالہ سازشوں کا دیباچہ ص 207)

اخبار ''الفضل'' ربوہ 28 اکتوبر 1952 میں لکھا گیا۔'' کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابو طالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے۔ مگر مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ ہی رسول ﷺ نے۔ (سازشوں کا دیباچہ ص 203)

مرزائیوں کے اخبار الفضل نے اس وقت کے قادیانی امیر مرزا محمود بشیر نے غیر مرزائیوں کو چیلنج کیا کہ غیر مرزائیوں کو 1953 گذرنے سے پہلے اتنا مجبور کر دیا جائے گا کہ وہ قادیانیت کے قدموں پر آ کر گر جائیں۔ جو قادیانی نہیں ہیں وہ کیونکہ راہ راست پر نہیں ہیں۔ اس لئے ہم نے فیصلہ ہے کہ وہ قادیانیت قبول کر لیں یا اس روئے زمین پر نہ رہیں۔ اس سے ایک ہیجان برپا ہوا اور مختلف جماعتوں نے یہ سوال اٹھایا کہ اگر مرزائیت اسی طرح فروغ پاتی رہی تو یہ سخت نقصان دہ ثابت ہوگی اور ملک میں ایک بڑا فتنہ کھڑا کر دے گی۔ اس زمانے میں کچھ اس قسم کی اطلاعات بھی ملیں کہ ربوہ میں فوجی تیاریاں بھی کی جا رہی ہیں۔ اور اسلحہ بھی جمع کیا جا رہا ہے۔ اس قسم کی خبریں اخبارات میں آئیں اور مطالبات کئے گئے۔ اس وقت کے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین سے ربوہ جا کر حالات کا جائزہ لینے کا مطالبہ کیا گیا۔ چنانچہ اسی زمانے میں برکت علی محمڈن ہال میں ایک کنونشن ہوا جس میں پیر صاحب گولڑہ شریف جو کہ سٹیج پر نہیں آتے تھے، وہ بھی اسٹیج پر تشریف لائے اور پورے پنجاب اور سندھ کے قائدین شریک ہوئے۔ اور اس میں فیصلہ کیا گیا کہ اس فتنہ کا جو ملک اور قوم کے لئے مضر ہے ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ اس میں ہر جماعت کے دو دو نمائندے شریک ہوئے۔

(ترجمان اہلسنت کراچی ختم نبوت نمبر 77)

کراچی میں اشتہار دیا گیا کہ انجمن احمدیہ کراچی کا ایک جلسہ 17/18 مئی 1952 کو جہانگیر پارک میں منعقد ہوگا۔اس میں دوسرے مقررین کے علاوہ چوہدری ظفر اللہ خاں (وزیر خارجہ) بھی تقریر کریں گے۔اس جلسے سے چند روز پہلے خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم نے اس امر کے خلاف اپنی ناپسندی کا اظہار کیا۔چوہدری ظفر اللہ خاں نے ایک فرقہ وار جلسہ عام میں شرکت کا ارادہ کیا۔لیکن چوہدری ظفر اللہ خان نے خواجہ ناظم الدین سے کہا کہ میں انجمن سے وعدہ کر چکا ہوں اگر چند روز پہلے مجھے مشورہ دیا جاتا تو میں جلسے میں شریک نہ ہوتا۔لیکن وعدہ کرنے کے بعد میں اس جلسہ میں تقریر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔اور اگر اس کے باوجود بھی وزیر اعظم اگر اس بات پر مصر ہوں کہ مجھے جلسے میں شامل نہ ہونا چاہیے تو میں اپنے عہدے سے مستعفی ہونے کو تیار ہوں۔(خلاصہ منیر تحقیقاتی رپورٹ ص 98-97)

پروفیسر ڈاکٹر جاوید اعوان نے جسٹس منیر احمد کی رپورٹ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ پاکستان کے اس وقت کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے کراچی میں قادیانیوں کے جلسہ میں کہہ دیا تھا کہ چودہ سو سال کا اسلام (معاذ اللہ) جلا ہوا دودھ ہے اور قادیانیت تازہ مکھن اس پر ملک بھر میں ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔(لا نبی بعدی کا مجاہدین ختم نبوت نمبر ص 167)

13 جولائی کو برکت علی محمڈن ہال میں ہونے والے کنونشن میں تین مطالبات منظور کئے گئے۔

1۔ احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔

2۔ چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ کے عہدے سے برطرف کئے جائیں۔

3۔ احمدیوں کو مملکت کے کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل کے لئے مندرجہ ذیل ارکان پر ایک مجلس عمل مرتب کی گئی۔

مولانا ابوالحسنات محمد احمد جمعیت العلمائے پاکستان (صدر) مولانا امین حسن اصلاحی جماعت اسلامی (نائب صدر) ماسٹر تاج الدین انصاری (مجلس احرار) شیخ صلاح الدین (مجلس

احرار) مولانا عبدالحلیم قاسمی (JUI) مولانا محمد طفیل (JUI) مولانا محمد بخش مسلم (JUP) مولانا غلام محمد ترنم (حزب الاحناف) مولانا غلام دین (حزب الاحناف) مولانا داؤد غزنوی، مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا نصر اللہ خاں عزیز (جماعت اسلامی) حافظ کفایت حسین، مظفر علی شمس (ادارہ تحفظ حقوق شیعہ) مولوی نور الحسن بخاری (تنظیم اہلسنت والجماعت) صاحبزادہ فیض الحسن (انجمن سجادہ نشینیان پنجاب) مولانا عبدالغفار ہزاروی (انجمن سجادہ نشینیان پنجاب) علامہ علاؤالدین صدیقی (نامزد) مولانا اختر علی خاں (نامزد) مولانا مرتضٰی احمد خاں (نامزد)

13 اگست 1952 کو علمائے کرام کا ایک وفد صدر مجلس عمل مولانا ابوالحسنات محمد احمد اور مولانا عبدالحامد بدایونی کی سربراہی میں وزیر اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد نے ایک تحریری یادداشت پیش کی۔ جس میں احمدیوں کے خلاف شکایات درج تھیں اور مذکورہ بالا تینوں مطالبات کئے گئے۔ خواجہ ناظم الدین نے وفد کو بتایا کہ فی الحال تو میں یوم پاکستان کی بعض مصروفیتوں میں الجھا ہوا ہوں۔ بعد میں اس مسئلہ پر گفتگو کے لئے وقت نکالیں گے۔ خواجہ ناظم الدین سے مجلس عمل کے وہی ارکان دوبارہ 16 اگست کو پھر ملے۔ اس موقع پر سردار عبدالرب نشتر، مسٹر گورمانی اور مسٹر فضل الرحمٰن بھی موجود تھے۔ اس ملاقات کا نتیجہ واضح طور پر دل شکن تھا۔ خواجہ ناظم الدین نے کہا کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مسئلہ دستور ساز اسمبلی کے دائرہ اختیار میں ہے اور اس معاملے میں کسی اقدام پر آمادہ نہیں ہوں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کو قائداعظم نے خود مقرر کیا تھا۔ اس لئے انہیں برطرف کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ باقی رہا مسئلہ کہ احمدی افسروں کو کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے تو اس کے متعلق وفد کو دلائل و براہین کی مدد سے کیس تیار کرنا چاہیے اور ربوہ کے متعلق جو شکایات ہیں وہ صوبائی حکومت کے سامنے پیش کرنی چاہئیں۔

مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، مولانا مرتضٰی احمد خاں میکش کی سربراہی میں علماء کا وفد 29 ستمبر 1952 کو چیف منسٹر پنجاب سے ملا اور احمدیوں کے خلاف شکایات پیش کیں۔

جس میں یہ امور شامل تھے۔ ربوہ میں خالص احمدی بستی کے لئے اراضی کا عطیہ ناواجب الاٹمنٹس اور وہ مسئلہ جس کو ارکان وفد گولہ بارودی سازش سے موسوم کرتے تھے۔ چیف منسٹر نے ان امور پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ چار یا پانچ ماہ بعد مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری نے پھر خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کی۔ اس وقت مولانا اختر علی خاں اور بعض دوسرے اشخاص ان کے ساتھ تھے۔ یہ واقع غالباً دسمبر 1952 کا ہے۔ جنوری میں پھر ملاقات ہوئی تھی۔ خواجہ ناظم الدین نے وفد کو بتایا کہ میں نے اس مسئلے پر بہت غور کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ "اگر میں نے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کو کابینہ سے برطرف کر دیا تو پاکستان کو امریکہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہ ملے گا" جب ارکان وفد نے یہ سنا تو دوسرے دو مطالبات کے متعلق کوئی ذکر نہ کیا۔

22 جنوری 1953 کو مولانا عبدالحامد بدایونی کی سربراہی میں ایک وفد خواجہ ناظم الدین سے ملا۔ خواجہ صاحب نے مطالبات سے ہمدردی کا اظہار کیا لیکن کہا کہ میں ان مطالبات کو تسلیم کرنے سے قاصر ہوں۔

26 فروری 1953 کو مرکزی مجلس عمل کا ایک اجلاس مولانا ابوالحسنات کی زیر صدارت کراچی میں ہوا جسمیں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا محمد عبدالحامد بدایونی سمیت 10 علماء نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ کیا گیا۔ طے پایا کہ چھوٹی سڑکوں سے پانچ رضا کار اس حالت میں گذرتے ہوئے وزیر اعظم کی کوٹھی پر جائیں گے کہ ان کے پاس ایسے جھنڈے ہوں گے جن پر مطالبات ثبت ہوں گے۔ اگر ان کو گرفتار کر لیا جائے تو اور پانچ رضا کار جائیں گے۔ مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد اس متبرک تحریک کے ڈکٹیٹر مقرر ہوئے اور انہیں گرفتاری کی صورت میں اپنا جانشین مقرر کرنے کا اختیار بھی دیا گیا۔

(ماخوذ از خلاصہ منیر تحقیقاتی عدالتی رپورٹ)

جہاں پر علمائے کرام نے اپنے آپ کو اس تحریک کے لئے وقف کر دیا تھا اور ملک کے مختلف حصوں میں جا کر تقاریر کر کے قادیانیت کے بخیے ادھیڑ رہے تھے اور لوگوں پر قادیانی عقائد کو

واضح کرر ہے تھے وہاں زندگی کے دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی پیچھے نہ تھے۔

ایم بی ہائی سکول وزیرآباد کے طالب علموں نے ایک جلوس نکالا۔ جس میں ایک چارپائی کے ساتھ کتا بندھا ہوا تھا اور اس کو چوہدری ظفر اللہ ظاہر کیا گیا تھا۔

ایک جلوس 25 جون 1952 کو قصور کے بازاروں میں بعد نماز جمعہ نکلا۔ اس جلوس میں جو نعرے لگائے گئے ان میں چوہدری ظفر اللہ کو نہایت ذلیل گالیاں دی گئیں۔ مثلاً ظفر اللہ کنجر، ظفر اللہ کتا، ظفر اللہ سور۔ اور ایک گدھی کو پکڑ کر اس پر بیگم ظفر اللہ لکھا تھا۔ اس گدھی پر ایک آدمی سوار تھا جس کے سر پر ٹاپ ہیٹ اور گلے میں جوتیوں کا ہار تھا اور اس پر مرزا غلام احمد کا نام لکھا تھا۔ اس کے بعد لاقانونیت کے متعدد واقعات شروع ہو گئے جن کا شمار کرنا شاید ممکن نہ تھا۔

جب 1953 کی تحریک راست اقدام سرد پڑ گئی تو مرزا صاحب (سابق صدر سکندر مرزا) کو اکثر یہ فرماتے سنا گیا کہ کابینہ کی غلطی ہے کہ اس نے ان ملاؤں کو پھانسی نہیں دی۔ ہمارے مشورہ کے مطابق پندرہ بیس علماء کو دار پر کھنچوا دیا جاتا یا گولی سے اڑا دیا جاتا تو اس قسم کے جھمیلوں سے ہمیشہ کے لئے نجات ہو جاتی۔ جس صبح دولتانہ کی وزارت برخاست کی گئی اس رات گورنمنٹ ہاؤس میں سکندر مرزا کا ایک ہی بول تھا۔" مجھے یہ نہ بتاؤ کہ فلاں جگہ ہنگامہ فرو ہو گیا ہے۔ یا فلاں جگہ مظاہرہ ختم کر دیا گیا۔ مجھے یہ بتاؤ وہاں کتنی لاشیں بچھائی ہیں۔ کوئی گولی بے کار تو نہیں گئی۔ (تحریک ختم نبوت ص 142 بحوالہ سازشوں کا دیباچہ ص 198)

تحریک نے جب زور پکڑا تو قائدین مجلس عمل جن میں مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صدر مجلس عمل اور فخر اہلسنت مولانا عبدالحامد بدایونی اور احراری لیڈر سید عطاء اللہ شاہ بخاری شامل تھے کو کراچی میں گرفتار کر لیا گیا اور رضا کاروں کو کراچی پہنچنے نہ دیا۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے تیرہ نمائندوں میں مولانا عبدلستار خاں نیازی بھی شامل تھے آپ نے صدر مجلس عمل کی جانشینی سنبھالتے ہوئے فرمایا کہ لاہور سے دور 750 میل دور کراچی میں جا کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کرنا مناسب نہیں لہذا کراچی والے کراچی میں

، پنجاب والے پنجاب میں اور سرحد والے سرحد میں کام کریں۔ اس طرح یہ تحریک ملک گیر صورت اختیار کر گئی۔

3 مارچ 1953 کو آپ نے اپنا مرکزی دفتر مسجد وزیر خاں میں قائم کیا اور 4 مارچ کو سوسو کے تین جتھے مسجد وزیر خاں میں ترتیب دیئے۔ ایک کو ضلع کچہری، ایک کو سیکرٹریٹ اور ایک کو گورنر ہاؤس میں جانا تھا۔ مولانا نیازی نے انہیں پر امن رہنے کی تاکید کی اور طے پایا کہ اگر پولیس روکے تو راستہ بدلنے کی بجائے زمین پر لیٹا جائے۔ فردوس علی شاہ ڈی ایس پی کی قیادت میں پولیس نے نوجوانوں پر لاٹھیوں کی بارش کر دی۔ ایک نوجوان کے گلے میں حمائل شریف تھی کہ فردوس علی شاہ کی ٹھوکر سے گر گئی۔ جب وہ اٹھانے لگا تو ظالم ڈی ایس پی نے پوری طاقت کے ساتھ ڈنڈے برسائے۔ ان دنوں لاہور میں روزانہ دو جلسے ہوا کرتے تھے۔ ایک جلسہ تو نماز عصر سے پہلے دہلی دروازہ کے باہر اور دوسرا نماز عشاء کے بعد مسجد وزیر خاں میں۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی دونوں جلسوں سے خطاب کرتے تھے۔ فردوس علی شاہ ڈی ایس پی آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آیا تو ایک رضا کار نے چھرا گھونپ کر ٹھنڈا کر دیا اور حکومت نے مولانا کے خلاف قتل کا مقدمہ درج لیا۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ میں اس منظر کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ جب کوئی بھی شخص ڈی ایس پی فردوس شاہ کی میت کو غسل دینے کے لئے تیار نہ ہوا تو اس کی لاش کوتوالی تھانے کے نلکے کے قریب پڑی تھی اور ایک ماشکی اس پر مشک سے پانی ڈال رہا تھا۔ اس کے اپنے تھانے کے سپاہی اس کے نزدیک نہ جاتے تھے کہ "ختم نبوت" کا مخالف تھا۔

(لا نبی بعدی کا مجاہدین ختم نبوت نمبر ص 195)

اس واقعہ کے بعد پولیس نے اندھا دھند فائرنگ کی اور قادیانی بھی پولیس اور فوج کی وردی میں آ کر فائرنگ میں شریک ہوئے اور مجاہدین ختم نبوت نے بے شمار قربانیاں پیش کیں۔ دہلی دروازہ کے باہر چار نوجوانوں کی ڈیوٹی تھی۔ پولیس نے ان چاروں کو ایک ایک کر کے گولی مار دی۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک رات بے پناہ ہجوم ریلوے اسٹیشن سے مسجد وزیر خاں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ سارے لوگ پنجاب کے مختلف دیہات سے آئے ہوئے تھے اور تحریک کے مرکز تک پہنچنے سے پہلے پیش رفت کر رہے تھے۔ آدھی رات کا وقت تھا دہلی دروازے کے باہر میلاد چوک کے قریب اس جلوس پر اس قدر گولیاں برسائی گئیں کہ 1947 کے مسلم کش فسادات میں بھی نہ برسائی گئی ہوں گی۔ میں کوتوالی تھانے کے قریب ہی رہائش پذیر تھا۔ صبح فجر کے بعد میلاد چوک پہنچا تو کارپوریشن اور ملٹری کی گاڑیاں خون آلود سڑکیں دھونے میں مصروف تھیں۔ لیکن اس دھلائی کے باوجود بازاروں اور دیواروں پر ختم نبوت کے شہیدوں کے مقدس خون کے چھینٹے اور گوشت کے لوتھڑے نظر آ رہے تھے۔

(پیرزادہ اقبال احمد کی یادداشتیں لانبی بعدی مجاہدین ختم نبوت نمبر ص 196)

ایک بابا اپنے پانچ سالہ بچے کو کندھے پر اٹھا کر لایا۔ باپ نے ختم نبوت کا نعرہ لگایا، معصوم بچے نے اپنی توتلی زبان سے زندہ باد کہا۔ دو سنسناتی ہوئی گولیاں آئیں، بوڑھے باپ اور معصوم بچے کے سینے میں پیوست ہو گئیں۔ (ایمان پرور یادیں ص 56)

دوران کرفیو اذان کے وقت ایک مسلمان اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آگے بڑھا۔ مسجد میں پہنچ کر اذان دینا چاہی۔ ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگنے سے ڈھیر ہو گیا۔ دوسرا جانباز آگے بڑھا۔ ابھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا تھا کہ گولی آئی جو سینے میں پیوست ہو گئی۔ تیسرا مسلمان آگے بڑھا ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر اشہد ان محمد الرسول اللہ کہا کہ گولی لگی اور شہید ہو گیا۔ غرضیکہ باری باری نو مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس وقت تک اذان مکمل ہو چکی تھی۔ (سازشوں کا دیباچہ ص 221)

ذمہ دار افراد کا کہنا ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ حال دیکھا ہے کہ مرزائی غنڈے وزیر خارجہ کی شہ پا کر حفظ امن کا بہانہ ڈھونڈتے اور راہ گزرتے مسلمانوں کو موت کی نیند سلا کر آگے نکل جاتے۔ (ایضاً)

6مارچ کو مولانا عبدالستار خان نیازی نے مسجد وزیر خاں میں ایک تاریخی تقریر کی جس میں مسئلہ ختم نبوت کا مذہبی اور سیاسی پس منظر بیان کیا اور مسجد وزیر خاں کو نا قابل فتح قلعہ قرار دیا گیا۔ 9مارچ کو اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے والا تھا لہٰذا مولانا تیاری میں مصروف ہو گئے لیکن 9 تاریخ کو آپ کے بہت سے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ ایک ریڑھے کے ذریعے لاہور سے باہر تشریف لے گئے اور پھر بس کے ذریعہ اوکاڑہ اور پھر پاکپتن شریف تشریف لے گئے۔ 22مارچ کو آپ پاکپتن شریف سے قصور آئے جہاں سے اگلی صبح اسمبلی ہال میں پہنچنا تھا۔ لیکن قصور میں جن لوگوں کے پاس آپ ٹھہرے ہوئے تھے انہوں نے غداری کرتے ہوئے ملٹری کو بتا دیا جس کے نتیجہ میں آپ 23مارچ صبح فجر کی نماز کی تیاری کرتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے ایک کارکن بشیر احمد مجاہد بھی گرفتار ہوئے۔ قصور سے شاہی قلعہ لاہور لایا گیا تو چوہدری محمد حسین ایس پی (سی آئی ڈی) 23مارچ سے 9اپریل آدھی رات تک آپ سے پوچھ گچھ کرتے رہے۔ دوراتیں مسلسل جگائے رکھا۔ 16اپریل کو آپ کو جیل بھیج دیا گیا۔ ملٹری کورٹ میں آپ پر فردوس شاہ کے قتل کی اعانت اور باغیانہ تقریر کرنے کی پاداش میں مقدمات قتل اور بغاوت چلائے گئے۔ مقدمہ قتل میں آپ بری ہو گئے مگر مقدمہ بغاوت میں آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا جو اس طرح تھا۔

You will be hanged by neck till you are dead.

تمہاری گردن پھانسی کے پھندے میں لٹکائی جائے گی جب تک تمہاری موت واقع نہ ہو جائے۔

اس کے جواب میں مجاہد ملت فرماتے ہیں۔

Is that? I was prepared to take more than that. If I would have got one hundred thousand lives, I would have lad down those lives for the cause of Holy

Prophet Muhammad May the peace glory of God be upon him.

یہی سزا لائے ہو میرے لئے اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں ہوتیں تو میں ان سب کو محمد ﷺ کی ذات پر قربان کر دیتا۔

آرڈر سناتے ہوئے افسر نے کہا

Please sign it اس پر دستخط کر دیں

مولانا نیازی فرماتے ہیں

I will sign it when I kiss the rob

میں اس وقت دستخط کروں گا جب پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا۔

You will have sign it

مولانا نیازی

I have already told you that I will sign it when I kiss the rob. I am in your clutches and an behind the barstake me to the gallows and hang me.

میں پہلے بتا چکا ہوں کہ میں اس وقت دستخط کروں گا جب پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا میں آپ کے پنجوں میں ہوں۔ مجھے لے جاؤ اور پھانسی دے دو۔

افسر

Mr. Niazi! our officer will enquir from us whether you were serve with the notice in death warrant.

مولانا نیازی

If you so fear from your officers,will I sign it for you

اگر آپ کو افسران کا خوف ہے تو میں آپ کی خاطر اس پر دستخط کئے دیتا ہوں۔

آپ نے دستخط کر دیئے تو افسر نے آپ سے ہمت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا تم میرے Moral کے بارے میں پوچھتے ہو تو وہ تو آسمانوں سے بھی بلند ہے۔ مولانا نیازی 7 دن اور 8 راتیں پھانسی کی کوٹھڑی میں رہے۔ 14 مئی 1953 کو سزائے موت عمر قید میں تبدیل ہوئی 29 اپریل 1955 کو ضمانت پر رہا ہوئے۔

(ماخوذ از ہفت روزہ الہام بہاولپور مجاہد ملت ایڈیشن)

علامہ ابوالحسنات صدر مجلس عمل کے لخت جگر مولانا سید خلیل احمد قادری برکاتی اور مولانا مودودی کو بھی سزائے موت ہوئی جو بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوئی اور پھر رہا ہو گئے تھے۔

علامہ ابوالحسنات نے تفسیر الحسنات بھی قید کے انہی ایام میں لکھی جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔

قادیانی لیڈر سر ظفر اللہ خاں پاکستان سے نکل جانے کے بعد اقوام متحدہ کی طرف سے عالمی عدالت انصاف کا جج بن گیا۔ عالمی عدالت کے مرکزی مقام ہیگ میں اس نے جگہ لے کر قادیانی مرکز بنایا اور اسے مسجد کا نام دیا۔ قائد ملت اسلامیہ شاہ احمد نورانی صدیقی اس کا تعاقب کرتے ہوئے ہالینڈ پہنچ گئے اور ایمسٹرڈم میں یورپ کی تاریخ کی سب سے پہلی مسجد طیبہ تعمیر کی۔

(لا نبی بعدی کا مجاہدین ختم نبوت نمبر ص 168)

تحریک کا زور کم پڑ گیا لیکن علماء کرام نے اندرون و بیرون ملک تحریری و تقریری طور پر قادیانیت کا محاسبہ جاری رکھا۔ اس دوران قائد ملت اسلامیہ شاہ احمد نورانی نے نیروبی ۔دارالاسلام ۔ ماریشس اور لاطینی امریکہ میں سرینام، برٹش، گیانا اور ٹرینی ڈاڈ میں کامیاب مناظرے بھی کیے اور اس کے نتیجہ میں 600 سے زائد مرزائی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اس

دوران انہوں نے انگریزی میں ایک ضخیم کتاب لکھی۔ جس میں سو سے زائد آیات اور تین سو سے زائد احادیث سے رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی ثابت کیا۔

12 مئی 1974 کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء نے ربوہ اسٹیشن پر ختم نبوت اور تحفظ عزت و ناموس رسالت ﷺ کا نعرہ بلند کیا۔ 29 مئی 1974 کو یہ طلباء واپسی پر جب ربوہ اسٹیشن پر پہنچے تو قادیانی غنڈوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ بعض کو شدید ضربیں آئیں جنہیں کئی دن تک ہسپتال رہنا پڑا۔ کسی کا منہ توڑا گیا اور کسی کی ناک۔ ٹرین کو بلا ضابطہ روک کر ساری کارروائی کی گئی۔ اس کارروائی کے نتیجہ میں مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی دبی ہوئی چنگاری شعلہ بنی اور پورے علاقہ میں مسلمانوں کی بستیاں بھڑک اٹھیں۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کی اس آگ کو پانی سے نہیں بجھایا جا سکتا تھا۔ بلکہ یہ تو کچھ اور ہی تلاش کر رہی تھی۔ جب اس آگ کی تپش پورے ملک میں محسوس ہونے لگی اور تیز سے تیز ہونے لگی تو بھٹو صاحب نے کہا کہ یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں 30 جون کو پیش کر دیا جائے گا۔ جو وہ فیصلہ کرے گی ہمیں اور پوری قوم کو قابل قبول ہوگا۔

(ضیائے حرم تحریک ختم نبوت نمبر ص 50)

تحریک ختم نبوت زور پکڑتی گئی جس کے نتیجہ میں اہلسنت کے علاوہ دیوبندی، اہلحدیث اور شیعہ حضرات بھی شامل ہوئے اور سیاسی جماعتوں نیشنل عوامی پارٹی، مسلم لیگ، خاکسار، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت العلمائے اسلام مفتی محمود گروپ، جماعت اسلامی وغیرہ نے بھی متحد ہو کر کام شروع کر دیا اور مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔

مرکزی مجلس عمل کے صدر مشہور دیوبندی عالم مولانا محمد یوسف بنوری کراچی منتخب ہوئے اور سیکرٹری جنرل علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری منتخب ہوئے۔ مجلس عمل میں مختلف جماعتوں کو نمائندگی دی گئی مگر افسوس کہ کچھ لوگوں نے عملی طور پر اس مجلس میں حصہ نہیں لیا۔ مجلس عمل کی طرف سے چند واضح مطالبات رکھے گئے۔

1۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

2۔ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

3۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

یہاں پر "ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے" کے مطالبہ کے متعلق چند ضروری باتیں درج کرنا نہایت ضروری ہیں کہ

انجمن احمدیہ نے ربوہ کی تعمیر سے قبل مندرجہ ذیل شرائط طے کیں تھیں۔

1۔ ربوہ کی زمین پر کسی شخص کو ملکیتی حقوق نہیں دیئے جائیں گے۔

2۔ بنگلے اور مکانات، نقشے قواعد کے مطابق ہی بن سکیں گے۔

3۔ ہر سال ان مکانوں کی از سر نو الاٹمنٹ ہوا کرے گی۔ یہ تجدید خلیفہ صاحب کریں گے۔(سازشوں کا دیباچہ ص243)

تمام سرکاری اور قادیانی دفاتر میں مرزا غلام احمد صاحب کی تصاویر آویزاں تھیں۔ البتہ قائداعظم اور علامہ اقبال کی تصویر نظر نہ آئی۔ نیز ربوہ میں کہیں بھی پاکستان کا پرچم نظر نہ آیا۔ البتہ قصر خلافت پر جماعت کا نیا مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا۔

ناظم امور عامہ کے دفتر کا جب معائنہ کیا اور فائلیں دیکھیں تو بتلایا گیا کہ اختلافات وغیرہ کی صورت میں آخری فیصلہ خلیفہ ربوہ کا ہوتا ہے۔

ٹریبونل نے ربوہ کی چوکی کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ کسی جرم کی رپورٹ نہیں۔ اس موقعہ پر تھانہ لالیاں کے ایس ایچ او نے اعتراف کیا کہ ہمارا انتظام محکمہ ربوہ کا مرہون منت ہے۔ ہم بوجوہ اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتے۔ ربوہ کی بعض عمارات پر قادیانی پرچم "نوائے احمدیت" لہراتے دیکھا گیا۔(سازشوں کا دیباچہ ص244)

مولانا شاہ احمد نورانی نے مکہ معظمہ حاضری دی اور وہاں سے رابطہ عالم اسلامی کی وہ قرارداد حاصل کی جو انہوں نے قادیانیت کے بارے میں متفقہ طور پر منظور کی گئی تھی۔ 26 مئی کو یہ قرارداد لے کر پاکستان پہنچے۔ اسی قرارداد کی روشنی میں قومی اسمبلی کے لئے قرارداد مرتب کی۔

جس میں حزب اختلاف کی تمام جماعتوں کا مشورہ شامل تھا۔اور یہی قرارداد 30 جون کو اسمبلی میں پیش کی گئی۔جس پر 37 ارکان اسمبلی کے دستخط ثبت تھے۔

حکومت کی طرف سے عبدالحفیظ پیرزادہ نے قرارداد پیش کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی خاتمیت پر جو یقین نہیں رکھتا اور اس کے بعد کسی دوسرے کو نبی یا مصلح تصور کرتا ہے اس کی حیثیت کا تعین کیا جائے۔

مولانا نورانی فرماتے ہیں کہ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا محمد ذاکر، مولانا محمد علی، پروفیسر غفور احمد، مولانا مفتی محمود، سردار شیر باز خاں مزاری، مخدوم نور محمد ہاشمی اور صاحبزادہ احمد رضا قصوری وغیرہ نے بھرپور تعاون کیا جب کہ مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم نے 30 جون والی قرارداد پر دستخط نہیں کئے تھے۔(ضیائے حرم کا تحریک ختم نبوت نمبر ص 45)

قرارداد کا متن

ہر گاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیاں کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔نیز ہر گاہ کہ نبی ہونے کے اس جھوٹے اعلان میں بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکامات کے خلاف غداری تھی نیز ہر گاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا نیز ہر گاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت پر یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کی صورت میں گردانتے ہوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔نیز ہر گاہ کہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں نیز ہر گاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں چھ اور دس اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی

متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانی اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تحریک ہے جو کہ اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہئے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر انکے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

قرارداد اسمبلی میں غور کرنے کے لئے پیش ہونے کے بعد پوری اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔ نیز چند لیڈروں پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی بنائی گئی جس میں مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود وغیرہ شامل تھے جبکہ حکومت کی طرف سے عبدالحفیظ پیرزادہ اور کوثر نیازی اہم کردار ادا کر رہے تھے۔

30 جون 1974ء کے بعد کمیٹی کے مسلسل اجلاس شروع ہوئے کہ قراردادوں کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے۔

اسی اثنا میں قادیانی ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ کے سربراہوں کا ایک خط کمیٹی کو پیش کیا گیا جس میں مرزا ناصر الدین ربوہ گروپ اور صدر الدین لاہوری گروپ نے اپنی صفائی اور عقائد کی وضاحت کے لئے حاضری کی اجازت مانگی۔ جو کمیٹی نے بخوشی دے دی مرزا ناصر الدین نے ایک محضر نامہ اسمبلی میں پڑھنا شروع کیا تو بند ائیر کنڈیشنڈ کمرے میں ایک پرندے کا پر جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا سیدھا مرزا ناصر الدین کے محضر نامہ پر آ گرا جس کو دیکھ کر وہ ایک دم چونکا اور گھبرا کر کہا I am Disturbed جب محضر نامہ پڑھا گیا تو اس پر کمیٹی کے علاوہ اور دیگر افراد نے سوال نامہ مرتب کیا اور علماء نے محضر نامہ کا جواب دیا۔ سوالوں کی تعداد بہت زیادہ تھی علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر صاحب نے جو سوالات

کیئے ان کی تعداد تقریباً 75 تھی۔

ان سوالات کو پوچھنے کی ذمہ داری اٹارنی جنرل پاکستان جناب یحییٰ بختیار کے سپرد تھی۔

مسلسل گیارہ روز تک مرزا ناصرالدین سے جرح ہوتی رہی۔ مرزا ناصر کا یہ حال تھا کہ ائیر کنڈیشنڈ کمرے میں روزانہ پچاس پچاس گلاس پانی پیتا تھا اور صفائی پیش کرتے اسکو پسینہ چھوٹ جاتا تھا۔ (ماخوذ از ماہنامہ ضیائے حرم تحریک ختم نبوت نمبر)

5 ستمبر 1974ء کو رہبر کمیٹی کے افراد مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود، عبدالحفیظ پیرزادہ، کوثر نیازی اور مولا بخش سومرو کی بھٹو سے دو میٹنگیں ہوئیں۔ اور 6 ستمبر کو بھی دو میٹنگیں ہوئیں آخر کار 6 ستمبر کو رات تقریباً 12 بجے بھٹو صاحب کی سرکاری قیام گاہ راولپنڈی میں یہ مسئلہ طے ہوا اور 7 ستمبر 1974ء کو 4 بجے قومی اسمبلی کے اجلاس میں آئین کی فوری ترمیم منظور کی گئی اور اس روز سات بجے شب سینٹ نے اسکی توثیق کردی۔

مولانا نورانی جب قرارداد اسمبلی میں پیش فرمانے والے تھے قادیانیوں کی طرف سے آپ کو ایک کروڑ روپے رشوت پیش کرنے کی کوشش کی گئی لیکن آپ نے اس پیشکش کو ٹھکرا کر دنیا کو بتادیا کہ نورانی اور سودے بازی دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے کے بعد مولانا نورانی نے دنیا کا دورہ کیا اور دنیا کو بتایا کہ ہم نے قادیانیوں کہ کافر قرار دے دیا ہے۔

دنیائے سنیت کے عظیم مصنف اور محقق علامہ ارشد القادری لکھتے ہیں کہ

دنیا کے سارے اسلامی ملکوں میں یہ قابل فخر اعزاز صرف پاکستان کو حاصل ہوا کہ اس کی پالیمنٹ نے انکار نبوت کی بنیاد پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قانونی اور سیاسی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کردیا۔ (لانبی بعدی کا مجاہدین ختم نبوت نمبر ص 40)

1974 میں تحریک ختم نبوت کے دوران علماء کے ایک وفد نے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات کی۔

یہ میٹنگ بڑی دلچسپ اور حوصلہ افزا تھی اور اس میں انہیں قادیانیوں کی سیاسی سازشوں سے آگاہ کیا

گیا جب علماء کرام الوداع ہو رہے تھے مسٹر بھٹو نے قائد وفد کو پیچھے سے آواز دے کر بلایا اور کہا کہ مولانا! میں اس مقدس مقصد اور عظیم مطالبے کو دل و جان سے تسلیم کر چکا ہوں اور انشاء اللہ میری حکومت برسوں پرانے اس فتنے کا آئینی سدباب کر دے گی۔ مگر میں یہ حقیقت بھی جانتا ہوں کہ آپ لوگ ایک طرح سے میری گردن میں امریکہ کی پھانسی کا پھندا ڈلوا رہے ہیں۔

(سازشوں کا دیباچہ صفحہ 254)

اس تحریک کے دوران بھی مجاہدین ختم نبوت نے بیشمار قربانیاں پیش کیں۔ ملک گیر ہڑتالیں ہوئیں، ہر شہر میں ختم نبوت کے جلسے ہوئے، پکڑ دھکڑ ہوئی، تقاریر کرنے پر علماء کی گرفتاریاں تو معمول بن چکا تھا، گھیراؤ جلاؤ کے واقعات کا شمار ممکن نہ تھا، مختلف شہروں میں سوشل بائیکاٹ کیا گیا، عارفوالہ میں اس وقت کے نوجوان اور آج کے صحافی لطیف الرحمان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قادیانیوں کے گھروں کے باہر ڈنڈے لے کر بیٹھ جاتے اور کسی شخص کو ان سے ملنے نہیں دیا جاتا تھا اور نہ ان کو گھروں سے باہر نکلنے دیا جاتا تھا۔ کئی دن تک مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔ قادیانیوں کی دو کانوں کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا گیا تھا۔

سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں نے اپنی تنگ نظر فطرت اور خبث باطن کا اظہار کرتے ہوئے ایک محفل میں کہا تھا کہ بھٹو کا 52 سال کی عمر میں مرنا مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ 52 سال کی عمر میں ایک کتا مرے گا۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی 26 جون تا 2 جولائی 1987ء بحوالہ سازشوں کا دیباچہ)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی یحییٰ خاں اور بھٹو کے دور میں حکومت پاکستان کا سائنسی مشیر تھا مگر جب 1974ء میں قومی اسمبلی نے آئینی طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا تو یہ کسی بہانے لندن جا بیٹھا اس دوران وطن عزیز میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام کو دعوت نامہ بھیجا تو اس نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے وزیر اعظم سیکرٹریٹ واپس بھیج دیا۔

I do not want to set foot on this accursed land until the constitutional amedment is with drawn میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے (ضیائے حرم مارچ 2000 صفحہ 81)

عالم اسلام اور قادیانیت

☆1902ء میں افغانستان کی حکومت نے لطیف نامی قادیانی کو مرتد قرار دیتے ہوئے قتل کر دیا۔

☆1934ء میں ملا عبدالحکیم اور انور (قادیانی) کو افغانستان میں انگریزوں کے لئے جاسوسی کرنے کے الزام میں سزائے موت دی گئی۔

☆نومبر 1927ء میں ماریشیش (بحر ہند کا ایک جزیرہ) کے ایک چیف جسٹس نے قادیانیوں کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور مسجد کا فیصلہ مسلمانوں کے حق میں دے دیا۔

☆1957ء میں شام اور 1958ء میں مصر کی حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جماعت کو خلاف قانون قرار دیا۔

☆10 اپریل 1974ء کو رابطہ عالم اسلامی کے ایک اجلاس میں قادیانیوں کے خلاف ایک قرارداد پیش ہوئی جسے 104 ملکوں نے متفقہ طور پر منظور کر کے دنیا بھر کو قادیانیت کے کفر اور ارتداد اور انکی غیر مسلم حیثیت کو آشکار کر دیا۔

☆رابطہ کے اجلاس کے بعد آخر اپریل 1974ء میں سعودی عرب، ابوظہبی، دبئی، بحرین اور قطر میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

(قصر مرزائیت میں ایک اور شگاف عدالتی فیصلہ)

چند اہم فیصلے

☆ جناب محمد اکبر صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے 7 فروری 1935 میں تنسیخ نکاح کے مقدمہ کا فیصلہ سنایا کہ مدعا علیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مرتد ہو چکا ہے لہٰذا اس

کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد سے فسخ ہو چکا ہے۔

☆25/3/1954 کو میاں محمد سلیم سینئر سول جج راولپنڈی نے اپنے فیصلہ میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

☆3/6/1955 کو جناب شیخ محمد اکبر صاحب ایڈیشنل جج ڈسٹرکٹ راولپنڈی نے اپنے ایک فیصلے میں مرزائیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

☆22/3/1969 کو شیخ محمد رفیق گریجہ جج اور فیملی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مرزائی خواہ قادیانی ہو یا لاہوری غیر مسلم ہیں۔

☆13/7/1970 کو سول جج سارو جیمز آباد ضلع میر پور خاص نے اپنے ایک فیصلے میں مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

☆1972 میں جناب ملک احمد خان صاحب کمشنر بہاولپور نے فیصلہ دیا کہ مرزائی مسلم امت سے بالکل الگ گروہ ہے۔

☆1972 میں چودھری محمد نسیم صاحب سول جج رحیم یار خاں نے فیصلہ دیا کہ مسلمانوں کی آبادیوں میں قادیانیوں کو تبلیغ کرنے یا عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں۔

☆28/4/1973 کو آزاد کشمیر کی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی۔

☆19/6/1974 کو سرحد اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے متعلق متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی۔

اور بالآخر

☆7/9/1974 کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

[illegible] عقائد المعتبرہ [illegible]

تمام [illegible] کے [illegible]

دفن کر دیا۔ جمعیت علماء پاکستان [illegible]

القادری صاحب نے بڑی [illegible]

سے اُجاگر کیا اور مرزا قادیانی کے خبث باطن اور دجل و فریب [illegible]

کے ساتھ ساتھ تاریخی پس منظر میں علماء اہلسنت کی خدمات [illegible]

وتعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت اختر القادری کی اس کاوش کو مشکور فرمائے اور [illegible]

نبوت کے دشمنوں سے ملت بیضاء کو محفوظ رکھے۔

مفتی محمد ہدایت اللہ [illegible]
صدر جمعیت علماء (پاکستان) [illegible]
صدر متحدہ مجلسِ عمل [illegible]

RS: [redacted]

المدینہ دارالاشاعت (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اُردو بازار لاہور 042-7312801-7320682